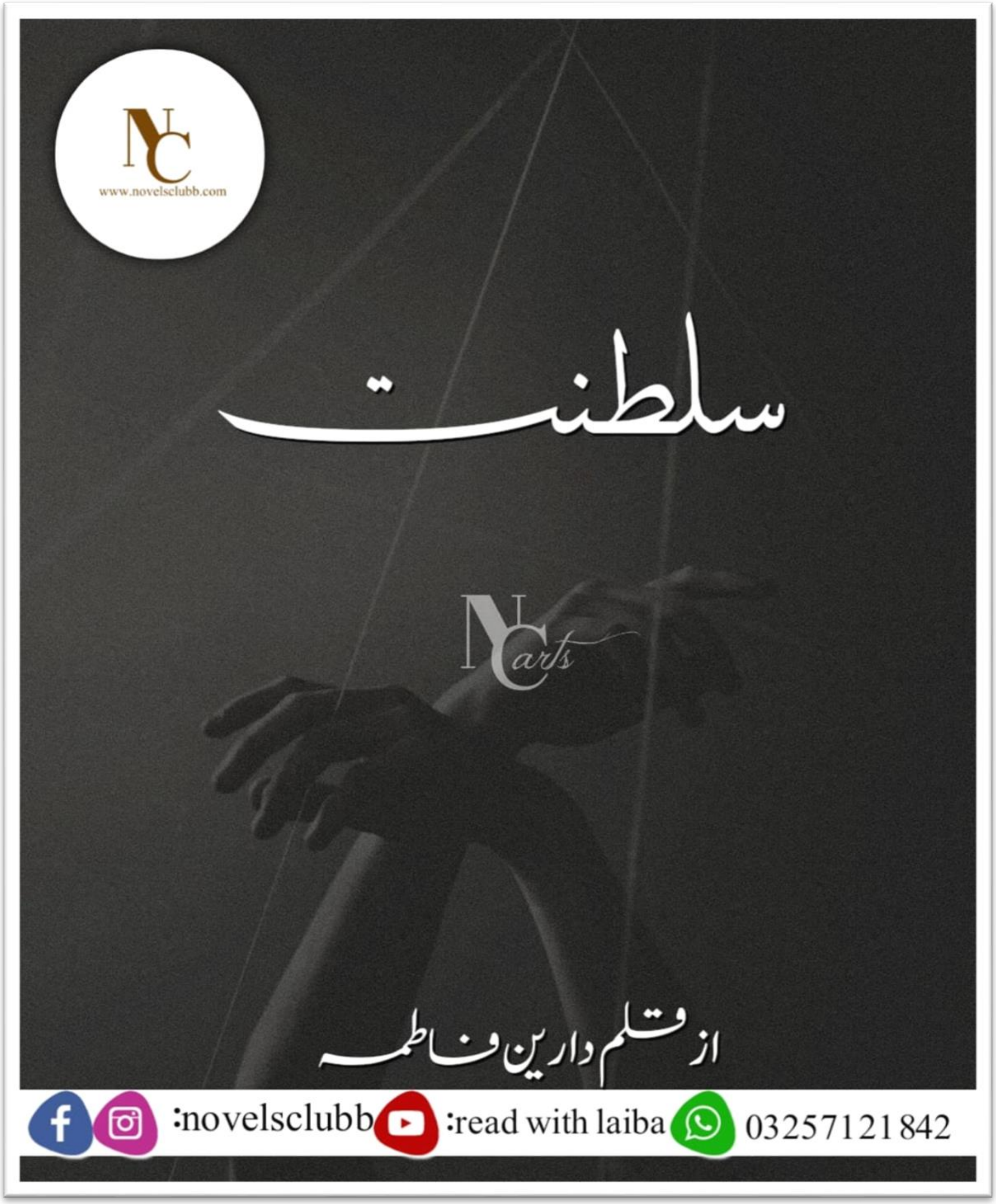
www.novelsclubb.com
سلطنت
از قلم دارین فاطمہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سلطنت

از قلم

دارین فاطمہ

www.novelsclubb.com

سلطنت بقلم دارین فاطمہ

باب سوم

انسان اور انتخاب

زندگی مجھے اپنا نصیب چننے نہ دے،

لیکن کیا میں خوش رہوں یا نہیں

یہ میرا انتخاب ہے۔...

دکھ دینے والی یادوں کو پیچھے چھوڑنا

یا نہیں اپنے ذہن کو تنگ کرنے دینا

یہ میرا انتخاب ہے۔...

www.novelsclubb.com

غلطی پر پریشان ہونا جب وہ ہو چکی ہو

یا اس سے سیکھنا اور آگے بڑھنا

یہ میرا انتخاب ہے۔ ...

جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس سے پریشان ہونا

یا انہیں نظر انداز کرنا اور اپنی راہ پر چلنا

یہ میرا انتخاب ہے۔ ...

اپنے جذبات کو چھپانا، دبا کر، ان کہی رکھنا،

یا اپنے دل کی بات کہنا اور بوجھ ہلکا کرنا

یہ میرا انتخاب ہے۔ ...

جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے اس سے لطف اندوز ہونا

www.novelsclubb.com

یا ناشکری سے اسے حقارت سے دیکھنا

یہ میرا انتخاب ہے۔ ...

کبھی کبھی مجھے اپنا نصیب چننے کا موقع نہیں ملے گا،

لیکن کیا میں خوش رہوں یا نہیں

یہ ہمیشہ میرا انتخاب ہو گا۔

زید نے بہت دنوں بعد گھر کا رخ کیا تھا کیونکہ سارہ نے آسیہ، عالیہ اور اپنے کچھ قریبی رشتہ داروں کو ڈنر پر انوائٹ کیا ہوا تھا۔ وہ جان بوجھ کر ذرا دیر سے آیا تھا جب سب کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے وہ سب کو مجموعی طور پر سلام کرتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کمرے کی لائٹ بند تھی تو اس نے بند ہی رہنے دی۔ وہ جیکٹ اتار کر کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا تھا وہ تھکا ہوا تھا اس لیے اب سکون سے سونا چاہتا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد کمرے کی لائٹ آن ہوئی تھی اس نے پہلو بدل کر ایک آنکھ

www.novelsclubb.com

کھول کر دہلیز پر کھڑے شخص کو دیکھا تھا۔

"میں تمہارے لیے آئی تھی اور تم ہی مجھ سے نہیں ملو گے تو میرا اتنے دور سے آنے کا فائدہ۔" آسیہ نے خفگی سے شکوہ کیا تھا۔

زید فوراً اٹھ کر بیٹھا ساتھ ہی کمبل پرے کر کے آسیہ کے بیٹھنے کی جگہ بنائی۔" کیسی ہیں آپ؟"

"ایور گرین، ینگ اینڈ بیوٹیفل۔" آسیہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی تھیں۔

زید نے ہلکا سا مسکرا کر سر جھٹک دیا۔ سامنے پڑے ٹیبل پر آئس سٹکز سے بنا ہوا گھر پڑا تھا جسے اس نے پاکستان جانے سے پہلے بنانا شروع کیا تھا لیکن زیادہ گھر نہ رہنے کی وجہ سے وہ ابھی تک اسے مکمل نہیں کر پایا تھا۔

"پورے خاندان کو ناراض کر کے تم سکون سے کیسے سو جاتے ہو؟ آسیہ نرمی سے اس کے گھنگریالے بال بکھیرتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"ہوتے رہیں یہاں فرق کس کو پڑتا ہے؟" زید نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے
۔"میری زندگی میں ان سب لوگوں کو خاک برابر بھی اہمیت نہیں ہے۔"

" سننے میں آیا ہے تم پاکستان گئے ہوئے تھے۔بنا کوئی چانس؟" آسیہ کی نظر ادھر ادھر گھومتی ہوئی زید کی بنائی ہوئی پینٹنگز، آرٹ اور کرافٹ سے ہوتی ہوئی سامنے دیوار پر لگی ایک پینٹنگ پر رک گئی تھی جس پر ایک کہاوت لکھی ہوئی تھی۔

"When death finds you,it may find you alive."

www.novelsclubb.com

"بننا ہوتا تو پانچ سالوں میں بن جاتا۔میں اپنے لیے پاکستان گیا تھا اس کے لیے نہیں ۔ویسے بھی۔۔۔۔میں اس کے ساتھ رابطہ ختم کر چکا ہوں۔وی آر نو مور فرینڈز۔" زید آسیہ سے نظریں چراتا ہوا سپاٹ انداز میں اسے بتا رہا تھا۔اس نے کاؤچ کے ساتھ پڑے ٹیبل پر آئس سٹکز سے بنے ہوئے گھر کو دیکھا جو اس نے

پاکستان جانے سے پہلے بنانا شروع کیا تھا لیکن وہ بھی تک اسے مکمل نہیں کر پایا تھا۔

آسیہ کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔ "تم نے۔۔۔۔۔امائرہ کو چھوڑ دیا۔" اسے جیسے یقین نہیں آیا۔

زید نے ایک لمبی سانس کھینچی۔ "میں اس کے ہزبنڈ سے ملا تھا، وہ اچھا انسان ہے ،اس کے ارد گرد موجود ہر بندہ اسے بہت سراہتا ہے، شاید اسی لیے امائرہ کے باپ نے اسے اس شادی کے لیے اتنا فورس کیا تھا۔ وہ اس جیسے ہی انسان کو ڈیزرو کرتی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کی زندگی میں ایسا کوئی مسئلہ آئے جس کی وجہ میں ہوں۔ اس لیے میں نے چپ چاپ کنارہ کر لیا۔" زید اب اپنے سفید اور گلابی ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ناخن بڑھ چکے تھے۔ اسے بڑھے ہوئے ناخن بہت برے لگتے تھے۔

"اور تمہارا اپنا کیا؟ تم نے تو کبھی کسی کے بارے میں اتنا نہیں سوچا؟" آسیہ کو وہ لڑکا

حیران کر رہا تھا۔ وہ اپنے ڈھیٹ پن، خودسری اور خود پرستی کی وجہ سے جانا جاتا تھا وہ کیسے کسی کے لیے یوں پیچھے ہٹ رہا تھا۔

"وہ کوئی نہیں ہے وہ امائرہ ہے۔" زید اداس سا مسکرادیا تھا۔ "میں جانتا تھا وہ میری نہیں ہوگی اس سے محبت کرنے سے پہلے بھی اور محبت کرنے کے بعد بھی لیکن پھر بھی امید لگائے بیٹھا تھا۔ خوش فہمیوں میں رہنا کس کو اچھا نہیں لگتا۔" زید نے تلخی سے کہتے ہوئے سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا۔ ایک بینڈ نکال کر اس سے آدھے بالوں کو باندھ دیا۔

"تم اس لڑکی سے بدگمان کیوں نہیں ہوتے۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو تم یوں ہار نہ مانتے جیسے اب مان رہے ہو۔ یا کم از کم تم اسے برا بھلا تو کہتے مجھے کبھی تمہاری اس لڑکی کے لیے فیلنگز کی سمجھ نہیں آئی۔" وہ الجھی ہوئی بولیں۔

زید زخمی سا مسکرایا۔ "امائرہ سب کچھ کر سکتی ہے لیکن وہ اپنے باپ کو نہیں چھوڑ

www.novelsclubb.com

سکتی۔اس کا باپ اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے اور یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتی کہ وہ اپنے باپ سے کس قدر محبت کرتی ہے۔اپنے باپ کو کھو دینے کے ڈر سے اس نے اپنا ملک چھوڑا تھا اور اب بھی اپنے گھر جانے کی بجائے وہ دوسرے ملک میں ڈھیرے ڈالے بیٹھی ہے۔یہ سب جاننے کے باوجود اگر میں اس سے ایسی کوئی امید لگاؤں یا گلہ کروں تو دنیا کا سب سے بیوقوف کہلاؤں گا۔کیا کروں میرا دل اس کے معاملے میں میرے اختیار میں نہیں رہتا۔اس سے بدگمان ہونا میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔"

خاموشی کا ایک لمبا توقف۔آسیہ خالی خالی نظروں سے اپنے سامنے بیٹھے لڑکے کے چہرے کی آنکھوں میں کچھ ڈھونڈتی رہی لیکن ان میں سبز رنگ کے علاوہ کچھ نہیں تھا،بے تاثر اور سپاٹ آنکھیں۔

"ڈونٹ وری اباؤٹ می میں نے ہر قسم کا ڈیٹنگ ایپ انسٹال کر لیا ہے۔نئ گاڑی

بھی لے رہا ہوں اب میں ہوں گا اور کینیڈا کی لڑکیاں ہوں گی اور بہت تباہی ہو گی۔" زیدان کی طرف دیکھتے ہوئے بہت سنجیدگی سے بولا۔

آسیہ ہنس پڑی تھیں۔" دھیان رکھنا اور کوئی غلط کام نہ کرنا بس۔ تمہارا باپ پہلے ہی تم سے اتنا خفا ہے۔" وہ اسے سمجھا رہی تھیں۔

"اس دنیا میں تو یاسر بیگ مجھ سے راضی ہونے سے رہے اس لیے میں انہیں خوش رکھنے کی کوشش میں اپنا قیمتی وقت بالکل ضائع نہیں کروں گا۔ دوسرا پھوپھو آپ جانتی ہیں اگر میں کوئی صحیح کام بھی کرنے لگوں تو کچھ نہ کچھ غلط ہو جاتا ہے۔" زید سر کھجاتے ہوئے شرارتی انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہاں ہاں مجھے سب پتہ ہے۔ میں نے تو پی ایچ ڈی کر رکھی ہے تم میں۔" آسیہ نے تاسف سے سر دائیں بائیں ہلایا۔ انہیں یقین تھا یہ لڑکا کبھی نہیں سدھرے گا۔" تم آرام کرو میں اب چلتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"اپنا خیال رکھیے گا۔" زید کا انداز بے حد نرم تھا۔

"پہلے تو تم رکھتے ہو؟" آسیہ ابرو اچکا کر بولی۔

زید نے ایک لمبی سانس کھینچی۔ لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔ "یہ ایکدم سے روپ بدلنے والا ٹیلنٹ صرف پھپھو کے پاس کیوں ہوتا ہے۔"

"جیسا کہ تم کبھی چاہ کر بھی پھپھو نہیں بن سکتے اس لیے تم کبھی اس ٹیلنٹ کا راز بھی نہیں جان سکو گے۔" آسیہ جتلانے والے انداز میں کہہ کر چلی گئی۔ زید نے خالی دہلیز کو دیکھا اور پھر دوبارہ سونے کے لیے لیٹ گیا۔

www.novelsclubb.com

✡✡✡✡✡

الیکشنز کی تاریخ کا اعلان ہو چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی پورے ملک میں ایک افراتفری مچ گئی تھی۔ ہر پارٹی نے اپنی اپنی الیکشن کمپین کا آغاز کر دیا تھا۔ ولی گھر واپس آیا تو پورچ میں گاڑی سے نکلتے ہوئے اس کی نظر ان پر گئی تھی جہاں پریس

کانفرنس کی تیاری کی جارہی تھی۔ مشہور صحافی، رپورٹرز، کیمرامین وہاں موجود تھے۔ولی کوٹ کے بٹن بند کرتاہوادا خلی دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

سامنے الہان، جہانزیب اوران کے قریبی دوست جن کا تعلق ان کی ہی سیاسی پارٹی سے تھا،سب مل کر کسی اہم موضوع پر گفتگو کررہے تھے۔ولی ان کو سلام کرتاہوا اپنے کمرے کی طرف جانے لگاجب جہانزیب کی پکار پر وہ راستے میں ہی رک گیا۔

"چینج کرکے دس منٹ میں باہر آؤ میں تمہارا ویٹ کررہاہوں۔" جہانزیب کا انداز تحکمانہ تھا۔

www.novelsclubb.com

ولی نے اجنبی نگاہوں سے پہلے جہانزیب کو دیکھا پھر الہان کو۔جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔"میں آپ کی پریس کانفرنس کا حصہ نہیں بنوں گا کیونکہ میں آپ کی ہر ایک سٹیٹمنٹ میں ایگری نہیں کرتا۔"

"اٹ ڈزنٹ میٹر۔ تمہیں وہاں بس بیٹھنا ہے کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

جہانزیب کا لہجہ لاپرواہ سا تھا جیسے انہیں ولی کی رائے سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔

ولی نے ایک گہری سانس کھینچی اور سر کو جنبش دے کر سیڑھیوں کے زینے چڑھنے لگا۔ جہانزیب بھی اپنا رخ موڑ کر غور سے جواد لیاری کو سننے لگے۔

وہ فریش ہو کر واشروم سے نکلا تو سب سے پہلے کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر جمع ہوئے لوگوں کو دیکھا۔ ہلکے سبز رنگ کی گول گلے والی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز اور جوگرز پہنے وہ اب اپنے کمرے سے نکل کر پچھلے گیٹ کی جانب بڑھ رہا تھا ۔ سکیوریٹی اہلکاروں اسے اس طرف آتا دیکھ کر ذرا حیران ہوئے تھے۔ "دروازہ کھولو۔" اپنے فون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ ان سے مخاطب ہوا۔

سکیوریٹی گارڈ نے اس کے حکم کی تکمیل کی اور گیٹ کھول دیا۔ اگلے ہی لمحے ولی کی سفید لینڈ کروزر گیٹ کے سامنے رکی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا۔ ولی نے دور سے ہی اسے نکلنے کا اشارہ کیا اور وہ چپ چاپ نکل گیا۔ ولی گاڑی

میں بیٹھتے ساتھ ہی اسے زن سے بھگا لے گیا۔

"ولی صاحب اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔" ملازمہ نے جہانزیب کو آگاہ کیا تھا جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑے اپنی کلائی پر گھڑی باندھ رہے تھے۔ "اس لڑکے کا کچھ نہیں ہو سکتا۔" جہانزیب نے تاسف سے سر جھٹکا۔

چاروں طرف بنے ہوئے بک شیلف اور ان بک شلف میں پڑی ہوئی مختلف اقسام کی کتابیں وہ ایک سٹڈی کم اور لائبریری زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ ولی چلتا ہوا کتابوں کی ایک شیلف کے پاس رکا اور ایک کتاب نکالی۔ "دی ڈیتھ آف ایکسپرٹیز۔" اس کتاب کے کور پر بڑے بڑے الفاظ میں لکھا ہوا تھا۔

"کیسے آنا ہوا ولی جہانزیب خان؟" وہ ہمیشہ اسے اس کے پورے نام سے پکارتے تھے۔

"کیوں آپ کو خوشی نہیں ہوئی مجھے دیکھ کر۔" ولی نے کتاب سے سر اٹھا کر اپنے

سے کچھ فاصلے پر کھڑے اکسٹھ باسٹھ سالہ آدمی کو دیکھا جس کے چہرے پر اب جھریاں پڑ چکی تھیں، آنکھیں اندر چلی گئیں، جسم کمزور ہو گیا، لیکن ایک چیز آج بھی ویسی تھی ان کے کمر سیدھی کر کے کھڑے ہونے کی عادت۔ یہ عادت انہیں اپنے مختصر سے فوج میں رہنے والے عرصے میں پڑی تھی۔ وہ ولی کی یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ چونکہ ولی اپنی یونیورسٹی میں اپنے انقلابی کاموں کی وجہ سے بہت مشہور تھا اس لیے یونیورسٹی میں بہت لوگ اسے پسند بھی کرتے تھے اور بہت سے اسے ناپسند بھی کرتے تھے۔ اس کے تمام پروفیسرز میں یہ ایک پروفیسر تھے جو ہمیشہ اس کی اصلاح کرتے تھے۔ اس لیے وہ یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد بھی اکثر ان سے ملنے آتا رہتا تھا۔

"تمہارے جیسے قابل اور خوش شکل نوجوان کو دیکھ کر کس کو خوشی نہیں ہو گی۔"

اقبال نے خوشگوار انداز میں کہتے ہوئے ولی کا کندھا تھپکا۔ "تم نے یہ کتاب پڑی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے؟" وہ اب اس کے ہاتھ میں موجود کتاب کو دیکھ رہے تھے۔

ولی نے نفی میں سر ہلایا۔

"تمہیں پڑھنی چاہیے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ تمہارے بابا کی پریس کانفرنس دیکھ کر آرہا ہوں، الہان پچھلے الیکشنز کی نسبت کافی گروم ہو چکا ہے اب تو تمہیں بھی سیاست میں آجانا چاہیے۔"

"ڈیڈ پچھلے سال سے مجھے بہت پش کر رہے ہیں لیکن میرا دل نہیں مان رہا۔ ویسے بھی ابھی میرا سارا فوکس میرے بزنس پر ہے۔" ولی کا انداز بالکل سادہ تھا اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اقبال کے ملازم نے ابھی ابھی ان دونوں کو چائے سرو کی تھی۔

"حالانکہ اس ملک کو تم جیسے نظریات رکھنے والے لوگوں کی زیادہ ضرورت ہے۔"

اقبال چائے کا ایک گھونٹ لے کر ساتھ دیوار میں لگی بڑی سی شیشے کی کھڑکی کے پار

کھیلتے ہوئے اپنے پوتوں کو دیکھ رہے تھے۔

"سیاست کے نام پر پاکستان میں کچھ دنوں میں جو تماشا شروع ہونے والا ہے میں اسے سیاست مانتا ہی نہیں۔ کسی کو اتنا نیچے گرا دینا صرف ایک سیٹ کے لیے یہ کہاں کی سیاست ہے۔" ولی کے انداز میں واضح ناگواری تھی۔

"یہی تو سیاست ہے۔" اقبال اپنی بات پر زور دے کر بولے۔

"یہ ضد ہے، انا ہے، لالچ ہے، ظلم ہے، حق تلفی ہے لیکن یہ سب سیاست نہیں ہے۔ میرے خیال سے لیڈر ایسے نہیں ہوتے ہیں، وہ دوسروں کے نظریات کو برا بھلا کہہ کر آگے نہیں بڑھتے، ان کے اپنے نظریات ہوتے ہیں اور وہ اپنے ان نظریوں کو لے کر پختہ ہوتے ہیں، ان کی قوم ان کی انہی آئیڈیولوجیز کی وجہ سے ان کے پیچھے چلتی ہے۔ لیڈر بہادر ہوتے ہیں، ان میں تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ ہوتا ہے، وہ اپنے الفاظ سے نہیں اپنے اعمال سے اس تنقید کا جواب دیتے ہیں۔ لیڈر

www.novelsclubb.com

کے دل میں اپنی قوم کے لیے محبت ہوتی ہے۔آپ کو کیا لگتا ہے قائد اعظم نے پاکستان اس طرح کی سیاست کے بعد آزاد کروایا تھا؟"

اقبال انصاری مسکرا دیے۔"آخر تم خود ایسے لیڈر کیوں نہیں بن جاتے۔ تمہیں کس چیز کی کمی ہے ایک سٹرانگ فیملی بیک گراؤنڈ، پاور، دولت سب ہے تمہارے پاس۔تم نے ساری زندگی سٹوڈنٹ پالیٹکس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور ہاں تم نے ایک لیڈر کی سب سے اہم کوالیٹی کو مس کر دیا ہے۔"

"کون سی؟" ولی نے ابرو اٹھا کر اقبال کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"گفٹ آف دہ گیب۔ایک لیڈر لفظوں کا بادشاہ ہوتا ہے اور سارا زمانہ جانتا ہے کہ تم لفظوں کے ساتھ کتنے اچھے ہو۔تمہارے انہی الفاظ کی وجہ سوشل میڈیا پر تمہاری ایک الگ فین بیس بنی ہوئی ہے۔آج کل کی نوجوان نسل تمہیں پسند کرتی ہے کیونکہ تم ان کے لیے بولتے ہو تم وہ بولتے ہو جو وہ کہنا چاہ رہے ہوتے ہیں اور وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہہ نہیں پاتے۔ میں جانتا ہوں آج کل کے نوجوان سیاست کو بے کار اور وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے جو لوگ سیاست کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں سیاست ہے کیا۔ تم جیسا شخص جب سیاست میں قدم رکھے گا تو تمہاری عمر کے لوگ ملک چھوڑنے کی بجائے ملک میں دلچسپی لینا شروع کریں گے۔"

"میں سوچوں گا اس بارے میں۔" ولی نے ایک گہری سانس خارج کی۔

"میرا خیال ہے یہ تمہاری آئیڈیل ایج ہے ان چیزوں کا بدلنے کی جنہیں تم غلط سمجھتے ہو، جنہیں تم بہتر کرنا چاہتے ہو۔ تمہیں کبھی سیاست سیکھنی نہیں پڑے گی کیونکہ سیاست تمہارے خون میں دوڑتی ہے۔ تمہارے دادا، تمہارے بابا، تمہارے بھائی سب اسی میں ہیں۔ ڈونٹ بی این ادر شاہزیب۔" وہ طنز نہیں کر رہے تھے وہ صرف اسے مثال دے رہے تھے۔

ولی نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ "میں سوچوں گا اس بارے میں۔" اب وہ

اس کتاب کے صفحے پلٹ رہا تھا۔

"اور میں تمہارے ریویو کو انتظار کروں گا۔اور بتاؤ کیسا جارہا ہے بزنس؟"اب وہ ولی سے روز مرہ کے سوال پوچھ رہے تھے اور ولی چائے پیتے ہوئے انہیں باتیں بتارہا تھا۔

✡✡✡✡✡

ولی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لیے آج وہ آفس نہیں گیا تھا۔فون کی گھنٹی سے اس کی نیند میں خلل پیدا ہوا تھا۔اس نے اوپر نام پڑھا۔سامنے امائرہ کالنگ لکھا آرہا تھا ولی نے کال رسیو کر کے فون کان سے لگایا۔آنکھیں اب بھی بند تھیں۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ؟"

"وعلیکم اسلام میں ٹھیک۔تم کیسی ہو؟"نیند بھری آواز میں پوچھا گیا۔

"ٹھیک۔وہ۔۔۔۔۔۔آپ مجھے فواد کا فون نمبر یا اس کے سکول کا نام بتا سکتے

ہیں؟" امائرہ ذرا توقف لے کر بولی۔"مجھے اس سے ملنا ہے۔"

"ہاں لیکن تمہیں کیا کام ہے اس سے۔"ولی نے آنکھیں ملتے ہوئے ذرا حیرت سے پوچھا تھا۔آخر اسے فواد سے کیا کام پڑ سکتا تھا اس نے لیٹے لیٹے سوچا۔

"بتادوں گی۔آپ مجھے اس کا نمبر بھیج دیں۔"

"اوکے۔"

اگلے ہی لمحے امائرہ نے کال کاٹ دی تھی۔ولی نے کچھ لمحے نیم کھلی آنکھوں سے فون کو دیکھا پھر فواد کا نمبر سینڈ کرنے کے بعد فون سائیڈ پر رکھ کر سو گیا۔

امائرہ کو آج صبح بیٹھے بیٹھے فواد کا خیال آیا تھا اس نے فواد سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا کسی فٹ بال اکیڈمی میں ایڈمیشن کروائے گی اس کے بعد وہ اتنی مصروف ہو گئی کہ اسے ایک بار بھی فواد کا خیال نہیں آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ولی سے فون نمبر لینے کے بعد اس نے فواد کو کال کی تھی اور اسے کہا تھا وہ آج اسے سکول سے پک کرے گی۔امائرہ اپنی کلاس لینے کے بعد فوراً یونیورسٹی سے نکلی تھی۔وہ پانچ دس منٹ سے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی سکول کے گیٹ سے بچوں کو نکلتا دیکھ رہی تھی۔انہیں دیکھ کر اسے بہت کچھ یاد آیا تھا۔

"ہائے۔"فواد بھاری بھرکم بیگ کندھوں پر پہنے اس کے پاس کھڑا ہوا تھا۔

"کیسے ہو آپ؟"

"گڈ۔مجھے لگا تھا آپ اپنا پرامیس بھول جائیں گی۔"فواد پرجوش سا کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں کوشش کرتی ہوں ایسا کوئی وعدہ نہ کروں جو پورا نہ کر سکوں اور جو کرتی اسے پورا کرتی ہوں۔"امائرہ سادہ انداز میں کہتی ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گئی تھی۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے۔"آپ کی گاڑی بہت پیاری ہے۔"فواد گاڑی کا جائزہ لے کر بولا تھا۔

"شکریہ۔اب بتاؤ فواد تم واقعی سریس ہو فٹ بال کھیلنے کے لیے؟"امائرہ نے سنجیدہ انداز میں پوچھا تھا ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کی اور نظروں کا رخ سامنے سڑک پر کر لیا۔

"جی۔میں سریس ہوں لیکن آف کورس مجھے گائڈ کرنے کے لیے کوئی چاہیے ہو گا۔"فواد نے جواب دیا تھا۔

"اوکے دین۔"امائرہ نے ایک لمبی سانس کھینچی اور آگے کیا کرنا ہے اس کا لائحہ عمل ترتیب دینے لگی۔

www.novelsclubb.com

امائرہ ڈرائیو کرتے کرتے ایک شاپ کے باہر رکی۔"سب سے پہلے ہم آپ کے لیے کچھ چیزیں خریدیں گے اس کے بعد میں آپ کا ایک فٹ بال اکیڈمی میں ایڈمیشن کرواؤں گی اور وہاں آپ کے کوچ آپ کو سب کچھ سکھا دیں گے۔ریڈی ہو؟"امائرہ نے ہائی فائیو کے لیے ہاتھ آگے کیا تھا۔

"یس آئی ایم۔" فواد نے پرجوش انداز میں اس کے ہاتھ پر تالی ماری تھی۔

امائرہ نے کلب پہنچ کر حمزہ کو کال کی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ وہاں پہنچا تھا۔ "تمہیں پتہ ہے تم کیا کرنے جا رہی ہو؟" حمزہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"کیا مطلب؟" امائرہ نے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔

"پاکستان میں فٹ بال۔۔۔۔"

"حمزہ وہ بچہ کھیلنا چاہتا ہے اس کا شوق ہے۔ لیٹ ہم پلے۔ فیوچر کس نے دیکھا ہے۔" امائرہ نے کوفت بھرے انداز میں کہتے ہوئے اس کی بات کاٹی۔

"آپ حمزہ طاہر ہیں نہ اور لاہور قلندر کی ٹیم میں کھیلتے ہیں؟" فواد جو کافی دیر سے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا آخر اسے یاد آ ہی گیا تھا۔ امائرہ مسکرائی۔

"ہمم۔" حمزہ نے مسکرا کر سر کو جنبش دی۔

"آپ نے وہ جو نو لک شاٹ ماری تھی ٹوم ہڈی کو وہ بہت اچھی تھی۔" فواد کسی فین کی طرح اسے سراہ رہا تھا۔

حمزہ مسکرایا۔ "شکریہ۔" اس نے امائرہ کی طرف دیکھا۔ اسے اس تیرہ چودہ سالہ فواد میں اپنا آپ نظر آیا تھا۔ ایک وقت تھا جب وہ اس کے جتنا تھا اور طاہر نے اسے انڈر نائنٹین ٹور کے لیے نہیں جانے دیا تھا وہ ٹوٹا ہوا تھا، وہ بھٹکا ہوا تھا اور اس وقت امائرہ اس کے ساتھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اسے گرنے، ٹوٹنے اور بھٹکنے سے بچایا۔ وہ اپنی زندگی میں کچھ نہیں کر پائی لیکن اس کے لیے ہمیشہ کھڑی ہوتی تھی۔ وہ ایسی کیوں تھی وہ کبھی نہیں سمجھ پایا۔ حمزہ نے گہری سانس خارج کی اور آگے بڑھ گیا۔ کچھ سال پہلے وہ اس مقام پر تھا اور آج فواد وہاں کھڑا تھا۔ کھیل مختلف تھے لیکن جنون ایک جتنا تھا۔

اس کا پہلے ٹرائل ہوا تھا جس میں وہ پاس ہو گیا۔ کچھ دنوں میں اس نے اکیڈمی

جوائن کر لینی تھی اور اس کے بعد اسے امائرہ کی ضرورت نہیں پڑنی تھی۔ یہ خیال امائرہ کا تھا۔ لیکن شاید وہ غلط تھی۔

"فواد تمہیں فاسٹ فوڈ کو اپنی ڈائٹ میں کم کرنا اور روز صبح واک کرنی ہے تا کہ تم فٹ رہو۔ کھیلنے کے لیے فٹنس اور ڈائٹ بہت میٹر کرتی ہیں اور ایک بات یاد رکھنا ایک اتھلیٹ کو کبھی سست نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جس ریس میں تم دوڑنے والے ہو اس میں بہت لوگ دوڑتے ہیں لیکن کامیاب وہی ہوتے ہیں جو ایکسکیوسز کی بجائے محنت کرتے ہیں۔" امائرہ اسے دوستانہ انداز میں سمجھا رہی تھی اور وہ تابعداری سے اسے سن رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

حمزہ کو کوئی ضروری کام تھا اس لیے وہ جا چکا تھا۔ فواد کا ڈرائیور اسے لینے آرہا تھا۔ کیونکہ یہاں سے ان کا گھر دور تھا اور امائرہ کو آنے جانے میں دو گھنٹے لگ جانے تھے۔ "آپ بہت اچھی ہیں۔ تھینک یو۔" فواد تشکر بھرے انداز میں بولا۔

"الہان بھائی کو بتادینا یاد سے۔" امائرہ نے اسے ایک بار پھر سے یاد دہانی کروائی۔ فواد نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

اس کا ڈرائیور آگیا تھا تو وہ چلا گیا۔ امائرہ بھی اپنے گھر کی جانب بڑھ گئ۔ وہ فواد کے لیے یہ سب کیوں کر رہی تھی اس کا جواب اس کے پاس بھی نہیں تھا۔

آدھی رات کو جب اسے کھانے کی طلب محسوس ہوئی تو وہ اٹھ کر نیچے آئی۔ لاؤنج سے آتی ہوئی ٹی وی کی آواز سن کر وہ اسی جانب بڑھ گئ یہ چیک کرنے کے لیے کہ اس وقت کون جاگ رہا ہے۔ حمزہ دونوں پاؤں صوفے پر رکھے، ریموٹ منہ میں ڈالے مکمل توجہ کے ساتھ پاکستان اور آسٹریلیا کا ٹی ٹونٹی میچ دیکھ رہا تھا۔ آخری اوور میں بیس رنز چاہیے تھے اور دو مین بیٹسمین کریز پر کھڑے تھے۔ اس کا حلق گھبراہٹ سے خشک ہو چکا تھا۔

"پاکستان کبھی اس طرح کی سچوئیشن میں جیتا بھی ہے۔" دہلیز پر کھڑے دونوں

ہاتھ کمر پر رکھے امائرہ نے گہری چوٹ کی۔

حمزہ نے برا سا منہ بنا کر گردن موڑ کر اسے گھورا اور اگلے ہی لمحے گردن واپس سیدھی کر لیں کیونکہ ایک بیٹسمین آؤٹ ہو چکا تھا۔"پاکستانی ٹیم ہے کچھ بھی کبھی بھی کر سکتی ہے۔"اس کا پورا فوکس سامنے تھا۔اسے اپنی ٹیم پر یقین بھی تھا اور بے یقینی بھی۔

امائرہ سر جھٹک کر کچن میں چلی گئی۔فریج میں پڑا پاستہ گرم کیا اور ایک گلاس جوس پکڑ کر لاؤنج میں اس کے پاس بیٹھ گئی۔دو بال میں پاکستان کو بارہ رن چاہیے تھے حمزہ پوری آنکھیں کھولے سکرین کو دیکھ رہا تھا۔بال باؤلر کے ہاتھ سے نکل کر بیٹسمین کے بیٹ کو لگتے لگتے بچتی ہوئی وکٹ کیپر کے ہاتھ میں چلی گئی۔

"شٹ۔"حمزہ کا دل چاہا وہ ٹی وی سکرین دیوار میں مار دے۔"دو بال میں دو چھکے لگانا کتنا مشکل ہوتا ہے یہ پاکستانی ٹیم بھی نہ۔"حمزہ نے مایوسی سے آخری بال دیکھے

بغیر چینل بدل دیا۔

"تم مجھے بتا سکتی ہو کہ یہ آسٹریلینز کیا کھاتے ہیں؟"اس نے امائرہ کے ہاتھ سے پاستے کی پلیٹ اور چمچ لیتے ہوئے پوچھا۔

"کھاتے ہی تو نہیں ہیں۔"امائرہ نے فوراً اس کے ہاتھ سے پلیٹ کھینچی۔ چمچ اس کے ہاتھ میں رہ گیا۔اس نے منہ بنا کر چمچ بھی واپس کر دیا۔

امائرہ اب پر سکون انداز میں پاستا کھا رہی تھی اور حمزہ بے مقصد ٹی وی پر چینل بدل رہا تھا۔وہ پاکستان کی ہار کو اپنے دماغ سے نکالنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے آسٹریلیا میں بہت زیادہ لوگ کرکٹ نہیں دیکھتے۔وہاں اور بہت سی گیمز مشہور ہیں جیسے ٹینس، فٹ بال، بیس بال، باسکٹ بال۔جب وہ کھیل رہے ہوتے ہیں تو انہیں پتہ ہوتا ہے کہ ان کے جیتنے اور ہارنے سے اتنے لوگوں کو فرق نہیں پڑے گا لیکن پاکستان، انڈیا اور ہمارے ایشین ملکوں میں کرکٹ کو زندگی

www.novelsclubb.com

موت کا مسئلہ بنادیا جاتا ہے۔ جب ایک پاکستانی کسی پریشر سچویشن میں کھیل رہا ہوتا ہے تو اسے کتنی سوچیں آتی ہوں گی کہ اگر اس نے یہاں یہ کر دیا تو بائیس کڑوڑ عوام اس کے پیچھے پڑ جائے گی اور ایسا ہوتا بھی ہے کتنی گالیاں پڑتی ہیں ٹیم کو، پلیئرز کو اگر وہ کوئی بھی بری پرفارمنس دیں۔ عوام، ایکسپرٹس، فارمر کرکٹرز سب اتنی تنقید کرتے ہیں اور اگر کسی ایک کیچ ڈراپ، برے اوور کی وجہ سے ٹیم اہم میچ ہار جائے تو سالوں عوام صرف اس ایک پرفارمنس کی وجہ سے کھلاڑی کا جینا حرام کر دیتی ہے۔ آسٹریلیا کے پاس سب سے زیادہ ورلڈ کپ اس لیے ہیں کیونکہ وہ فزیکلی اور مینٹلی بہت مظبوط ہیں وہ مشکل سے مشکل سچویشن میں ہمت نہیں ہارتے ۔بہت پروفیشنل اور سٹریٹ فارورڈ ہوتے ہیں یہ۔" وہ پاستا کھاتے ہوئے اسے مزے سے بتا رہی تھی۔

"پاکستان کے لوگ واقعی کچھ نہیں بھولتے جیسے لوگ آج تک مصباح کی وہ ایک

شاٹ نہیں بھولے،لوگ سعید اجمل کا وہ ایک اوور نہیں بھولے اور اسی طرح لوگ سالوں تک حسن علی کا وہ کیچ چھوڑ دینا یاد رکھیں گے چاہے وہ کتنے ہی بڑے پلیئر ہوں لوگ ان کی وہ ایک غلطی نہیں بھولیں گے۔"حمزہ سامنے سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

"پاکستان بورڈ کرکٹ بورڈ کم اور کومیڈی بورڈ زیادہ ہے۔آئے روزان کا ہیڈ تبدیل ہو جاتا ہے اور ہیڈ آتے ساتھ اپنی مرضی کے کوچز، مینجمنٹ، سلیکٹر اور سٹاف لے کر آتا ہے۔یہاں جس کا جتنا بس چلتا ہے وہ اتنی کرپشن کرتا ہے۔ایک اور چیز جو صرف پاکستان اور انڈیا میں ہوتی ہے وہ ہے یہاں لوگ ایک کھلاڑی کو پوری ٹیم ماننے لگتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے کرکٹ ایک ٹیم گیم ہے ایک کھلاڑی باؤ لنگ یا بیٹنگ کر کے پورا میچ نہیں جتوا سکتا۔ایک میچ جیتنے کے لیے ایک مجموعی کوشش درکار ہوتی ہے اچھی بیٹنگ، باؤلنگ اور فیلڈنگ۔"امائرہ اپنی رائے کو اظہار

www.novelsclubb.com

کر رہی تھی۔

"کیا لوگ صحیح کہتے ہیں کہ شاہد آفریدی اوور ریٹڈ ہے؟"

امائرہ کچھ پل کن اکھیوں سے اسے گھورتی رہی۔"شاہد آفریدی پاکستان کا ایک میچ ونر رہ چکا ہے۔اس نے بہت میچز جتوائے ہیں لیکن تم یہ بھی تو دیکھو کہ جس وقت وہ کھیل رہا تھا اس کے ارد گرد اتنے بڑے بڑے کھلاڑی تھی۔اوور آل ایک مظبوط ٹیم تھی اور انہوں نے مل کر ٹی ٹو نٹی ورلڈ کپ جیتا تھا۔ہم اسے اوور ریٹڈ کا ٹیگ لگا کر اس کی پاکستان کے لیے دی جانے والی پرفارمنسز اگنور نہیں کر سکتے۔میرا خیال ہے کہ شاہد آفریدی کی اس وقت کی ٹیم میں کھیلنے والا ہر کھلاڑی اتنا بڑا برینڈ بن سکتا تھا لیکن شاید انہوں نے اس طرح کوشش نہیں کی یا ان کا انٹرسٹ نہیں تھا۔"

"میرا پورا بچپن انہیں کھیلتے ہوئے دیکھتے گزرا ہے۔جب میں بڑا ہو رہا تھا تو سب شاہد آفریدی کو بہت پسند کرتے تھے آج بھی کرتے ہیں۔لیکن مجھے اس سے زیادہ

مصباح اور یونس خان پسند تھے جانتی ہو کیوں؟"

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے لگتا ہے مصباح نے پاکستان کرکٹ کو اس وقت سنبھالا تھا جب ایک فکسنگ سکینڈل کی وجہ سے پوری دنیا میں اس کی بدنامی ہو رہی تھی اس کے بعد سر لنکا کی ٹیم پر اٹیک ہوا اور پوری دنیا میں ایک دہشت پھیل گئی۔ مصباح نے اس وقت پاکستان کی ذمہ داری لی جب ہر کوئی اس ذمہ داری لینے سے ڈرتا تھا۔ اس نے خود رنز بنائے، میچز جتوائے، تنقید برداشت بھی کی اور اس کا جواب بھی دیا۔ یونس خان اور ریڈ بال اس سے بہتر کوئی لو سٹوری ہو ہی نہیں سکتی۔ اور یہ دونوں ہیں جو مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں خواب دیکھوں اور میں بھی ان کی طرح ایک دن پاکستان کو میچز جتواؤں، اس کے لیے رنز بناؤں، نئے نئے ریکارڈ قائم کروں۔ دنیا نہیں اس طرح سراہے یا نہیں مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن میرے لیے وہ دونوں ہمیشہ

www.novelsclubb.com

پاکستان کے بہترین کھلاڑی رہیں گے۔ جو لوگ کرکٹ کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں اصلی کرکٹ ٹیسٹ کرکٹ ہوتی ہے کیونکہ وہ ہر طرح سے آپ کا ٹیسٹ لیتی ہے اور ان کی اننگز کی وجہ سے ہم بہت ساری ٹیسٹ سیریز جیتے۔"

"اور تم چاہتے ہو کہ تم بھی ایک دن لارڈز کرکٹ گراؤنڈ میں ریڈ بال سے کرکٹ کھیلو۔" امائرہ نے اس کے منہ سے نکلنے والی بات کر دی تھی۔

"ہاں لیکن اس وقت تک انگلینڈ کے سارے فاسٹ باؤلر ریٹائرمنٹ لے لیں۔ مجھے باؤنسر سے بہت ڈر لگتا ہے۔" حمزہ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"قیامت کا انتظار کرو تم پھر۔" امائرہ نے برتن اٹھائے اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"رات بہت ہو گئی میں سونے جا رہی ہوں۔ شب بخیر۔" امائرہ نے سیڑھیوں کی جانب بڑھتے ہوئے اسے باخبر کیا۔

حمزہ نے فون پر وقت دیکھا تو گھڑی اب ایک بجا رہی تھی۔ اس لڑکی کے ساتھ وقت

www.novelsclubb.com

کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔

✡✡✡✡✡

آریا کی آج پروموشن ہونی تھی اور اسی سلسلے میں آمنہ اور زلیخا نے مل کر اس کے لیے سرپرائز پلان کیا تھا۔آمنہ اپنی کوئی بنگلہ دیشی ڈش بنانے والی تھی اور زلیخا بریانی کے لیے ایک طرف چاول ابال رہی تھی اور دوسری طرف گوشت بھون رہی تھی ۔اس کی دونوں روم میٹ بریانی کی فین تھیں۔

"کل ہمارا رزلٹ آیا ہے تھرڈ ایئر کا اور اس حنان کے بچے نے اس میں بھی ٹاپ کیا ہے۔میں نے اتنی محنت کر کے ایگزام دیے اس سے سو ڈالرز کی شرط لگائی اب ڈسٹنکشن بھی نہیں ملنی اور سو ڈالر بھی گئے۔نہ یہ لڑکا پڑھائی میں پیچھے رہتا ہے نہ ہی یہ شرطیں ہارتا ہے۔مزید دو سال اس کے ساتھ میں نے گزارے تو احساسِ کمتری کا شکار ہو جانا ہے میں نے۔" آمنہ کڑاہی میں چمچ ہلاتے ہوئے اپنے دل کا

غبار نکال رہی تھی۔

"وہ تو تم اب بھی ہو۔" زلیخا جتا رہی تھی۔

"میں نے سوچ لیا ہے میں نے اس سے دوستی ختم کر دینی ہے۔ ورنہ مجھے ڈپریشن ہو جانا ہے۔"

"اچھا لڑکا ہے ویسے۔" زلیخا سنک میں پڑے ہوئے برتنوں کو دھوتے ہوئے یونہی بولی۔

"ہاں دونوں بھائی بہت اچھے ہیں۔" آمنہ کے لبوں پر ذومعنی مسکراہٹ پھیلی۔ "ویسے میں ان کے بابا سے بھی ملی ہوئی ہوں بالکل رائڈ جیسے ہیں ٹال اینڈ ہینڈ سم۔ اتنی ڈیشنگ پر سنیلٹی ہے ان کی تم ملو گی تم بھی فین ہو جاؤ گی۔ کافی اثر ورسوخ والا خاندان ہے ان کا پاکستان میں۔" آمنہ اب ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسری ہاتھ سے کڑاہی میں کفگیر گھماتے ہوئے بولی۔

"میں پہلے دو تین دفعہ جب رائد سے ملی وہ اتنا ہمبل تھا کہ مجھے کبھی لگا ہی نہیں کہ وہ اتنا امیر ہے۔" زلیخا نے برتن دھونے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور آس پاس پھیلی ہوئی چیزوں کو سمیٹنے لگی۔

"حنان بھی ایسا ہی ہے۔ موویز میں دکھائے جانے والے رئیسوں سے کافی مختلف۔" آمنہ نے بھی اس کی تائید کی ساتھ کڑاہی میں چمچ ڈال کر زلیخا کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پر ایک قطرے جتنا مصالحہ ڈالا تاکہ اس کی طرح نمک مرچ چکھ سکے۔

زلیخا اسے دیکھ کر مسکرا کر رہ گئی۔ وہ ان دونوں سے چھوٹی تھی اس لیے جب بھی ایسی کوئی حرکت کرتی تھی تو بہت کیوٹ لگتی تھی۔ "ان کی ایک بہن بھی ہے۔" زلیخا یونہی سرسری انداز میں کہہ کر چاولوں کی تہہ لگانے لگ گئی۔

"واٹ؟" آمنہ کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"تمہیں نہیں پتہ؟"زلیخا کو زیادہ حیرت نہیں ہوئی۔

آمنہ نے نفی میں سر ہلایا۔"میرے سامنے تو کبھی حنان نے اپنی بہن کا ذکر نہیں کیا۔ کیسی ہے؟ کیا کرتی ہے؟ حنان سے چھوٹی ہے یا بڑی۔"آمنہ نے متجسس انداز میں پے در پے سوالات کیے۔

"ان کے بابا نے دو شادیاں کی تھیں اور وہ لڑکی دوسری شادی میں سے ہے۔ رائد نے مجھے اس کی پکچر بھی دکھائی تھی وہ پاکستان ہی رہتی ہے۔ حنان کی ہم عمر ہے شاید۔"

"رئیلی؟ سوتیلی بہن ہے اس لیے حنان نے کبھی ذکر نہیں کیا ہوگا۔"آمنہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

زلیخا نے بریانی کو دم پر لگا کر چولہے کی گیس کم کر دی۔ اب وہ فریج سے دوسری چیزیں نکال کر انہیں ٹیبل پر سجا رہی تھی۔

آریا جمائی لیتے ہوئے فلیٹ میں داخل ہوئی جب لذیذ کھانوں سے آنے والی خوشبو نے ایکدم اس کی آنکھیں کھول دیں۔"سرپرائز۔" پارٹی پوپر اس کے اوپر کھولتی ہوئی وہ دونوں ایک ساتھ چلائیں۔آریا کی جمائی راستے میں رہ گئی اور وہ پورا منہ کھولے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"یہ کس چیز کی سیلبریشن ہے۔"آریا نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے ان سے پوچھا

۔

"تمہاری پروموشن کی۔"زلیخا نے جواب دیا۔اس کے انداز میں ایک جوش سا تھا۔

"لیکن میری پروموشن تو ہوئی ہی نہیں۔باس نے میری جگہ کسی اور کو پروموٹ کر دیا۔"آریا دنیا جہاں کا دکھ اپنے لہجے میں سموئے بولی۔

آمنہ اور زلیخا نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اس ٹیبل کو جہاں انہوں نے کیک کے ساتھ طرح طرح کے لوازمات سجائے ہوئے تھے اور انہیں تیار کرنے میں ان کی

کتنی دولت اور محنت لگی تھی۔

آریاان کا منہ دیکھ کر ہنس پڑی۔"مزاق کر رہی تھی۔"

ان دونوں نے بھی ہنسنا شروع کیا اور اس کے گلے لگ گئیں۔"کانگریچولیشنز۔"

"اب میں رونے لگ جاؤں گی۔"آریا کو اپنی آنکھوں میں نمی جمع ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اور ان تینوں نے کہاں سوچا تھا کہ وہ تینوں مختلف ملک، رنگ، نسل، زبان سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں اتنی اچھی دوستیں بن جائیں گی۔انہیں اپنے گھروں سے دور ایک گھر مل جائے گا جس میں وہ ایک فیملی کی طرح رہیں گے۔"

وہ اپنی سیلبریشن ختم کر کے اب مووی دیکھنے کا سوچ رہی تھیں۔زلیخا نے یونہی واٹس ایپ کھولا۔رائڈ کے نمبر سے کچھ میسجز آئے ہوئے تھے۔"زلیخا تم سٹیٹس پڑھ رہی ہو نہ۔"ٹیکسٹ کے ساتھ اس نے کچھ سوالیہ نشان بھیجے ہوئے تھے۔

"ہاں۔"

"ہم ابھی مل سکتے ہیں مجھے کچھ ڈسکس کرنا ہے۔تم ریسٹورانت ہو تو میں تمہیں پک کر لیتا ہوں۔"

"نہیں میں گھر پر ہوں۔اگر زیادہ امپورٹنٹ ہے تو ایک منٹ۔۔۔۔"اس نے آریا اور آمنہ سے پوچھا کہ کیا وہ اسے یہاں بلا لے دونوں نے ہاں میں جواب دے دیا۔"تم یہاں آجاؤ۔"

"آر یو شیور؟"رائد کی نظر بے اختیار کلائی میں پہنی ہوئی گھڑی پر گئی۔رات کے دس بج رہے تھے۔

"ہاں۔"

"اوکے مجھے لوکیشن بھیج دو۔میں آتا ہوں۔"ساتھ ہی اس نے فون رکھ دیا۔

کچھ دیر میں بیل بجی تھی۔زلیخا نے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے دروازہ کھولا۔"اسلام علیکم۔کیسی ہو؟"رائد نے خوشگوار انداز میں اسے سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام اچھی ہوں۔"زلیخا نے دروازہ کھول دیا تو وہ اندر آگیا۔اس نے ایک اس کے دفعہ آمنہ کو دیکھا پھر آریا کو وہ ان سے پہلے بھی مل چکا تھا۔"ہائے۔" ایک ہاتھ میں چاکلیٹز کا ڈبہ تھا اور ایک ہاتھ میں گاڑی کی چابی اور کچھ ڈاکومنٹز تھے ۔اس نے چاکلیٹز کا ڈبہ زلیخا کی جانب بڑھایا۔

"یہ کس لیے؟"زلیخا نے ابرو اچکائے سوالیہ نگاہوں سے رائد کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری امی نے تمہیں بتایا نہیں کہ ہم پاکستانی کسی کے گھر خالی ہاتھ نہیں جاتے

۔"

"اوہ تھینکس۔آؤ بیٹھو۔"آریا نے اسے ان کے گول ڈائننگ ٹیبل کے ساتھ پڑی ہوئی کرسیوں کی جانب اشارہ کیا۔وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ گئے

،آریااور آمنہ برتن دھونے میں مصروف ہو گئیں۔

"میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا تمہیں۔" رائد نے ایک سرسری نگاہ آس پاس دوڑائی

۔

"تم نے میری اتنی ہیلپ کی ہے اگر میں یہ کہہ دوں گی کہ ہاں تم نے ڈسٹرب کیا ہے تو کتنا برا لگے گا نہ۔" وہ صاف گوئی سے کام لیتی ہوئی بولی۔

رائد کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔اسے بے اختیار ان کی پہلی ملاقات یاد آئی۔"تم نے لڑنا کم کر دیا ہے اور سوال پوچھنا بھی۔" وہ اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ اب میرے لیے تم اجنبی نہیں رہے۔" اس کے انداز میں کچھ تھا کہ رائد نے چونک کر اسے دیکھا اور دیکھتا رہ گیا۔

پھر اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ہاتھ میں رول کیے ہوئے کاغذات اس

کے سامنے رکھے۔"ایکچوئلی بابا ایک نیا پراجیکٹ سٹارٹ کر رہے ہیں اور اس کی مکمل ذمہ داری انہوں نے میرے کمزور کندھوں پر ڈالی ہے اس میں ڈیٹا کلیکشن اور انیلسز کرنا ہے۔مجھے یہ کام دیکھ کر فوراً تم یاد آئی اس لیے میں نے سوچا تم سے پوچھ لوں اگر تم یہ کر سکتی ہو۔"

زلیخا غور سے ان کاغذات کو دیکھ رہی تھی جن کے پہلے ہی صفحے پر بڑے بڑے الفاظ میں خان اینٹرپرائز لکھا ہوا تھا۔وہ ان کاغذات کو دیکھ رہی تھی اور زید اس کے چہرے کے تاثرات کو۔

"اس کے لیے تو کافی ٹائم لگے گا۔"وہ ان کاغذات کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔ساتھ وہ مسلسل نچلا ہونٹ چبا رہی تھی جیسے ذہن کسی الجھن کا شکار ہو۔

"یو کین لیو یور جاب آئی ول پے یو اف یو ول ڈو دس فار می۔"رائد اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا۔

"آئی ہیٹ اٹ وین رِچ پپل فلیکس دیئر منی۔" زلیخا نے سر اٹھا کر آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ اسے رائد کی بات ہر گز اچھی نہیں لگی تھی۔

رائد نے ابرو اچکا دیے۔ "تم کر سکتی ہو یا نہیں۔ اینڈیو کین سے نو ٹو می اگر تمہیں کوئی ایشو ہے۔ میں بالکل برا نہیں مناؤں گا۔" رائد کا انداز حد سے زیادہ بے تکلفانہ تھا۔ یہاں تک کہ برتن دھوتی ہوئی آریا اور آمنہ نے گردن موڑ کر ایک بار ان دونوں کو دیکھا۔

"میں کروں گی۔ تم یہ فائل مجھے دے جاؤ میں ویک اینڈ پر تمہیں ساری ڈیٹیلز بتا دوں گی۔ اس سے زیادہ بھی وقت لگ سکتا ہے کیونکہ آج کل میرا یونیورسٹی کا شڈیول کافی ٹف ہے۔"

رائد نے ایک سکون کی سانس خارج کی۔ "اوکے تھینکس۔"

"ڈنر کر لیا؟"

www.novelsclubb.com

"اونہوں۔ گھر جا کر کروں گا آج سارا دن بہت مصروف تھا ٹائم ہی نہیں ملا۔" رائد نے ان صفحات کو سیدھا کر کے ٹیبل پر رکھ دیا۔ "کیا تم نے بریانی بنائی ہے مجھے خوشبو آ رہی ہے؟"

زلیخا نے سر کو جنبش دی۔ "کھاؤ گے؟"

"ایک پاکستانی کبھی باہر کے ملک بیٹھ کر پاکستانی کھانوں کو منع نہیں کر سکتا۔ لیکن ابھی مجھے گھر جانا ہے پھر کبھی سہی۔"

"جب تمہیں پاکستان سے اتنی محبت ہے تو تم کسی پاکستانی لڑکی سے شادی کر کے پکا پکا وہیں سیٹ ہو جاؤ۔" وہ اتنی روانی سے بولی کہ اسے خود بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ کیا کہہ گئی ہے۔

رائد بے اختیار ہنسنے لگا۔ "میں نے کون سا گھر داماد بننا ہے جو میں کسی لڑکی کے چکر میں پاکستان سیٹل ہوں گا۔ چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا۔ گڈ نائٹ لیڈیز۔" رائد نے

www.novelsclubb.com

ہاتھ ہلاتے ہوئے آریا اور آمنہ کو مخاطب کیا تھا اور وہ چلا گیا۔

آمنہ کو فلم دیکھتے ہوئے نیند آگئی تو وہ سونے چلی گئی اب وہاں آریا اور زلیخا تھیں فلم ختم ہو چکی تھی اب وہ دونوں اپنے اپنے فون پر مصروف تھیں۔"تمہارا ریسرچ کا اتنا کام ہونے والا ہے ابھی تمہیں اسے منع کر دینا چاہیے تھا زلیخا۔"آریا کا انداز سنجیدہ تھا۔

"میں مینج کر لوں گی۔"وہ آریا سے زیادہ خود کو تسلی دے رہی تھی۔وہ چاہے کتنی ہی مصروف تھی لیکن وہ رائد کو منع نہیں کر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

✡✡✡✡✡

کمرہ امتحان،اے سی کی خنک،چار سو خاموشی،پانچ قطاروں میں بیٹھے طلبہ جن میں کچھ لوگ سوچے بغیر اپنا ہاتھ چلا رہے تھے،کچھ سوچ میں پڑے تھے کہ لکھنا کیا ہے اور کچھ کسی اور کے سہارے بیٹھے پنسل منہ میں ڈالے انتظار میں بیٹھے تھے۔چالیس

پینتالیس سالہ پروفیسر صوفیہ چکر لگاتے ہوئے ہر طالب علم کو سر تا پیر گھور رہی تھی۔

آج حلیمہ بیگم کی ڈاکٹر کے ساتھ اپائنٹمنٹ تھی اس لیے امائرہ خلاف معمول بہت تیزی سے لکھ رہی تھی۔اس نے سوال کی ہیڈنگ دیکھ کر ایک بار سوچا کہ اس سوال کے جواب میں کیا لکھنا تھا۔وہ یونہی سر اٹھا کر سوچنے میں مشغول تھی جب ٹیچر نے اس کی طرف دیکھا اور امائرہ نے ٹیچر کی طرف۔لیکن اگلے ہی لمحے امائرہ نے نظریں اپنے پیپر پر کر لیں تھیں اور دوبارہ سے ہاتھ چلانا شروع کیا۔

www.novelsclubb.com

اس کی اگلی کرسی پر بیٹھے لڑکے کا پین امائرہ کے قدموں میں گرا۔اس نے گردن موڑ کر امائرہ کی جانب دیکھا۔امائرہ نے جھک کر اس کا نیچے پڑا ہوا پین اٹھایا اور اسے تھما کر واپس اپنے پیپر کی جانب متوجہ ہو گئی۔وہ بہت احتیاط سے سکیل کے گراف بنا رہی تھی جب ٹیچر نے بہت آرام سے اس کا پیپر اٹھایا اور اس کے آگے بیٹھے

ہوئے لڑکے کا پیپر تقریباً چھینتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

"تم لوگوں کو ایک دفعہ کہی ہوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ میرے پیپر میں تم لوگ چیٹنگ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔" وہ حلق کے بل چلائی تھی اور جو کلاس میں تھوڑی بہت سرگوشیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں وہ بھی ایکدم بند ہو گئیں۔

امائرہ اور اس کے آگے بیٹھا کاشف نامی لڑکا حیران پریشان اس ٹیچر کو دیکھ رہی تھی جو اب اپنے فضائل کلاس کو سنا رہی تھی کہ وہ کتنی سخت ہے اور کیوں اسے چیٹنگ کرنا نہیں پسند۔

امائرہ نے ایک گہری سانس کھینچی۔ "میں نے چیٹنگ نہیں کی۔ آپ میرا پیپر واپس کریں۔" امائرہ بہت تحمل کے ساتھ بولی تھی لیکن اس کا انداز بے حد تیکھا اور خشک تھا۔

اس کی آدھی کلاس نے اپنا پیپر چھوڑ کر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ یہ ان کی کلاس کی وہی بچی تھی جو سوائے ایمان کے کبھی کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی اور صرف اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

ٹیچر نے اس کی سن کر اسے نظرانداز کر دیا اور دوسری طرف چکر لگانے لگی۔ سب طلبہ اب ہوشیار ہو چکے تھے۔

"آپ نے سنا نہیں ہے مجھے میرا پیپر واپس کریں۔ میرا ٹائم ویسٹ ہو رہا ہے۔" اب کی بار نا چاہتے ہوئے بھی امائرہ کے لہجے میں سختی در آئی۔

"پہلے آپ بڑوں سے بات کرنے کی تمیز سیکھیں اس کے بعد بات کیجیے گا۔" ٹیچر کی آنکھوں میں تپش اور لہجے میں درشتی تھی۔

"آپ لوگ سمجھتے کیا ہیں خود کو کہ آپ بڑے ہیں تو جو آپ کریں گے وہ ٹھیک ہو گا ۔میں آپ کو آخری بار بتا رہی ہوں میں نے چیٹنگ نہیں کی اس لیے مجھے میرا پیپر

واپس کریں۔" امائرہ کا چہرہ، کان کی لوئیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"پہلے تو شاید میں دے دیتی لیکن تمہاری اس بدتمیزی کے بعد تو مجھ سے کسی رحم کی امید بھول جاؤ۔" ٹیچر غصے سے پھنکاری۔

امائرہ اپنی کرسی سے اٹھی۔" آپ خدا ہیں جو میں آپ سے رحم کی امید رکھوں گی آپ انسان ہیں، جو اپنی سو کالڈ انا اور دوسرے بچوں پر دھونس جمانے کے لیے یہ پنچ حرکت کر رہی ہیں جبکہ آپ بھی جانتی ہیں کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ آپ کیا میرا پیپر لیں گی میں اسے خود چھوڑتی ہوں۔" امائرہ نے کاٹ دار انداز میں کہتے ہوئے اپنی چیزیں اٹھائیں اور اپنا بیگ پکڑتی کلاس سے باہر نکل گئی۔ اگلے ہی لمحے ٹیچر نے غصے سے اس لڑکے کو بھی کلاس سے نکال دیا تھا۔

امائرہ کلاس سے باہر نکل کر اپنا فون دیکھا جس پر طاہر کی بہت سی مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔ اس نے کال بیک کر کے فون کان سے لگایا تھا جب وہ لڑکا عین اس کے

www.novelsclubb.com

سامنے کھڑا ہوا تھا۔

"تم سوری بھی کر سکتی تھی۔" وہ خاصا الجھا ہوا اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

"میری کوئی غلطی نہیں تھی۔" امائرہ نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

"وہ ہمیں فیل کر دیں گی۔" وہ اپنا خدشہ بتا رہا تھا۔

"نہیں کرتی۔ مڈز اور سیشنل کے مارکس کے ساتھ جتنا پیپر کیا ہے اس کے مارکس ڈال کر پاس تو ہو ہی جاؤں گی۔ تم بھی ہو جاؤ گے ڈونٹ وری۔" طاہر نے کال پک نہیں کی تھی امائرہ نے فون واپس پہلو میں گرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"یونو واٹ۔ میرے پاس ایک آئیڈیا ہے تمہارے تایا گورنر ہیں نہ یہ ساری یونیورسٹیز ان کے ہی انڈر ہوتی ہیں وہ ایک کال کریں گے تو یہ ہمارا پیپر لے لیں گے۔" اس کے فریز ہوتے ہوئے دماغ نے ایکدم کام کرنا شروع کیا تھا۔

امائرہ نے کچھ لمحے ناخن چباتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ساتھ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا وہ جہانزیب کو کال کر سکتی تھی؟یہ کام تو کرنے کو شاہزیب بھی کر سکتے تھے لیکن وہ کیوں کسی سے مدد مانگے۔"لسن۔زندگی اس ڈگری کے چھوٹے موٹے مسئلوں سے بہت بڑی ہے تو اس طرح کے کاموں کے لیے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔"امائرہ اسے نصیحت کر کے چلتی بنی تھی۔اسے تو خود یاد نہیں تھا کہ اس کے تایا گورنر ہیں لیکن اس کے کلاس فیلوز نے کیسے یاد رکھا ہوا تھا وہ سوچتی رہ گئی۔

جونہی وہ گاڑی میں بیٹھی اس نے بیٹھتے ساتھ ہی ساری چیزوں کو غصے سے فرنٹ سیٹ پر پٹخا۔"ڈیم۔"فرسٹیشن سے دونوں ہاتھ سٹیئرنگ وہیل پر مارے۔اسے وہ پیپر سارا آتا تھا اور مسئلہ پیپر کا نہیں تھا مسئلہ اس ٹیچر کے رویے کا تھا۔راستے میں وہ ایک لیب پر رکی جہاں سے اسے حلیمہ بیگم کے ٹیسٹ کی رپورٹز لینی تھیں اور وہاں سے رپورٹز لے کر گھر کی جانب روانہ ہو گئی۔

حلیمہ بیگم کے سارے ٹیسٹ نارمل تھے،ڈاکٹر انہیں چینی اور شکر چھوڑنے پر شاباشی دے رہی تھی۔امائرہ غائب دماغی سے ڈاکٹر کی بات سن رہی تھی۔

"کیا بنے آپ کا اگر میں آپ کے پاس نہ ہوں تو؟"امائرہ ہوسپٹل سے نکلتے ہوئے یونہی جان بوجھ کر انہیں چڑانے کے لیے بولی۔

"میری زندگی میں سکون ہی سکون ہو۔میں اپنی مرضی سے کھاؤں پیوں، عیش کروں۔" حلیمہ بیگم حسرت بھرے انداز میں بولیں۔"تمہاری خوشحال شادی کے لیے تو میں نے دو نفل بھی پڑھنا شروع کر دیے ہیں تم بے فکر رہو۔" حلیمہ بیگم نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

امائرہ نے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔"خوشحال شادی۔" وہ زیرِلب بڑبڑا کر گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

"میرے سوٹ لے آئی تھی نہ؟"گاڑی میں بیٹھتے ساتھ حلیمہ بیگم کو خیال آیا تو

پوچھ لیا۔

امائرہ نے محض سر ہلا دیا۔ گاڑی سٹارٹ کر کے سڑک پر ڈال دی۔

"آج اس درزی کو میں خود سیدھا کرتی ہوں کبھی بازو چھوٹے بنا دیتا ہے کبھی قمیض اتنی لمبی کہ کوئی سڑک پر مجھے کھڑا دیکھے تو پیسے پکڑا جائے۔" حلیمہ بیگم چہرے پر سخت تیور لیے بولیں۔

امائرہ نا چاہتے ہوئے بھی حلیمہ کی بات پر مسکرا دی۔ "اس طرح تو ماموں دنوں میں بل گیٹز جتنے امیر ہو جائیں گے۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں تبصرہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"وہ کون ہے؟" حلیمہ بیگم نے امائرہ کی جانب پلٹ کر ذرا برہمی سے پوچھا انہیں یقین تھا کہ وہ ضرور کوئی برا آدمی ہو گا جس کے ساتھ امائرہ انہیں ملا رہی تھی۔

"ہے کوئی۔" امائرہ بات کر کے پچھتائی۔

ہوسپٹل سے وہ سید ھا لبرٹی میں حلیمہ بیگم کے خاندانی درزی کی دکان پر آئے تھے جس کے چاروں طرف رنگ برنگے سوٹ لٹکے ہوئے تھے۔دو تین درزی سلائی مشینیں چلا رہے تھے اور امائرہ کرسی پر بیٹھی ان مشینوں کو دیکھ رہی تھی جو بہت تیزی سے چلتی جا رہی تھیں جبکہ حلیمہ بیگم درزی کے ساتھ بحث میں مشغول تھیں ۔وہ بہت کوشش کے بعد ذہن سے اس واقعے کو نہیں نکال پا رہی تھی۔

"ماں جی میں نے ویسا ہی سوٹ سیا ہے جیسا آپ نے کہا تھا اب آپ کو پسند نہ آئے تو اس میں میرا کیا قصور۔" درزی اپنے حصے کی صفائی دے رہا تھا۔

"ابھی پچھلے مہینے میں نے اپنی نواسی کے ساتھ جا کر اپنی نظر چیک کروائی تھی۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ بادام اور گری کھانے سے جو میری نظر کم ہوئی تھی وہ بھی پوری ہو گئی ہے اس لیے یہ دو نمبریاں میرے ساتھ کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔اگلے ہفتے تک میرا سوٹ تیار کر دینا میں نے اپنی بھائی کے گھر شادی پر

جانا ہے۔" حلیمہ بیگم بھی کہاں اس کی باتوں میں آنے والی تھیں۔

درزی نے ایک بار مدد طلب نگاہوں سے اپنے سامنے بیٹھی بوڑھی عورت کی نواسی کو دیکھا جو جینز شرٹ پر دوپٹہ لیے بیٹھی تھی۔امائرہ نے کسی تاثر کا اظہار نہیں کیا۔" چلیں نانو۔"

"ہاں چلو اور تم میری ہدایات یاد رکھنا۔" حلیمہ بیگم جاتے ہوئے اسے تنبیہ کرنا نہیں بھولی تھیں۔

✡✡✡✡✡

www.novelsclubb.com

زید اپنی برینڈ نیو سرخ گاڑی میں براجمان کرس کے گھر کے باہر کھڑا بار بار ہارن بجا رہا تھا۔اس نے خود زید کو کال کر کے بلایا تھا لیکن اب پچھلے بیس منٹ سے وہ گھر سے نہیں نکل رہا تھا۔زید بار بار ہارن بجا رہا تھا۔

دروازہ کھلا تھا اندر سے کرس نکلا تھا۔"ایک منٹ آیا بس۔"بلند آواز میں اس سے

کہتا ہوا وہ واپس مڑ گیا تھا۔

زید لب بھینچ کر رہ گیا۔ وہ واپس آیا تو اس نے گلے میں مفلر اور سر پر ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور اس کے دانت مسلسل کچکچا رہے تھے۔

"اتنی سردی ہے تو نہیں۔" زید نے اس کے بیٹھتے ہی تبصرہ کیا تھا ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کی۔

"گرم پانی نہیں آرہا تھا اس لیے ٹھنڈے پانی سے نہا کر آرہا ہوں یہ سب تو احتیاطی تدابیر ہیں۔" کرس نے آس پاس نظریں گھمائیں۔ "یہ ہوا کہاں سے آرہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"بکواس بند کرو اور مجھے یہ بتاؤ بلایا کیوں ہیں۔" زید کے لہجے میں بیزاری ہی بیزاری تھی۔

کرس کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیلی تھی۔ "تم منع نہیں کرو گے۔" وہ زید کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بہت اعتماد سے بولا تھا۔

"میں کسی پارٹی پر نہیں جا رہا۔" زید کی طرف سے فوراً جواب آیا تھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں صرف پارٹیز کرتا رہتا ہوں۔ ایک آفر ہے اچھی خاصی اماؤنٹ پے کرنے کو تیار ہیں۔ تین چار مہینوں کا کام ہے دبئی جانا پڑے گا۔ میں انہیں تمہاری طرف سے ہاں کہہ چکا ہوں۔" کرس نے ذرا سنجیدہ ہو کر اپنا فون کھول کر اس کی جانب بڑھایا۔

زید نے گاڑی کی رفتار کم کر کے فون پکڑ کر ای میل پڑھی۔ "آفر واقعی اچھی ہے لیکن یہ میرے لیے ہے تم کیوں اتنے خوش ہو رہے ہو؟" اس نے ترچھی نگاہوں سے کرس کو گھورا تھا جس کے چہرے پر بشاشت ہی بشاشت تھی۔

"تم میرے بغیر کیسے جاؤ گے؟" کرس اسے پوری بتیسی دکھاتا ہوا بولا۔

"زید یاسر کسی پر ڈیپینڈ نہیں کرتا۔" زید نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

کرس نے برا سا منہ بنایا۔ "بچپن کی دوستی کا یہ صلہ دو گے۔ میں نے ہر اچھے نہیں تو

www.novelsclubb.com

ہر برے کام میں تمہارا ساتھ دیا ہے تم مجھے یوں چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔" وہ اب اسے ایموشنل بلیک میل کر رہا تھا۔

زید کچھ لمحے خاموش ہو کر سوچنے لگا۔" دبئی کے ویزا کے لیے اپلائی کرتے ہیں ۔چلتے ہیں دونوں۔" زید نے گاڑی کا رخ اپنے گھر کی جانب موڑا۔

" دبئی میں بہت ایکٹوٹیز ہوتی ہیں فل آن مزے کریں گے۔میں تو اپنے ڈاکومنٹ بھی لے آیا ہوں ساتھ۔" کرس کھسیانی ہنسی ہنس کر بولا۔

" اتنا یقین ہے تمہیں خود پر۔" زید نے گردن موڑ کر اسے ایک گھوری سے نوازا۔

www.novelsclubb.com

" اونہوں ہماری دوستی پر۔ تمہاری جی ایف کو بھی ساتھ لے چلیں۔" کرس اب بے حد پر سکون تھا۔زید مان چکا تھا وہ دبئی جا رہے تھے یہ سوچ ہی اسے مطمئن کرنے کے لیے کافی تھی۔

" جب تک ویزا آتا ہے میں اس سے جان چھڑواتا ہوں عجیب لڑکی ہے مچھر کی

طرح خون چوستی ہے میرا۔ آدھی رات کو کال کرتی ہے اگر میں نہ اٹھاؤں تو بار بار کرتی ہے صبح اٹھتا ہوں تو دیکھتا ہوں اس کی سو مسڈ کالز آئی ہوتی ہیں۔ اتنی ڈیمانڈز ہیں اس کی۔ میں تو پچھتا رہا ہوں اس سے فلرٹ کر کے۔" زید نے آخر پر سرد آہ بھری۔

"آئی نو وہ کیسی ہے تین مہینے ڈیٹ کیا تھا میں نے اسے۔ اس سے ملنے کے بعد ڈوپامین کا تو مجھے پتہ نہیں البتہ بلڈ پریشر ضرور ہائی ہوتا تھا۔" کرس نے یاد کر کے جھرجھری لی۔

"تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا وہ ایسی ہے۔" زید نے اسے گھورا تھا۔

"میں چاہ رہا تھا کہ اگر تم فائنلی پرانے والے زید بننے جا رہے ہو تو تمہارا یہ تجربہ یادگار ہونا چاہیے۔ اس کے لیے تمہیں اس سے بہتر لڑکی نہیں مل سکتی تھی۔ مجھ سے پوچھا تھا اس نے تمہارے بارے میں میں نے اتنی تعریفیں کی۔ مجھے پتہ تھا اسے

لڑکوں کی کون سی کوالیٹیز اچھی لگتی ہیں میں نے ساری گنوادیں اس لیے وہ تمہارے ساتھ آبسیسڈ ہو چکی ہے۔یو نو گرلز۔"کرس نے کمینوں کی طرح مسکراتے ہوئے آخر پر آنکھ دبائی۔

"میں نے بہت سے گھٹیا انسان دیکھے ہیں۔"زید دانت پیس کر کہہ رہا تھا۔

"لیکن ان میں سے کوئی بھی اب تک تمہارا ریکارڈ نہیں توڑ پایا۔"کرس اس کی بات کاٹ کر مزے سے بولا۔

"تم جانتے ہو میں کیا کر سکتا ہوں۔"زید کے لہجے میں واضح تنبیہ تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں کچھ نہیں کہہ رہا۔"کرس نے فوراً لبوں پر انگلی رکھی تھی۔زید یاسر کے موڈ کا کیا پتہ۔

✡✡✡✡✡

امائرہ یونیورسٹی سے واپس آئی تو سامنے ہال سے نکلتے ہوئے زاہد صاحب کو دیکھ کر

ذرا چونک گئی۔ وہ انہیں سلام کرنے کے لیے رکی تھی لیکن وہ اس سے نظر انداز کرتے ہوئے چلے گئے تھے۔ شاید وہ غصے میں تھے۔ امائرہ نے ان کی پشت کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

ہال میں حلیمہ بیگم اور طاہر بیٹھے ہوئے تھے، یاسمین کچن میں تھی اور سب کو ایک عجیب چپ لگی ہوئی تھی۔ امائرہ نے ساری سچوئیشن کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے کمرے میں جانا ہی غنیمت سمجھا تھا۔ اسے یقین تھا کہ زاہد اور طاہر میں یقیناً ان کی مشترکہ جائیداد پر بحث ہوئی ہو گی اسی لیے زاہد بھی اتنے غصے میں تھے اور طاہر بھی۔

رات کو وہ اسی طرح خاموش بیٹھے ڈنر کر رہے تھے جب حمزہ اکیڈمی سے واپس آیا تھا۔ طاہر نے اپنی کلائی پر پہنی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا پھر حمزہ کو۔ "یہ کون سا وقت ہے گھر آنے کا۔"

"باباوہ پریکٹس کے بعد جم چلا گیا تھا۔" کچھ دنوں سے اس کے کندھے میں درد تھا

اس لیے وہ روز اس وقت فزیو کے پاس جاتا تھا لیکن اس بارے میں امائرہ کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا۔

امائرہ کے کھانے کی رفتار میں کمی آگئی تھی۔ اب یقیناً طاہر نے زاہد کا سارا غصہ اور فرسٹیشن حمزہ پر نکالنی تھی۔

"اور کب تک چلنی ہے تمہاری یہ آوارہ گردی۔ اپنے خوابوں کی دنیا سے نکلو اور حقیقت میں واپس آؤ اور اگر کچھ نہیں کر سکتے تو کل سے میرے ساتھ فیکٹری چلو۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں اسے سنا رہے تھے اور وہ سر جھکائے سنتا جا رہا تھا۔

"ایک ہی بیٹے ہو تم میرے۔ میرے بعد اس گھر کو تم نے ہی سنبھالنا ہے۔ تم انہی چیزوں میں وقت ضائع کرتے رہو گے تو کہیں نہیں پہنچو گے۔" طاہر اپنی بات کہہ کر کھانا وہیں چھوڑ کر اپنی سٹڈی میں چلے گئے تھے۔

"بیٹھو کھانا کھالو۔" خاموشی کے ایک لمبے توقف کے بعد یاسمین نے اسے مخاطب

کیا تھا۔

حمزہ امائرہ کے عین سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔امائرہ نے ایک بار سر اٹھا کر حمزہ کو دیکھا تھا اور حمزہ نے اسے اس کا چہرہ سرخ تھا۔پھر دونوں چپ چاپ کھانا کھانے لگے۔

طاہر عینک لگائے دراز میں سے کوئی ڈاکومنٹ ڈھونڈ رہے تھے جب امائرہ دروازہ کھٹکھٹا کر بغیر ان کی اجازت کا انتظار کیے اندر داخل ہوئی تھی اور ٹرے میں رکھے پانی کا گلاس ان کی جانب بڑھایا تھا۔"ممانی کہہ رہی تھیں آپ کو پانی چاہیے۔"

طاہر نے نظریں گھما کر ٹیبل پر پڑے شیشے کے جگ کو دیکھا تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔"میں نے تو نہیں مانگا۔" طاہر نے سادگی سے شانے اچکا دیے۔

امائرہ نے وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ دی اور خود کرسی کھینچ کر ان کے سامنے بیٹھ گئی۔"ماموں۔" دونوں کہنیاں درمیان پڑے میز پر ٹکائے ٹھوڑی کے نیچے رکھے

www.novelsclubb.com

اس نے طاہر کو مخاطب کیا تھا جن کو آخر کار ان کا مطلوبہ ڈاکومنٹ مل گیا تھا۔

"ہمم۔" وہ اب اس ڈاکومنٹ کے صفحے الٹ رہے تھے۔

"زاہد ماموں کیا لینے آئے تھے؟"

طاہر کچھ لمحے داڑھی کھجاتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھتے رہے۔"بچوں کو ان معاملات میں دلچسپی نہیں لینی چاہیے۔" اپنے مخصوص انداز میں انہوں نے امائرہ کو ٹوکا۔

"میں بچی نہیں ہوں۔ میرے ڈیڈ کہتے ہیں میری عمر میں لڑکیوں کے دو دو بچے بھی ہو جاتے ہیں۔" امائرہ انہیں جتا رہی تھی۔

"تم جان کر کیا کرو گی؟" وہ اس موضوع کو ٹالنا چاہ رہے تھے۔

"آپ کے ساتھ بیٹھ کر انہیں برا بھلا کہوں گی تا کہ آپ کو دل ہلکا ہو جائے۔" امائرہ

www.novelsclubb.com

سہولت سے بولی۔"اور میں کیا ہی کہہ سکتی ہوں زاہد ماموں کو؟"

طاہر کے لبوں پر تکان بھری مسکراہٹ پھیلی تھی۔"چونکہ فیکٹری کی زمین ہماری مشترکہ جائیداد تھی تو بھائی کو اب فیکڑی میں بھی حصہ چاہیے۔"

"آپ نے کیا کہا ان سے؟"امائرہ فوراً سیدھا ہو کر بیٹھی۔

"کچھ بھی نہیں۔میں نے سوچا ہوا تھا کہ بھائی جب کبھی دوبارہ ایسی بات کریں گے تو میں ان سے بحث کروں گا، لڑوں گا لیکن میں سوچتا رہ گیا اور جب موقع آیا تو میرے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا۔"طاہر کے لہجے میں دکھ اور اداسی تھی۔"یہ رشتوں کا لحاظ ہمیں اندر ہی اندر مار دیتا ہے۔"

"مجھ میں اور آپ میں ایک چیز کا من ہے۔انوئننگ بہن بھائی چلیں میرے تو سوتیلے ہیں ان کا سمجھ آتا ہے لیکن آپ کے تو سگوں نے ہی آپ کو جینا حرام کر دیا ہے۔"امائرہ نے ٹرے میں پڑے گلاس سے ایک گھونٹ پانی پیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جب بات دولت پر آئے تو اچھے اچھوں کا ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ان کا یہی خیال ہے چونکہ میرا ایک ہی بیٹا ہے اور ان کے چار بچے ہیں تو ہر چیز پر ان کا زیادہ حق ہے۔" طاہر نے اس ڈاکومنٹ کا جائزہ لینے کے بعد واپس دراز میں رکھ دیا۔

"آپ ان سے صاف صاف کہہ دیں کہ آپ انہیں ایک پائی بھی نہیں دیں گے۔انہوں نے آپ کے حصے کی زمین بیچ کر کھائی ہے تب انہیں غیرت نہیں آئی تو اب بھی نہیں آنی۔آپ اب انہیں حصہ دیں گے تو دو سال بعد وہ اس گھر میں اپنا حصہ لینے آجائیں گے۔" امائرہ سنجیدہ انداز میں گویا ہوئی۔

"کہاں سے سیکھا ہے تم نے اتنے اچھے مشورے دینا؟" طاہر نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

"میں سریس ہوں آپ کو میری بات پر غور و فکر کرنا چاہیے۔ماموں نے ایسے ہی سیدھا ہونا ہے کب تک لحاظ کریں گے آپ ان کا۔"

"اچھا اچھا میری فکر چھوڑو اور جا کر سو جاؤ۔ رات بہت ہو گئی ہے۔"

"آپ بھی سو جائیں۔ گڈ نائٹ۔" امائرہ انہیں تاکید کر کے چلی گئی۔

اگلے دن یونیورسٹی کے لیے روانہ ہونے سے پہلے اس کا سامنا حمزہ سے ہوا تھا جو نہا دھو کر جینز شرٹ پہنے، اچھے سے بال بنائے اپنے کمرے سے نکلا تھا اور اس کے پہلو سے گزر کر کچن میں چلا گیا۔ امائرہ حیرت سے وہیں کھڑی رہی کیا اس نے امائرہ کو نظر انداز کیا تھا۔ امائرہ فوراً اس کے پیچھے لپکی۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" امائرہ نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"بابا کے ساتھ فیکٹری جا رہا ہوں۔" حمزہ نے جگ سے پانی گلاس میں انڈھیلا تھا اور ایک ہی سانس میں پی گیا۔

امائرہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔ "اچھی بات ہے۔" امائرہ تبصرہ کرتی وہاں سے چلی گئی۔ حمزہ کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ اس کی گاڑی

گیٹ سے نکل گئی۔اب وہ دونوں ہاتھ شیلف پر رکھے گہری سوچ میں پڑ گیا تھا۔

اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ حمزہ سے کچھ نہیں کہے گی وہ جو کرنا چاہتا ہے وہ اسے کرنے دے گی۔ویسے بھی وہ کوئی بچہ تھوڑی ہے جو وہ ہر فیصلے میں اس کی مدد کرے۔لیکن اس کے لیے خود کو روکنا بھی بہت مشکل تھا۔وہ جانتی ایک بار اپنا خواب چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے کے بعد واپس اسی راستے پر چلنے کے لیے کتنی ہمت لگتی ہے۔

وہ انہی سوچوں میں الجھی ہوئی کلاس میں داخل ہونے لگی تو اس کی نظر کوریڈور میں لگے بورڈ کے ارد گرد جمع ہوئے ہجوم پر پڑی۔وہ سب رزلٹ کی باتیں کر رہے تھے ۔امائرہ کی بیگ کی سٹریپ پر گرفت مظبوط ہو گئی۔وہ سست روی سے قدم اٹھاتی بورڈ تک پہنچی۔اس نے دور سے اپنا رزلٹ دیکھنے کی کوشش کی لیکن اسے ٹھیک سے کچھ نظر نہیں آیا۔

"سائیڈ پر ہونا ذرا۔" وہ اس کے آگے کھڑے لڑکے سے مخاطب ہوئی تھی اس لڑکے نے گردن موڑ کر امائرہ کو دیکھا وہ وہی لڑکا تھا کاشف جسے ٹیچر نے چیٹنگ کے چکر میں کلاس سے باہر نکال دیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں اور ہوائیاں تو امائرہ کی بھی اڑ گئیں جب اس نے اپنے رزلٹ میں موجود ایف گریڈ دیکھا۔

وہ کاشف کو دیکھتی رہی اور کاشف اسے۔

"میم نے پیپر چیک ہی نہیں کیا۔ سیدھا چیٹنگ لکھ کر کینسل کر دیا اور ہمیں فیل کر دیا۔" اس کی شکل پر بارہ بجے ہوئے تھے۔ وہ سخت بیزار اور مایوس نظر آ رہا تھا۔

امائرہ نے غائب دماغی سے سر کو جنبش دی۔ اس کی نظر سامنے آتی ہوئی ایمان پر پڑی جو اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ لہرا رہی تھی۔

"کیا بنا؟" ایمان سرسری انداز میں اس سے پوچھنے کے ساتھ ہی بورڈ پر لگی شیٹ پر اپنا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رزلٹ دیکھنے لگی۔"ایک نمبر جی پی اے بڑھ گیا۔" وہ خوشی سے ملے جلے تاثرات لیے امائرہ کی جانب پلٹی تھی جس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔"تمہیں کیا ہوا؟" اس نے پہلے امائرہ کو دیکھا پھر اس کے پہلو میں کھڑے کاشف کو۔

"میں گھر جا رہی ہوں۔" امائرہ وہیں سے پلٹ گئی۔ایمان نے اسے بہت آوازیں دیں لیکن وہ ان سب کو نظرانداز کرتی وہیں سے پلٹ گئی تھی۔

اس نے سڑک کی ایک طرف گاڑی روکی تھی۔اسے بار بار ایمان کے میسج آرہے تھے۔"تم آؤ یونی ہم مل کر ٹیچر سے بات کرتے ہیں۔اگر ریکوئیسٹ کریں گے تو وہ مان جائیں گی۔"

"مجھے بھیک نہیں چاہیے۔اینڈ ڈونٹ وری اباؤٹ می آئی ایم فائن۔" تیزی سے میسج ٹائپ کرتے ہوئے اس نے فون پرے پھینکا تھا۔ہمیں اکثر بڑے بڑے لوگوں کی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ کیسے ناکامی کامیاب ہونے کے لیے اہم ہے کیسے اٹھنے

www.novelsclubb.com

کے لیے گرنا ضروری ہے لیکن کچھ لوگوں کے لیے گرنا آسان نہیں ہوتا، کچھ لوگ گرنے کے بعد اٹھ نہیں پاتے۔امائرہ ایک ایوریج سٹوڈنٹ ضرور تھی لیکن وہ نکمی، نالائق نہیں تھی کہ اسے اس طرح فیل کر دیا جائے۔وہ زندگی کو یہی سوچ کر گزار رہی تھی کہ اس سے برا اور کیا ہو سکتا تھا لیکن ہمیشہ اس کی سوچ سے بری چیزیں ہو جاتی تھیں، کبھی کبھی وہ چپ سادھ لیتی اور کبھی لڑ کر ہار مان لیتی۔

وہ رات میں ٹیرس پر بیٹھی آسمان پر موجود ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔وہ اتنی کھوئی ہوئی تھی کہ اس نے حمزہ کے قدموں کی چاپ نہیں سنی حمزہ نے کین اس کی جانب بڑھایا جو امائرہ نے اس کے ہاتھ سے اچک لیا اور وہ اس کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔"مجھے لگا تھا تم مجھے روکو گی، سمجھاؤ گی لیکن تم نے کچھ نہیں کہا؟"وہ اپنے ہاتھ میں موجود کوک کے کین کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"تم بچے نہیں ہو اور اپنی زندگی کے فیصلے خود لے سکتے ہو۔اگر تمہیں فیکٹری جانا

www.novelsclubb.com

ٹھیک لگتا ہے تو تم جاؤ ماموں کے ساتھ کام کرو۔ ضروری نہیں ہوتا سب خواب پورے ہوں۔ میں کون ہوتی ہوں تمہاری زندگی میں مداخلت کرنے والی۔" اس کے لہجے میں تلخی تھی۔ وہ بے حد الجھی ہوئی اور بے چین تھی اور وہ بے چینی اس کے ہر انداز سے ڈھلک رہی تھی۔

"تم نے کب سے ناامیدی کی باتیں شروع کر دیں۔" حمزہ نے ماتھے پر شکنیں لیے امائرہ کی جانب گردن موڑی تھی جس کے چہرے پر صرف سنجیدگی تھی مطلب وہ مزاق نہیں کر رہی تھی۔

"حمزہ۔ تمہیں جو کرنا ہے اپنے لیے خود کرنا ہے۔ میں تو اپنے لیے کچھ نہیں کر سکی تو تمہارے لیے کیا کروں گی۔" امائرہ کہہ کر اٹھ گئی تھی اس نے وہ کین وہیں میز پر رکھ دیا۔

"کچھ ہوا ہے تمہیں؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟" حمزہ نے گردن گھما کر اسے مخاطب کیا

۔

امائرہ نے نفی میں سر ہلایا تھا اور چلی گئی۔ کمرے کی لائٹ آف کر کے وہ بیڈ پر لیٹ گئی تھی اگلے ہی لمحے اسے شاہزیب کا خیال آیا تھا اس نے فون پکڑ کر شاہزیب کو کال کی تھی لیکن کال پک نہیں کی گئی۔ اس نے مایوسی سے فون رکھ دیا اور آنکھیں موند لیں۔

✡✡✡✡✡

زلیخا نے آج اپنے اس سمیسٹر کی فائنل ریسرچ رپورٹ اپنے سوپر وائزر کو دکھانی تھی جس پر وہ پچھلے دو ہفتوں سے کام کر رہی تھی اور رائد کے کہے ہوئے کام کو پسِ پشت ڈال رہی تھی۔ اس نے صبح صبح ہی اسے میسج کر دیا تھا کہ وہ آج شام وہ فری ہے سو وہ اس پراجیکٹ کے بارے میں بات کر سکتے ہیں۔

اس کے سوپر وائزر نے اس کی رپورٹ میں اتنی غلطیاں نکالی تھیں کہ اسے اپنا

www.novelsclubb.com

راتوں کو جاگ کر کام کرنا ضائع ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا۔" ہم آسیز اس طرح کام نہیں کرتے۔ اگر تم ہمارے ورک ایتھکز کو ایڈاپٹ نہیں کرو گی تو بہت پیچھے رہ جاؤ گی۔" بھورے بالوں والے گورے آسٹریلین پروفیسر نے طنزیہ انداز میں کہہ کر اس کی رپورٹ واپس اس کی جانب بڑھا دی۔

زلیخا نے دانتوں پر دانت جمائے تابعداری سے سر ہلایا اور پروفیسر کے آفیس سے نکل گئی۔ "موٹا، گینڈا، یہ مغرور آسٹریلینز سمجھتے کیا ہیں اپنے آپ کو؟" وہ اپنی غلطی ماننے کی بجائے پروفیسر کو برا بھلا کہنے میں مصروف تھی۔

میٹرو کے بیس منٹ کے راستے میں وہ دل ہی دل میں پروفیسر کو کوستی گئی تھی۔ رائد نے اسے ایک ریستورانت کا نام اور لوکیشن بھیجی تھی وہ اب وہیں جا رہی تھی۔

یہ ایک اٹیلین ریستورانت تھا جس کے باہر زرد بتیوں سے بڑے بڑے حروف میں داپزیریا لکھا ہوا تھا۔ وہاں ہر ٹیبل پر کوئی نہ کوئی براجمان تھا۔ اس نے راہداری

کے اختتام پر کھڑے رائڈ کو دیکھا تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا لمبے سنہرے بالوں والی لڑکی۔وہ دونوں شاید بحث کر رہے تھے۔رائڈ کا چہرہ بے حد سپاٹ تھا وہ بے حد بیزار اور اکتایا ہوا الگ رہا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ لڑکی اپنی نشست سے اٹھ گئی۔زلیخا نے اس کا چہرہ دیکھا تھا وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔جاتے ہوئے وہ زلیخا سے ٹکرائی تھی۔تب رائڈ نے زلیخا کو دیکھا۔وہ دونوں دور کھڑے ایک دوسرے کو خاموش نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

رائڈ نے اپنی جیکٹ پکڑ کر بل پے کیا اور اس کے پاس آیا۔زلیخا وثوق سے بتا سکتی تھی کہ اس نے اس نے پہلے کبھی رائڈ کو اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔"چلیں۔"وہ اس کے انتظار کا جواب دیے بغیر آگے بڑھ گیا۔

وہ دونوں اب سڑک کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔دونوں طرف بہت سی

www.novelsclubb.com

دکانیں اور ایسی جگہیں تھیں جہاں لوگ دیر رات تک اپنا وقت گزارتے تھے۔رنگ برنگی بتیاں سڑک کو روشن کر رہی تھیں۔

"وہ تمہاری گرل فرینڈ تھی؟"زلیخا نے آخر کار ہمت کر کے پوچھ لیا۔

رائد نے ہولے سے سر کو جنبش دی۔

"لڑائی ہو گئی۔"

"آج کل ہماری اکثر لڑائی ہی ہوتی ہے۔"رائد جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سست روی سے چل رہا تھا۔وہ اداس لگ رہا تھا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ میں مصروف ہوں۔میں اسے اس طرح ٹائم نہیں دے سکتا جیسے سکول ،کالج،یونیورسٹی پڑھتے ہوئے دیتا تھا۔"رائد نے آخر پر سرد آہ بھری۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زلیخا نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ "تمہارا اتنا لمبا افیئر ہے۔" اسے جیسے شاک لگا تھا۔

"افیئر؟" رائد برا مان گیا۔

"داد دینی پڑے گی تمہیں۔ ایسے لڑکے بہت کم ہوتے ہیں اپنی بات پر پورا اترنے والے۔ اس لڑکی میں ضرور کوئی خاص بات ہو گی۔"

"میرا خیال ہے اگر وقت گزرنے کے ساتھ آپ کا بے وجہ انٹرسٹ بدل جائے پھر مسئلہ آپ میں ہے۔ ہم دونوں سکول ٹائم سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ ہم نے ایک دوسرے کو بچپن سے جوانی میں آتے دیکھا ہے۔ مجھے نہیں لگتا اس کی جو جگہ میری زندگی میں ہے وہ کسی اور کی ہو گی۔"

"ایک بات پوچھ لوں؟" زلیخا بہت سوچنے کے بعد بولی۔

"جہاں اتنی پوچھ لوں وہاں ایک اور بھی پوچھ لو۔" رائد سادگی سے بولا۔

"وہ لڑکی مسلمان نہیں ہے تو تمہارے بابا مان جائیں گے۔" زلیخا کے انداز میں تجسس تھا لیکن یہ سوال تو ہر پاکستان خاص کر مسلمان کے دماغ میں آتا ہو گا۔

رائد نے کندھے اچکا دیے۔ "پتہ نہیں۔ ماما بابا اس بارے میں نہیں جانتے۔ جب صحیح وقت آئے گا میں انہیں بتا دوں گا۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

زلیخا خاموشی کے ایک لمبے توقف کے بعد چلتی چلتی رک گئی تھی اب اس سے مزید نہیں چلا جا رہا تھا۔ "تمہیں پتہ ہے مجھے اندر ہی اندر تم پر بہت غصہ آ رہا ہے۔" وہی لڑاکا عورتوں والا انداز۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" رائد نے اس کی جانب پلٹ کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"میں نے صبح ناشتہ بھی نہیں کیا کیونکہ آج میں نے اپنا تھیسز سبمٹ کرنا تھا سوچا تھا ایک بار میرا کام اپروو ہو جائے تو سکون سے پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گی لیکن اس

www.novelsclubb.com

موٹے، گنجے آدمی نے میری اتنی کی کہ میری بھوک مر گئی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے تم مجھے زیرو کیلریز پر اپنے ساتھ پیدل چلا رہے ہو تو مجھے تم پر پیار تو آنے سے رہا نہ۔" زلیخا جل رک بولی۔

"تمہارا مسئلہ تو بہت گھمبیر ہے پہلے اسے حل کرتے ہیں۔" رائڈ نے کھڑے کھڑے آس پاس نظریں گھمائیں۔ ان سے کچھ ہی فاصلے پر ایک فوڈ ٹرک تھا رائڈ اس کی جانب بڑھ گیا۔

وہ دونوں اب بینچ پر بیٹھے چٹنی کے ساتھ سپرنگ رولز کھا رہے تھے۔ "تمہارا تھیسز کیوں ٹھیک نہیں ہوا؟"

"میں نے تو اپنی طرف سے سو فیصد ٹھیک کیا تھا لیکن سوپر وائزر نے بہت غلطیاں نکالیں۔ یہ آسٹریلیا کے لوگ زیادہ خشک مزاج اور بد دماغ نہیں ہوتے۔ پتہ نہیں کس بات کا زعم ہے انہیں۔ ہنہ۔" اس نے نخوت سے کہہ کر سر جھٹکا۔

"یونو پاکستان اور یہاں کے ایجوکیشن سسٹم میں زمین آسمان کا فرق ہے اور آسٹریلیا جیسے لوگ تمہیں اور کہیں نہیں ملیں گے اس سے زیادہ خوش مزاج انگریز ہو ہی نہیں سکتے اور یہ آسیز مغرور نہیں ہوتے یہ ہر اس انسان کی قدر کرتے ہیں جو محنتی ہوتا ہے اور ہر اس انسان سے بدل ہو جاتے ہیں جو ان کے اصولوں کے خلاف چلے۔ تم ابھی یہاں نہیں ہو ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو گی تو ان کے طور طریقے سمجھ جاؤ گی۔"

زلیخا نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

میں تمہاری ہیلپ کر سکتا ہوں ان غلطیوں کو ٹھیک کرنے میں۔ دوبارہ کب چیک کروانا ہے؟" رائد کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔

"تم کیسے کرو گے؟" زلیخا نے بمشکل منہ میں موجود نوالا نگلا اور بولی۔

"ایکسکیوزمی۔ تم جانتی نہیں ہو میں کتنا بریلینٹ سٹوڈنٹ رہ چکا

ہوں۔" رائد اسے جتا رہا تھا۔

"مجھے کیسے پتہ ہو گا۔ تم مصروف بھی ہو جب تم اپنی گرل فرینڈ کو ٹائم نہیں دے سکتے تو میرا کام کیسے کرو گے؟" زلیخا سوال پر سوال پوچھ رہی تھی۔

رائد نے سرد آہ بھری۔ زلیخا اور اس کے فضول سوالات۔ "میں تمہارے کام کے لیے ٹائم نکال سکتا ہوں تاکہ تم بعد میں جلدی سے میرا کام کر دو۔"

زلیخا نے جلدی سے بچا ہوا رول منہ میں ڈالنے کے بعد اس کی طرف گردن موڑ کر استفسار کیا۔ "اور اس کے لیے؟"

www.novelsclubb.com

"یہ تم لڑکیوں کو ایک دوسرے سے اتنی ہمدردی کیوں ہوتی ہے؟" رائد چڑ کر بولا۔ "ایسا نہیں ہے کہ میں اسے ٹائم نہیں دیتا مسئلہ یہ ہے کہ میں اسے اتنا ٹائم نہیں دیتا جتنا وہ چاہتی ہے۔ میں اپنے بابا کا بڑا بیٹا ہوں ان کا سارا بزنس مجھے سنبھالنا ہے چاہے میری مرضی ہو یا نہ۔ حنان کے پاس چوائس ہو سکتی ہے لیکن میرے

پاس کبھی ایسی کوئی چوائس نہیں رہی۔ میں نے بزنس نہیں پڑھا ہوا نہ ہی میں نے کہیں کام کیا ہوا ہے مجھے محنت کر کے ہر چیز کو سمجھنا اور سیکھنا ہے۔ ان سب میں اسے بھی تو سمجھنا چاہیے۔" رائد نے مایوسی سے کہتے ہوئے آخر پر گہری سانس خارج کی۔

زلیخا کچھ کہنے والی تھی جب رائد کا فون بجا تھا۔ رائد نے جیکٹ کی جیب سے فون نکال کر نام دیکھا تھا اوپر امائرہ کالنگ لکھا جگمگا رہا تھا۔ اس نے کال اٹھانے کی بجائے کاٹ دی اور کچھ ٹائپ کرنے لگا۔ پھر رول کی تصویر بنا کر کسی کو بھیجی اور فون بینچ پر رکھ دیا۔

"تمہاری بہن؟"

رائد نے ہولے سے سر اثبات میں ہلایا۔ اب وہ سڑک پر چلتے ہوئے لوگوں کو دیکھتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو بات کر لو۔"

"گھر جا کر کر لوں گا۔" اس کا انداز ٹالنے والا تھا۔ "تم نے پہلے کبھی سڈنی کا سٹریٹ فوڈ ٹرائے کیا ہے۔"

"اونہوں مجھے تسلی نہیں ہوتی کہ یہ حلال ہو گا اس لیے نہیں کھاتی۔"

"میں بھی پہلے نہیں کھایا کرتا تھا کیونکہ ماما نے ہمیں سختی سے سمجھایا ہوا تھا کہ یہ سب صحت کے لیے ٹھیک نہیں۔ امائرہ ٹینس کھیلتی تھی تو اگر اس کا کوئی میچ شہر سے دور ہوتا تھا یا دوسرے شہر میں ہوتا تھا تو کبھی کبھی بابا مجھے اس کے ساتھ بھیجتے تھے ۔اس نے مجھے سڈنی کے سارے لوکل کھانوں سے متعارف کروایا بہت شوق سے کھاتی تھی وہ یہ سب اور مجھے بھی یہی کہہ کر کھلاتی تھی کہ ابھی کون سا تمہاری ماما یہاں ہیں، وہ کون سا تمہیں دیکھ رہی ہیں۔"

"سو یو یوز ڈ ٹو بھی آماماز بوائے۔" وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے چڑانے والے انداز میں

www.novelsclubb.com

بولی تھی۔

"ناٹ ایٹ آل۔" رائد نے فوراً اس کی نفی کی تھی پھر وہ دونوں ہنسنے لگے۔

✡✡✡✡✡

بہت دیر کوشش کرنے کے بعد جب ولی اس سوچ کو ذہن سے جھٹک نہیں پایا تو اس نے امائرہ کو کال کی۔ دوسری تیسری بیل پر کال اٹھالی گئی تھی۔ "امائرہ تم گھر پہ ہو یا یونیورسٹی ہو؟"

"گھر۔" امائرہ نے کروٹ بدلتے ہوئے جواب دیا تھا۔ اس کی نظر کھڑکی کے پردوں سے آتی ہوئی روشنی کی کرنوں پر پڑی۔

"ہم آج مل سکتے ہیں۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"جی آپ آجائیں گھر۔" امائرہ آنکھیں ملتے ہوئے بولی۔

"اوکے۔" ولی نے کال کاٹ دی۔اپنی گاڑی کی چابی اور فون اٹھاتا وہ اپنے کیبن سے نکل کر لفٹ کی جانب بڑھ گیا تھا۔کچھ ہی دیر بعد وہ امائرہ کے گھر کے باہر کھڑا ہارن بجا رہا تھا۔پانچ منٹ بعد گھر کا گیٹ کھلا تھا اور اسے امائرہ آتی دکھائی دی تھی۔عام سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس بالوں کو ڈھیلی ڈھالی پونی میں مقید کیے وہ بیزار سی اس کی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"کیا کہنا ہے آپ نے؟" امائرہ ولی کا حال احوال جاننے کے بعد سید ھا مدعے پر آئی تھی۔اسے ولی آج خاصا سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"بیٹھو میں بتاتا ہوں۔"

"نہیں میری طبیعت نہیں ٹھیک۔میں کہیں نہیں جاسکتی۔" امائرہ پونی سے نکلتی لٹوں کو کوفت سے کانوں کے پیچھے اڑستی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"میں دس منٹ تک تمہیں واپس ڈراپ کردوں گا۔" اس بار ولی کا انداز حتمی تھا۔

www.novelsclubb.com

امائرہ بھی مزید کچھ کہے بغیر دوسری جانب بڑھ گئی تھی اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی تھی۔ولی نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔امائرہ کو شاہزیب کی کال آ رہی تھی لیکن اس نے اسے نظرانداز کر دیا تھا۔"جی کیا کہنا ہے آپ نے۔"اب امائرہ کو بے چینی ہو رہی تھی۔

"فواد تین سبجیکٹس میں فیل ہوا ہے اور یہ بات ابھی تک بھائی یا بھابھی کو نہیں پتہ۔"ولی کا انداز سرد تھا۔الہان الیکشنز میں مصروف تھا اور پاکیزہ کچھ دنوں کے لیے اپنے مائیکے گئی ہوئی تھی اس لیے ولی الہان کے کہنے پر فواد کی میٹنگ اٹینڈ کرنے گیا ہوا تھا اور تبھی اسے پتہ چلا تھا کہ اس نے کوئی کلب جوائن کیا ہوا ہے۔

امائرہ کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ اسے کیا کہے۔وہ خاموشی سے ولی کو دیکھتی رہی تھی۔شاید اسی وجہ سے حمزہ اسے منع کر رہا تھا کہ اسے فواد کے معاملات سے دور رہنا چاہیے تھا۔

"امائرہ تمہیں مجھے بتانا چاہیے لیکن تم نے ایک بار مجھے انفارم کرنے کی زحمت نہیں کی۔" ولی کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا وہ فواد کو لے کر فکر مند تھا۔

"آئی ڈونٹ تھنک سوا اس کے بعد ہماری بات نہیں ہوئی۔ ورنہ میں آپ کو بتا دیتی۔ ایک منٹ فواد نے گھر نہیں بتایا کہ وہ اکیڈمی جا رہا ہے۔" امائرہ کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔

ولی نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ گھر بتا دے۔" امائرہ اپنی بات پر زور دے کر بولی تھی۔

"لیکن اس نے نہیں بتایا۔ تم مجھے یا الہان بھائی کو تو بتا سکتی تھی امائرہ۔ وہ ان کا بچہ ہے یار انہیں پتہ ہونا چاہیے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ تم اتنی غیر ذمہ دار اور لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہو؟"

www.novelsclubb.com

امائرہ کو اپنے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے ابھرتے محسوس ہوئے تھے۔"آپ کو پتہ ہے بچے کیوں اپنے ماں باپ سے جھوٹ بولتے ہیں۔جب انہیں لگتا ہے کہ انہیں ماں باپ انہیں سپورٹ نہیں کریں گے۔"

"ایکسکیوزمی تم اب اس چیز کا بھی بلیم نہیں لو گی امائرہ۔"ولی کی آواز بلند ہوئی تھی۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔وہ بچہ کھیلنا چاہتا ہے اور اس میں پوٹینشیل بھی ہے۔ آپ اس کے پچھلے مہینے کی کو کریکولر ایکٹیویٹیز کے رزلٹز دیکھ لیں ان سب میں وہ سو فیصد رزلٹ دے رہا ہے لیکن ہاں پھر بھی آپ سب کی سوئی تو ایک ہی جگہ پر اٹکی ہے کہ اس تھرڈ کلاس ایجوکیشنل سسٹم میں پڑھو اور ڈگریز کرو کیونکہ سپورٹس کا کوئی فیوچر نہیں۔بچوں سے بھی غلطی ہو جاتی ہے اسے وقت تو دیں وہ آہستہ آہستہ پڑھائی اور سپورٹس کو ساتھ ساتھ مینج کر لے گا۔آپ خود کہتے ہیں کہ ڈیڈ نے آپ کو بہت سپورٹ کیا ہے تو پھر آپ بھی ایک اچھے چاچو بن کر دکھائیں۔"امائرہ روانی

میں بولتی جارہی تھی۔دل کی دھڑکن بڑھ رہی تھی۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھارہاتھا۔

"امائرہ لسن۔۔۔۔۔۔"

"گاڑی روکیں۔"امائرہ کواپنی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی۔

اگلے ہی لمحے ولی نے بریک کر پاؤں رکھا تھا۔امائرہ فوراگاڑی کادرواز کھول کر باہر نکل گئی تھی اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئی ساتھ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"امائرہ آر یواوکے ؟"ولی فوراًاُس کی جانب بڑھا تھا۔

امائرہ نے جواب نہیں دیا۔اس کا فون بار بار بج رہا تھااس نے غصے سے فون کوپرے پھینکا تھاوہ بل کھاتاہوادور جا گرا۔"گیٹ آؤٹ آف مائے لائف۔"وہ حلق کے بل چیخی تھی کچھ دیر وہیں بیٹھنے کے بعد وہ اٹھی اور عین ولی کے مقابل کھڑی

ہوئی۔اب وہ بہت حد تک سنبھل چکی تھی۔

"آپ غور سے سن لیں۔آئندہ میں کبھی فواد سے بات نہیں کروں گی۔آپ اس کو بنا لیں ڈاکٹر اور انجینیر، پائلٹ میری بلا سے۔میری طرف سے ساری دنیا بھاڑ میں جائے آئی ڈیم کیئر۔"امائرہ غصے سے کہہ کر پیچھے مڑ گئی۔

"جا کہاں رہی ہو تم؟"ولی ہکا بکا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

"گھر جا رہی ہوں میں آپ نے لڑلی ہے نہ ورلڈ وار تھری۔میرا ذہنی سکون تباہ کر کے ہی ساری دنیا کو سکون ملنا ہوتا ہے۔"ماتھے سے پسینے کے قطرے پونچھتی وہ چڑ کر بولی تھی۔اس کے ہاتھ مسلسل کپکپا رہے تھے۔

سامنے سے آتی سفید رنگ کی گاڑی کو آتا دیکھ کر اس نے بے اختیار چہرے پر ہاتھ رکھا۔گاڑی کی برق رفتاری میں کمی آئی۔ونڈ سکرین نیچے ہوئی تھی۔"یہاں کیا کر رہی ہو امائرہ؟"زاہد ماموں تفتیشی انداز میں پوچھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں وہ گھٹن ہو رہی تھی گاڑی میں۔۔۔۔تو سوچا تازہ ہوا لے لوں۔" اس کے منہ میں جو آیا تھا وہ بولتی گئی۔

"بیٹا گھر جا کر آرام کرو۔یوں سڑک پر کھڑا بندہ اچھا نہیں لگتا۔" وہ اپنے ازلی نصیحت کرنے والے انداز میں بولے تھے ساتھ ایک نظر اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ولی پر ڈالی۔

امائرہ نے سر ہلایا۔وہ گاڑی آگے بڑھ گئی۔امائرہ بھی ولی کی جانب مڑ گئی۔"آئی ایم سوری۔میری کل سے طبیعت ٹھیک نہیں ہے بہت اینزائٹی ہو رہی ہے اس لیے اتنے موڈ سونگز ہو رہے ہیں۔آپ مجھے گھر چھوڑ دیں پلیز۔" امائرہ معذرت خواہانہ انداز میں بولی۔

"آئی تھنک یو نیڈ ٹو گو ٹو ہوسپٹل۔" ولی تشویش سے کہہ رہا تھا۔

امائرہ نے اسے گھورا۔"نہیں یہ سب کونسی کوئی نئی چیز ہے۔میڈیسن لوں گی تو

ٹھیک ہو جاؤں گی۔" وہ برا مان گئی تھی۔

"امائرہ کوئی پریشانی ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہے۔" ولی نے اسے کندھوں سے تھام کر بہت نرمی سے پوچھا۔

امائرہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا کیا وہ اس شخص پر بھروسہ کر سکتی تھی۔" کل رزلٹ آیا ہے لاسٹ سمیسٹر کا۔ایک سبجیکٹ میں فیل ہوں۔میں زندگی میں کبھی فیل نہیں ہوئی پاس تو ہو ہی جاتی ہوں۔اب میں نے یونیورسٹی چھوڑ دینی ہے ۔فضول کی ٹینشن۔میں نے کون سا کچھ بننا ہے۔" بولتے بولتے کب اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اسے پتہ ہی نہیں چلا۔اس نے فوراً ہتھیلیوں سے ان آنسوؤں کو پونچھا۔

"اٹس اوکے۔یونیورسٹی میں یہ سب چیزیں ہو جاتی ہیں اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" ولی کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"ایکچوئلی میرا کوئی بری انٹینشن نہیں تھی میں بس چاہتی ہوں ہر بچے کے شوق ،اس کے خواب پورے ہوں۔اس کے اندر کوئی محرومی نہ رہے۔اس لیے میں نے حمزہ کو سپورٹ کیا،اسی لیے میں چاہتی ہوں فواد فٹ بال کھیلے۔لیکن شاید میں غلط ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔میں نیکسٹ ٹائم کیئر فل رہوں گی۔"

ولی نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔اسے سمجھ نہیں آیا وہ امائرہ سے کیا کہے۔

"چلیں گھر۔"

www.novelsclubb.com

"تم نے اپنا فون توڑ دیا۔"ولی کا اشارہ نیچے زمین پر گرے آئی فون کی طرف تھا۔

امائرہ نے نیچے جھک کر فون اٹھایا تھا۔آن کرنے کی کوشش کی لیکن وہ آن نہیں ہوا تھا۔اس نے اتنے زور سے فون پھینکا تھا کہ اس کی ساری سکرین ٹوٹ گئی تھی۔"

کوئی بات نہیں نیا خرید لوں گی۔"

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے ولی نے گاڑی پیچھے موڑنے کی بجائے آگے بڑھادی تھی اور امائرہ اسے دیکھتی رہی تھی۔"مجھے گھر جانا ہے۔" وہ فوراً بولی۔

"چلیں جائیں گے۔" ولی نے سامنے سڑک کی جانب دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

ولی ایک موبائل پلازا کے باہر رکا تھا۔"میں پانچ منٹ میں آتا ہوں۔" امائرہ اسے جاتا دیکھتی رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اسے واپس آتا دکھائی دیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ساتھ ہی اس نے نیا فون امائرہ کی جانب بڑھایا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں تھی میں خرید لیتی۔"

www.novelsclubb.com

"بیوی ہو میری۔ تم پر خرچ نہیں کروں گا تو کس پہ کروں گا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

امائرہ نے ابرو اچکائے تھے۔"شکریہ۔"

"میں چاچو کو کال کر رہا ہوں ان سے بات کر لینا۔"

"مجھے نہیں بات کرنی ان سے۔ پورے مہینے بعد یاد آتا ہے انہیں مجھے کال کرنا۔" امائرہ کا لہجہ اٹل تھا۔

"فائن۔" ولی نے زیادہ بحث نہیں کی تھی۔ امائرہ کے موڈ کا کیا پتہ تھا پل میں تولہ پل میں ماشا۔

وہ اسے ایک ریستورانت لے آیا تھا۔ "مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"آخری بار ٹھیک سے کھانا کب کھایا تھا؟"

"پرسوں دوپہر۔" امائرہ نے تھوڑا سوچ کر جواب دیا۔ اس رات طاہر کے حمزہ کو ڈانٹنے کے بعد ایک نوالہ بھی اس کے حلق سے نیچے نہیں اترا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ لوگ کھانا کھاتے ہوئے کسی کو کیوں اس طرح کی بات کہہ دیتے تھے جو انہیں ہرٹ کرتی۔ کیا انہیں نہیں پتہ ہوتا کہ اس طرح بھوک ختم ہو جاتی ہے۔ اسی

www.novelsclubb.com

طرح کئی بار رائد، حنان اور عنیزہ کے طنز سننے کے بعد وہ کھانا کھائے بغیر ٹیبل سے اٹھ جایا کرتی تھی۔

"زندہ کیسے ہو؟" ولی کے ماتھے پر بل پڑے۔

امائرہ ہلکا سا مسکرائی۔ "بس اللہ کا کرم ہے۔" اس نے کچھ محسوس ہونے کے بعد گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ ان سے آگے دو تین ٹیبل چھوڑ کر ایک ٹیبل پر تین لڑکیاں بیٹھی ان کی طرف دیکھ رہی تھیں اور وہ مسلسل ایک دوسرے کو کچھ بتا رہی تھیں۔ امائرہ نے گردن سیدھی کر لی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ کھا لو پھر ہمارے گھر چلتے ہیں۔"

"میں کہیں نہیں جا رہی اس حلیے میں آلریڈی آدھا لاہور دیکھ لیا۔" امائرہ نے صاف صاف منع کیا۔

ولی مسکرایا۔ "اچھی لگ رہی ہو ڈونٹ وری۔"

"آئینہ دیکھ کر آئی تھی میں۔" امائرہ نے برا سامنہ بنایا۔

کھانا آگیا تو امائرہ بہت حوصلے صبر کے ساتھ اسے کھانے لگی جبکہ ولی شیک پیتے ہوئے اپنے فون پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"تمہیں کب سے یہ ایشوز ہیں؟" اس نے ایک لمبے توقف کے بعد سوال کیا تھا۔

امائرہ نے ایک گہری سانس خارج کی۔ "جب تک میں سڈنی میں تھی میں ٹھیک تھی، میں ہر پرابلم کو اوور کم کر لیتی تھی لیکن سڈنی چھوڑنے کے ساتھ ہی بہت کچھ میرے ہاتھوں سے چھوٹ گیا۔ میں مینٹلی بہت ویک ہوتی گئی شاید میں تھک چکی تھی خود سے، دوسروں سے لڑتے ہوئے۔ میری ڈاکٹر کہتی ہیں کہ مجھے بہت سالوں سے اینزائٹی تھی لیکن اٹ بیکیم ورس جب میں پاکستان آئی۔ تب سے میں سائیکاٹرسٹ کے پاس جا رہی ہوں۔"

"ایک منٹ تمہیں اتنے سالوں سے ڈپریشن ہے؟" ولی نے ابرو اچکائے تعجب

بھرے انداز میں پوچھا۔

امائرہ نے شانے اچکائے۔"کیونکہ اتنے سالوں میں میری زندگی میں کچھ بدلا بھی تو نہیں۔"

"کیا تمہیں اکثر پینک اٹیک آتے ہیں؟"

امائرہ نے نفی میں سر ہلایا۔"ڈپریشن ذہنی بیماری ضرور ہوتی ہے لیکن اس میں آپ کو دورے نہیں پڑتے۔بس آپ کا ہر چیز سے دل اٹھ جاتا ہے۔آپ بیٹھے بیٹھے برا محسوس کرنے لگتے ہو۔آپ کو برے برے وسوسے آتے ہیں۔آپ کے اندر اپنی زندگی میں بہتری لانے کی امید ختم ہو جاتی ہے۔آپ کی زندگی ایک ہی پیٹرن کے گرد گھومتی رہتی ہے۔اٹس لائک آ سلو پوئزن۔کبھی کبھی میں واقعی خوش ہوتی ہوں میں اچھا محسوس کرتی ہوں پھر۔۔۔۔۔"

"پھر؟؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ماما اور ڈیڈ میں سے کوئی پاکستان آجاتا ہے۔" امائرہ نے برگر ختم کر کے کوک کا آخری گھونٹ بھرا۔ اسے واقعی بھوک تھی۔

ولی نے ابرو اچکا کر اسے گھورا۔

"جوک تھا۔ فون اور کھانے کے لیے شکریہ۔" امائرہ تشکرانہ انداز میں بولی۔ "اب گھر چلیں۔ مجھے سونا ہے۔"

ولی نے بل پے کیا اور وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ وہ تینوں لڑکیوں نے ایک ساتھ انہیں دور جاتا دیکھا۔ "ہی واز مور ہینڈ سم۔" ایک لڑکی نے ختمی انداز میں کہا۔

"لڑکی زیادہ پیاری تھی۔" دوسری لڑکی نے اس کی نفی کی۔

✡✡✡✡✡

امائرہ حلیمہ بیگم کے ساتھ بیٹھی جیو نیوز پر چلتا ہوا ٹاک شو دیکھ رہی تھی جس میں ہر

سیاسی جماعت کے کارندوں کے کیے جانے والے کرتوتوں پر بحث کی جارہی تھی تبھی حمزہ اور طاہر داخل ہوئے۔طاہر صاحب وہیں بیٹھ گئے لیکن حمزہ چپ چاپ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔امائرہ نے کافی دیر سوچنے کے بعد حمزہ کو ٹیرس پر آنے کا میسج کیااور وہاں سے اٹھ گئی۔

حمزہ کپڑے تبدیل کر کے فوراً ٹیرس پر آیا تھاجہاں امائرہ پر سکون بیٹھی انسٹا گرام سکرول کر رہی تھی۔"کہو کیا کہنا ہے؟"حمزہ کاانداز سنجیدہ تھا۔

"سوری۔"امائرہ نے فون گود میں رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"اس کی ضرورت نہیں تم مجھے یہ بتاؤ ہوا کیا تھا تمہیں۔"حمزہ اس کے پاس بیٹھا ۔اس کے انداز میں کہیں کوئی ناراضگی نہیں تھی۔

"میں ایک سبجیکٹ میں فیل ہو گئی۔"امائرہ منہ بنا کر بولی۔

"تم خود کہتی ہو زندگی یہ سکول،کالج کے مسئلوں سے بہت بڑی ہے تو تم اب اتنی

فکر کیوں کر رہی ہو۔"

"ہاں بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم مجھے فکر نہیں کرنی چاہیے۔"امائرہ نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔"تمہارا نام آیا ہے نیشنل کپ میں؟"امائرہ نے جان بوجھ کر گفتگو کا موضوع بدل دیا۔

"اتنے سالوں سے کھیل رہا ہوں اگر ڈومیسٹک کی بیس پر سلیکشن ہونی ہوتی تو اب تک ہو چکی ہوتی۔اس لیے میں بابا کے ساتھ فیکٹری جاؤں گا اور اس سیزن نہیں کھیلوں گا۔وہ صحیح کہتے ہیں میں ان کی اکلوتی اولاد ہوں مجھے ذمہ دار ہونا پڑے گا۔کب تک وہ اکیلے ہر مسئلے کو ڈیل کریں گے۔"

"حمزہ میں کوئی نہیں ہوتی تمہارے اور ماموں کے مسئلوں میں بولنے والی اس لیے میں نے کبھی انٹرفیئر بھی نہیں کیا لیکن تمہیں اتنی جلدی ناامید نہیں ہونا چاہیے ۔تم ابھی بائیس تئیس سال کے ہو،پاکستان میں کتنے لوگ ہیں جو چھبیس،ستائیس

،اٹھائیس سال یا پھر اس سے بھی زیادہ عمر ہو جانے کے بعد سلیکٹ ہوتے ہیں۔ تم اپنے ارد گرد دیکھو تمہیں کتنی مثالیں مل جائیں گی جو تم سے اچھے پلیئر ہوں گے ،ان کی ایج بھی زیادہ ہو گی لیکن وہ کبھی سلیکٹ نہیں ہوئے ہوں گے۔"

"اسی چیز سے تو ڈر لگتا ہے امائرہ۔ اگر میں کبھی سلیکٹ نہ ہوا، اگر میں صرف انتظار کرتا رہ گیا۔ مجھے ان جیسا نہیں بننا۔" حمزہ کا ذہن الجھا ہوا تھا یا پھر وہ مایوس ہو چکا تھا۔

"اوکے۔ چھوڑ دو کرکٹ۔ میں بھی یونیورسٹی چھوڑ رہی ہوں، میرے لائق کوئی کام ہو افیکٹری میں تو بتا دینا۔" امائرہ سہولت سے بولی۔ حمزہ اپنا اچھا برا جانتا تھا اس لیے امائرہ نے مزید اسے کھیلنے پر اصرار نہیں کیا۔

"ہاں ضرور۔" حمزہ ہنس دیا۔ "ایکچوئلی میرا کوچ کہہ رہا تھا کہ شاید اس بار بگ بیش لیگ میں میرا نام آئے اس لیے میں تھوڑا سا بریک لینا چاہتا ہوں۔" حمزہ نے بہت آسان الفاظ میں اسے اپنے حصے کی کہانی سنائی تھی۔

"یہ بات تم مجھے پہلے بھی بتا سکتے تھے۔ خیر تم آسٹریلیا جاؤ گے۔" امائرہ نے پرجوش انداز میں کہتے ہوئے اپنا رخ اس کی جانب موڑا۔

"ابھی کنفرم نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ چلو گی؟"

امائرہ نے نفی میں گردن ہلائی۔ "میں اب کبھی آسٹریلیا نہیں جاؤں گی کبھی بھی نہیں۔"

ولی ابھی ڈنر کر کے اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اسے ابھی نیند نہیں آئی تھی اس لیے وہ بک شیلف کی جانب بڑھ گیا جہاں بہت سی کتابیں تھیں ایک کتاب اٹھائی اور بیڈ پر بیٹھ گیا اگلے ہی لمحے اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون پر پڑی تو خود بخود امائرہ کا خیال آیا۔ اس نے کتاب بیڈ پر رکھ کر فون پکڑا اور کسی کو کال کر کے فون کان سے لگایا۔ "ہیلو چاچو۔ کیسے ہیں آپ؟"

"میں ٹھیک۔ تم اپنا حال سناؤ کیسا چل رہا ہے بزنس؟"

www.novelsclubb.com

"جی اچھا چل رہا ہے وہ مجھے امائرہ کے بارے میں بات کرنی تھی۔" وہ جھجکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔یوں اپنے سسر سے اس کی بیٹی کی بات کرنا عجیب لگ رہا تھا۔

"کیا کیا ہے اب اس لڑکی نے؟" شاہزیب فوراً سیدھے ہو کر بیٹھے تھے۔

"چاچو۔۔۔وہ ٹھیک نہیں ہے۔بہت سٹرگل کر رہی ہے اپنی مینٹل ہیلتھ کے ساتھ۔میں سوچ رہا تھا کہ میں اس کی سائیکاٹرسٹ سے بات کروں اور کوئی حل تلاش کروں جس سے کم از کم وہ بہتر تو ہو۔"

شاہزیب کچھ لمحے یونہی بیٹھے رہے پھر بولے۔"میں تمہیں نمبر بھیجتا ہوں تم اس کی ڈاکٹر سے بات کر لینا۔کافی اچھی اور تجربہ کار ماہرِ نفسیات ہے۔کچھ ہوا ہے امائرہ کو؟ تم ملے تھے اس سے؟"

"جی۔۔۔۔۔۔وہ کسی سبجیکٹ میں فیل ہوئی ہے اسی وجہ سے پریشان تھی۔"

"ایک تو یہ لڑکی بھی۔۔۔۔خیر میں بات کرتا ہوں اس سے۔جب پڑھنا نہیں تو

فیل ہی ہونا ہے۔" شاہزیب نے سرد آہ بھری۔

ولی مسکرایا تھا۔ "گڈ نائٹ چاچو۔"

"گڈ نائٹ۔"

کال بند ہوگئی۔ شاہزیب نے امائرہ کا نمبر ملایا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ امائرہ اس وقت جاگ رہی ہوگی۔ ہمیشہ کی طرح فون بجتا رہا اس نے کال نہیں اٹھائی تھی ۔شاہزیب نے دوبارہ کال کی۔

امائرہ نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا تھا۔ "ہیلو۔" امائرہ نے ریموٹ سے ٹی وی کا والیوم کم کیا تھا۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں۔" امائرہ نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔ وہ ریموٹ کا بٹن دباتے

www.novelsclubb.com

ہوئے کچھ دلچسپ ساڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"امائرہ تم جس بھی سبجیکٹ میں فیل ہوئی ہو اسے ریپیٹ کر لینا۔کچھ نہیں ہوتا۔یونیورسٹی لائف میں یہ سب ہو جاتا ہے۔اور خبردار جو تم نے پڑھائی چھوڑنے کی بات کی۔ جیسے تیسے اس ڈگری کو ختم کرو۔ تم نے کون سا کوئی جاب کرنی ہے ۔چاہے دس سمیسٹر لگیں اس کو ختم کر لینا۔گاٹ اٹ؟"شاہزیب کا انداز بے لچک اور سنجیدہ تھا۔

"جی۔"امائرہ نے بیزاری سے ٹی وی کی رکی ہوئی سکرین کو دیکھا۔

"کتنے دن ہوئے ہیں یونیورسٹی گئے ہوئے؟"شاہزیب اپنے ازلی تفتیشی انداز میں پوچھ رہے تھے۔

"پورا ہفتہ نہیں گئی۔"

www.novelsclubb.com

"کل ضرور جانا۔جو بھی مسئلہ ہو گا مجھے بتادینا میں دیکھ لوں گا۔یہ پاس فیل ہونے کی ٹینشن مت لو تم۔میں نے کبھی تم سے یہ ایکسپیکٹ نہیں کیا کہ تم بڑے بڑے معرکے مارو بس جس کام کو شروع کیا ہے اسے ختم کرو اور اگر نہیں کر سکتی تو ایک ہی آپشن ہے تمہارے پاس شادی کرلو۔"

"میرے مسئلے میں نے ہمیشہ خود ہی ہینڈل کیے ہیں اب بھی کرلوں گی۔آپ میری فکر نہ کریں۔اللہ حافظ۔"اس نے روکھے انداز میں کہہ کر کال کاٹ دی۔یہ فیل ہونے والی بات بھی ضرور ولی نے ہی ڈیڈ کو بتائی ہو گی۔ایک ہی لمحے میں اسے یہ شخص اسے اتنا اچھا لگنے لگ جاتا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ دل سے بھی اتر جاتا تھا۔

✡✡✡✡✡

رائد پر سکون نیند سو رہا تھا جب بلیوں کے لڑنے کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھا اور ان بلیوں کے پاس آیا نرمی سے ان کی پشت کو

سہلایا۔نارمل ہو کر ان میں ایک انگڑائی لینے گئی اور دوسری دم ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔

رائد نے ہیلی کو آواز دے کر انہیں دودھ پلانے کا کہا اور واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

وہ اپنے کمرے سے نکلا تو حنان سبز ٹی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہنے، بالوں کو جیل لگائے، گاڑی کی چابی ہاتھ میں پکڑے کھڑا شاہزیب سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"کہاں؟"

"دوستوں کے ساتھ گولف کھیلنے جارہا ہوں۔ چلو گے؟"

www.novelsclubb.com

رائد نے سر نفی میں ہلایا اور شاہزیب کو دیکھا جو اس کی بات سننے کے بعد اخبار کی جانب متوجہ ہو گئے۔"ناشتہ لگوادوں؟"عنیزہ نے اسے مخاطب کیا۔

"نہیں مجھے ایک کام ہے باہر سے کر لوں گا۔"رائد اسے بتا کر حنان کے پیچھے ہی نکل گیا۔ان دونوں کا پورچ میں سامنا ہوا تھا۔"میری گاڑی کو ہاتھ بھی مت لگانا

۔جہاں جانا ہے میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔"رائد نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی اچکی تھی۔

"فائن۔"حنان چپ چاپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"تم نے سنا؟"حنان فون پر جھکا میسج ٹائپ کرتے ہوئے بولا۔

"کیا؟"رائد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"امائرہ فیل ہو گئی۔"حنان نے میسج بھیج کر فون جیب میں ڈال دیا۔

"تو؟"

"آئی ایم سرپرائزڈ۔جو بھی ہے وہ اتنی نالائق نہیں ہے کہ وہ فیل ہو جائے۔"حنان کے لہجے میں امائرہ کے لیے ہمدردی تھی۔

"یہ تم کہہ رہے ہو جو ہمیشہ اس کے گریڈز پر اسے ڈی گریڈ کرتے آئے ہو۔خیر

فیل تو کوئی بھی ہو سکتا ہے ضروری نہیں ہوتا کسی کے فیل ہونے کی وجہ اس کا نالائق پن ہی ہو۔ اگر تمہیں اس کے لیے برا لگ رہا ہے تو کال کر لو۔"

حنان نے آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورا۔ "پہلی بات وہ میرے سارے میسج اگنور کر دیتی ہے لیکن ان کیس اس نے میرا اس طرح کا کوئی میسج پڑھا جس میں میں اسے اس کے فیل ہونے پر موٹیویٹ کر رہا ہوں اور جواب دینے کا سوچا تو یقیناً اس جواب میں وہ مجھے ماضی میں ہوئے ان سارے واقعات کے حوالے دے گی جہاں میں لوزر تھا اور وہ ونر اس کے بعد وہ مجھے بتائے گی کہ ان گریڈز کا پریکٹکل لائف میں کوئی سکوپ نہیں ہوتا۔ ہمدردی تک بات ٹھیک ہے مجھے اس سے اپنی کروانے کا کوئی شوق نہیں۔" حنان نے ایک سانس میں امائرہ کی جانب سے ہونے والے ردِ عمل کی روداد سنائی۔

رائد بہت زور سے ہنسا تھا۔ "شی از رائٹ۔ یہ گریڈز واقعی میٹر نہیں کرتے۔ میں

بھی ساری زندگی انہی کے پیچھے بھاگا ہوں۔"

"اس کی ڈگری پر بیٹ لگاتے ہیں مجھے لگتا ہے وہ اپنی ڈگری پوری نہیں کرے گی۔ایک ہزار ڈالرز۔" حنان اپنی عادت سے مجبور پر جوش ہو کر بولا۔

رائد نے شانے اچکائے۔" مجھے یقین ہے اس کی ڈگری پوری نہیں ہو گی بابا اس کی شادی کروادیں گے یا وہ خود چھوڑ دے گی بہت مشکل ہے وہ گریجوایشن کرے۔"

حنان کا سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔"ٹروایکچوئلی۔تم کہاں جا رہے ہو؟"

"زلیخا سے ملنے۔"

www.novelsclubb.com

"تم دونوں زیادہ نہیں مل رہے۔کچھ چل رہا ہے تم دونوں کے درمیان؟" حنان نے پورا رخ اس کی جانب موڑ کر متجسس انداز میں دریافت کیا۔

"واٹ ڈو یو مین بائے دیٹ؟" رائد نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یو آر ناٹ آکڈ جسے میں مطلب سمجھاؤں ویسے اچھی لڑکی ہے۔ سیم سے سو گنا بہتر۔ اگر کبھی وقت ملے تو ضرور سوچنا اس کے بارے میں۔ وہاں سائیڈ پر ڈراپ کر دو مجھے۔ میرا دوست مجھے پک کر لے گا۔" حنان نے اس جگہ کی جانب اشارہ کر کے بتایا۔

رائد نے اسے وہیں اتار دیا تھا۔ اب ڈرائیو کرتے ہوئے حنان کی کہی ہوئی بات مسلسل اس کے ذہن میں چل رہی تھی۔ اس کا فون بجا تھا۔ "میں دو منٹ میں آ رہا ہوں۔" اس نے بات کر کے فون ساتھ رکھ دیا۔ وہ زلیخا کے فلیٹ کے باہر رکا اسے پک کیا۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک ریستورانت آئے تھے جس کے ساتھ سمندر تھا۔ زلیخا کہنی پر ٹھوڑی ٹکائے ساتھ بہتے ہوئے نیلے پانی کو دیکھ رہی تھی جو وقفے سے لہروں کی شکل میں آتا تھا اور ریستورانت کی ریلنگ سے ٹکرا کر واپس چلا جاتا تھا۔ رائد کی مکمل توجہ سامنے موجود

لیپ ٹاپ پر تھی۔

"میں نے جاب چھوڑ دی۔" زلیخا نے لہروں سے نظریں ہٹا کر زید کو مخاطب کیا۔

"کیوں؟" رائد نے یونہی عام انداز میں پوچھا۔

"پرسوں رات مجھ سے ایک آدمی کے کپڑوں پر جوس گر گیا۔ میں نے سوری کہا لیکن پھر بھی اس نے مجھے خالص انگریزی میں اتنی باتیں سنائیں کہ میں نے غصے سے دوسرا جوس کا گلاس بھی اس پر پھینک دیا۔" زلیخا کو اس واقعے کو یاد کر کے نئے سرے سے غصہ چڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

رائد نے چونک کر اسے دیکھا پھر ہنسنے لگا۔ وہ اتنا ہنسا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں جاب سے نکالا گیا ہے۔"

"ہم پاکستانی ہیں ہم کبھی اپنی غلطی نہیں مانتے ہم سارا الزام دوسرے کے سر ڈال کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔"

"تمہاری اس عادت سے تو اچھی طرح واقف ہوں۔" رائد کا اشارہ ان کی پہلی ملاقات کی طرف تھا۔

"اس میں میری کوئی غلطی نہیں تھی۔ میں نے سوچا تمہیں بتا دوں تمہارے بابا کے دوست تھے ایویں تم سے میری شکایت کریں گے کہ میں نے بدتمیزی کی۔"

"اب نئی جاب ڈھونڈو گی؟" رائد نے اس کی جانب دیکھ کر سوال پوچھا تھا۔

"نہیں آرام کروں گی۔ یہ سمیسٹر ختم ہو جائے گا تو روز یونیورسٹی نہیں جانا پڑے گا پھر پاکستان جاؤں گی اور وہاں سے واپس آکر کوئی اچھی سی جاب تلاش کروں گی۔" زلیخا مطمئن انداز میں اسے اپنی پوری پلاننگ بتا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دیٹس گریٹ۔ یہ دیکھ لو ایک دفعہ میں نے اس کا سارا فارمیٹ چینج کیا ہے۔" رائد نے لیپ ٹاپ کا رخ اس کی جانب کیا تھا۔

زلیخا کی ساری توجہ لیپ ٹاپ پر تھی جبکہ رائد کافی پیتے ہوئے اپنا فون نکال کر کسی کو

میسج کر رہا تھا اس نے کچھ سوچنے کے لیے سر اٹھایا تھا جب اس کی نظر داخلی دروازے سے داخل ہونے والے ایک اونچے، لمبے نوجوان پر پڑی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کچھ تھا اور رائد کو اس کی چال اور نظر سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کچھ کرنے والا تھا۔ اس کا رخ ان کے برابر بیٹھی لڑکی کی جانب تھا جس کے بال سرخ تھے اور وہ پریشان سی بیٹھی ناخن چبا رہی تھی۔

رائد نے گردن ٹیڑھی کر کے اس کے ہاتھ میں موجود چیز دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ ایک شیشی تھی جس کے اندر پانی سے ملتا جلتا کچھ تھا لیکن وہ پانی نہیں تھا۔ رائد کا دماغ فوراً کلک کیا تھا۔ "سلفیورک ایسڈ۔" وہ اپنا فون وہیں چھوڑتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ زلیخا نے حیران ہو کر رائد کو دیکھا۔ اس لڑکے نے اس شیشی کا ڈھکن کھول کر پرے پھینکا تھا۔

وہ اسے اس لڑکی پر پھینکنے والا تھا جب رائد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک زوردار مکا اس

کے منہ پر مارا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ریستورانت میں موجود لوگ دو لڑکوں کو آپس میں لڑتے ہوئے ادھر ادھر پٹخ کر پھینکتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ وہ رائد کو گالیاں دے رہا تھا اور رائد اسے۔ زلیخا نے کبھی رائد کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ اسے لگا وہ اس لڑکے کو جانتی ہی نہیں۔ وہ مسلسل اسے رک جانے کا کہہ رہی تھی لیکن رائد تو جیسے اسے سن ہی نہیں رہا تھا۔ وہ حیوانوں کی طرح اسے مار رہا تھا ساتھ خالص انگریزی میں اسے گالیاں دے رہا تھا۔

سرخ بالوں والی لڑکی کانوں پر ہاتھ رکھے سامنے پڑی ہوئی ٹوٹی ہوئی شیشی کو دیکھ رہی تھی جس سے مادہ نکلتا ہوا فرش پر بہہ رہا تھا اور اس جگہ سے فرش کا رنگ لمحوں میں بدل گیا تھا۔ اگر وہ لڑکا سامنے نہ ہوتا تو وہ ایسڈ اس پر گرنا تھا یہ سوچ کر اس کی روح کانپ گئی تھی۔

ریستورانت میں موجود لوگوں میں سے کسی نے پولیس کو کال کی تھی۔ پولیس

منٹوں میں وہاں پہنچی تھی اور اب وہ رائد اور اس لڑکے کو اریسٹ کر رہی تھی۔ وہ لڑکا بار بار پولیس سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ لڑائی رائد نے شروع کی تھی اور اس کے برعکس رائد بالکل خاموش تھا اس کا ہونٹ پھٹ چکا تھا، ماتھے اور گال پر زخم کا نشان تھا۔

"ڈبل ٹو ڈبل فور ٹائپ کرنا میرا فون کھل جائے گا۔ میرے بابا کو کال کر کے بتا دینا اور ٹیکسی لے کر گھر چلی جانا۔" جب پولیس اسے لے کر جا رہی تھی وہ زلیخا کے پاس سے گزرتے ہوئے رک کر دھیمی آواز میں بولا۔

زلیخا نے غائب دماغی سے سر ہلایا۔ پولیس انہیں لے گئی تھی۔ ریستورانت سے لوگ آہستہ آہستہ جا رہے تھے۔ وہاں پر بس زلیخا اور وہ لڑکی رہ گئی۔ "وہ تمہارا بوئے فرینڈ ہے؟" اس لڑکی نے کھوئے ہوئے انداز میں استفسار کیا۔

زلیخا کا سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جسٹ ٹیل ہِم دیٹ آئی ایم ویری تھینک فل ٹو ہِم۔" وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی

۔

زلیخا نے ٹیبل پر پڑا رائد کا فون پکڑا۔ ڈبل ٹو اور ڈبل فور ٹائپ کرنے پر فون کھل گیا۔

اس نے واٹس ایپ کھول کر بابا نامی کانٹیکٹ پر کال کی۔ فون پہلی ہی بیل پر اٹھالیا گیا

تھا۔ "ہیلو انکل۔

"کون؟" شاہزیب جو لنچ کرنے لگے تھے ذرا سیدھے ہو کر بیٹھے۔ ان کے سامنے

بیٹھی عنیزہ نے بھی چونک کر شاہزیب کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"رائد۔۔۔ کو پولیس۔۔۔۔ لے گئی ہے۔" زلیخا کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"کون سے پولیس سٹیشن؟" شاہزیب نے بے اختیار آنکھیں میچیں تھیں۔

"ساؤتھ ویلز کے آس پاس کسی پولیس سٹیشن لے کر گئے ہوں گے۔ میں وہاں پہنچ

کر آپ کو بتاتی ہوں۔" اب کی بار وہ بولی تو لہجے میں روانی تھی۔

"اوکے میں آتا ہوں۔" شاہزیب اسی وقت کھانے کے ٹیبل سے اٹھ گئے۔

زلیخا نے اپنی چیزیں سمیٹیں اور باہر نکل کر ٹیکسی لی اور ٹیکسی والے کو قریبی پولیس سٹیشن جانے کا کہا۔ وہ پولیس سٹیشن آئی تو رائد سامنے لاک اپ میں بند تھا۔ رائد اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ جب اس نے اسے گھر جانے کا کہا تھا تو اسے گھر چلے جانا چاہیے تھا۔

وہ کسی سے بھی بات کرنے کی بجائے ویٹنگ چیئرز پر بیٹھ گئی۔ اس نے شاہزیب کو پولیس سٹیشن کا نام میسج پر بتا دیا تھا۔

سیاہ تھری پیس میں ملبوس آدمی جس کے ساتھ تین وکیل اور ایک ان کا سیکرٹری تھا۔ شاہزیب آس پاس نظریں گھمانے کے بعد زلیخا کے پاس رکے تھے۔ "آپ ٹھیک ہو؟" انہیں لگا تھا انہوں نے اس لڑکی کو کہیں دیکھا ہوا ہے۔

زلیخا نے فوراً سر اثبات میں ہلا یا۔

وہ لاک اپ میں موجود رائد پر ایک نظر ڈال کر پولیس آفیسر کی جانب بڑھ گئے۔اگلے پانچ منٹ میں رائد لاک اپ سے باہر تھا۔پولیس نے اس کا بیان ریکارڈ کرواکر اسے چھوڑ دیا تھا۔زلیخا کو اب سمجھ آئی تھی کہ رائد اتنا مطمئن کیوں تھا۔

شاہزیب رائد کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اس کا سر خود بخود نیچے جھکتا چلا گیا۔"یہ کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا۔"

"آئی ایم سوری۔"وہ اسے جھکے ہوئے سر کے ساتھ دھیمی آواز میں بولا۔

"تم نے کچھ غلط نہیں کیا اس لیے اپنا سر اونچا رکھو۔"شاہزیب نے رائد کی شرٹ کے اوپری بٹن بند کیے جو لڑائی کرتے ہوئے کھل گئے تھے۔ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی زلیخا کو بے اختیار اس لڑکے کی قسمت پر رشک آیا تھا۔

رائد زلیخا کے پاس آیا۔"ڈیڈ کو کال کرنے کے لیے شکریہ۔"

"تم مجھے لڑاکا کہتے ہو میں تو تمہارے سامنے کچھ بھی نہیں ہوں۔"زلیخا نے مسکرا

www.novelsclubb.com

کر اس کا فون اس کی جانب بڑھا دیا۔

"تھینکس۔" اسے فون پکڑتے ساتھ اپنی گاڑی کا خیال آیا تھا۔ "میری گاڑی وہیں ہے بابا۔"

"اسے لو اور جلدی گھر واپس آؤ اور اپنی مرہم پٹی کروا کر آنا ورنہ تمہاری ماں نے مجھے نہیں بخشنا۔" شاہزیب اس کا کندھا تھپک کر کہہ کر آگے بڑھ گئے تھے۔

"چلیں۔" رائد زلیخا کی جانب پلٹ کر بولا تو وہ اس کے ساتھ چل دی۔ وہ ریستورانت پولیس سٹیشن سے تھوڑے سے فاصلے پر تھا اس لیے وہ دونوں پیدل واپس جا رہے تھے۔

"تم ٹھیک ہو زیادہ تو نہیں لگی۔"

رائد نے نفی میں سر ہلا دیا۔

www.novelsclubb.com

"میں اس ریستورانت سے پولیس سٹیشن آنے تک صرف ایک چیز سوچ رہی تھی کہ تم اتنے ریلیکسڈ کیوں تھے؟ تم نے کیوں پولیس کے سامنے خود کو جسٹیفائی نہیں کیا حالانکہ تمہاری تو کوئی غلطی بھی نہیں تھی۔ پھر میں نے تمہارے بابا کو دیکھا تو مجھے سمجھ آئی تم اتنے خاموش اور نارمل کیوں تھے۔"

"میرے بابا اپنے بچوں سے بہت پیار کرتے ہیں وہ ٹیپیکل پاکستانی ڈیڈز سے بہت الگ ہیں اور انہیں ہرگز برداشت نہیں کہ کوئی ان کی اولاد کو نقصان پہنچائے یا انہیں ہرٹ کرے۔ انہوں نے کبھی ہمیں کسی کام سے نہیں روکا۔ مجھے پتہ تھا وہ آئیں گے اور پانچ منٹ میں مجھے باہر نکلوالیں گے اور وہی ہوا۔" رائد نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"بہت خوش نصیب ہو تم لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم کسی بھی کھائی میں کود جاؤ یہ سوچ کر کہ تمہارے بابا تمہیں بچالیں گے۔ اگر وہ ایسڈ تمہارے اوپر گر

جاتا۔۔۔ بر او قت پوچھ کر یا بتا کر نہیں آتا اس لیے تمہیں احتیاط کرنی چاہیے۔"

اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"مجھے لگا تھا تم امپریس ہوئی ہو گی کہ میں نے اس لڑکی کو ایسڈ اٹیک سے بچایا۔" رائد کو جیسے بہت زیادہ مایوسی ہوئی تھی۔

"امپریس نہیں لیکن ڈپریس ضرور ہوئی ہوں۔" زلیخا نے بے اختیار جھر جھری لی۔

"ہم جب چھوٹے تھے ہمیں ایک عورت گھر پر قرآن پڑھانے آتی تھی انہوں نے مجھے ایک بات سمجھائی تھی کہ کیسے نیکی گھوم پھر کر آپ کے پاس پہنچتی ہے۔ وہ بات میرے ذہن میں بیٹھ گئی میں بڑا ہوتا گیا اور وہ یقین بھی میرے ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کوئی مجھ سے مدد مانگے تو میں اسے منع نہ کروں ۔ کوئی جب کسی سے کچھ مانگتا ہے تو بہت مان سے مانگتا ہے، میں اپنا نقصان ہوتا دیکھ

سکتا ہوں لیکن کسی کا مان نہیں توڑ سکتا۔ اگر میں اس لڑکی کی مدد نہ کرتا تو شاید اس کی پوری زندگی برباد ہو جاتی۔ مجھے یقین ہے کہ میری یہ نیکی گھوم پھر کر میرے پاس ضرور آئے گی۔" رائد جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چلتے ہوئے دوستانہ انداز میں اسے بتا رہا تھا۔

زلیخا نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی تھی۔ وہ اس ریستورانت پہنچ چکے تھے۔ رائد نے وہاں سے اپنی گاڑی لی راستے میں ایک کلینک پر رک کر اپنی بینڈ یج کروائی اور زلیخا کو اس کے فلیٹ چھوڑ کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ زلیخا تھک چکی تھی اس لیے آتے ساتھ سو گئی۔ رات کو سو کر اٹھی فریش ہو کر لیپ ٹاپ لے کر بیٹھی۔ وہ ڈاکومنٹ کھولا جسے رائد نے ایڈٹ کیا تھا اور ساتھ پراجیکٹ کی ہدایات کھول کر اسے دیکھنے لگی اس نے عین ہدایات کے مطابق اسے بدلا تھا۔ اس نے ڈاکومنٹ بند کر دیا۔ کچھ لمحے غائب دماغی سے لیپ ٹاپ کے وال پیپر کو دیکھا۔ پھر

نیا خیال آنے پر کروم کھولی اور شاہزیب خان کا نام لکھا۔

وکیپیڈیا پر شاہزیب کی عمر، بینک بیلنس، کمپنیوں کا نام سب کچھ لکھا ہوا تھا۔ وہ ان کے بارے میں تمام معلومات پڑھتی گئی۔ شاہزیب جہانزیب خان کے بھائی تھے ۔جہانزیب خان کو لاہور میں رہنے والا بچہ بچہ جانتا تھا۔اسی لیے شاہزیب کو پہلی دفعہ دیکھنے پر اسے لگا تھا کہ اس نے شاہزیب کو پہلے کہیں دیکھا ہوا ہے۔ جہانزیب کے بھائی ہونے کے علاوہ پورے انٹرنیٹ پر شاہزیب کی پرسنل لائف کے بارے میں کوئی آرٹیکل نہیں تھا۔نہ ان کی بیوی کا کہیں ذکر تھا نہ ہی بیٹوں کا۔

اسی وقت اسے اپنے پیٹ سے آوازیں آنے لگیں تو اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا اور کچھ کھانے کے لیے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

✡✡✡✡✡

ولی نے ڈاکٹر عائشہ کی سیکرٹری سے اپائنٹمنٹ لی تھی۔اس نے تھوڑا جھجکتے ہوئے

کمرے کا ہینڈل گھمایا تھا، دروازہ کھلا اور جونہی وہ داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا۔ باہر کی نسبت کمرے کا موسم کافی بہتر تھا۔ ڈاکٹر عائشہ جو دیوار کے ساتھ بنے ریک میں رکھی کتابیں ٹھیک کر رہی تھیں، گردن موڑ کر ولی کو دیکھا، ان دونوں کی نظریں ملیں۔ ولی کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔ "آپ؟"

"جب کسی سے ملیں تو پہلے سلام کرتے ہیں تم بھول گئے۔ بیٹھو۔" نرم لہجے میں اسے ٹوکتے ہوئے اس نے ولی کو بیٹھنے کا کہا تھا۔ ولی ایک گہری سانس کھینچ کر اس نرم صوفے پر بیٹھ گیا۔ "اسلام علیکم۔ کیسی ہیں آپ؟" اس کے انداز میں کہیں کوئی ندامت نہیں تھی۔

"وعلیکم اسلام۔" ڈاکٹر عائشہ نے مسکراتے ہوئے پہلے انٹرکام اٹھا کر کافی لانے کا حکم جاری کیا پھر اس کے سامنے بیٹھ گئیں۔ "لانگ ٹائم نو سی۔ ولی جہانزیب۔"

ہماری آخری ملاقات پر میں نے تہیہ کر لیا تھا میں دوبارہ کبھی آپ سے نہیں ملوں گا

www.novelsclubb.com

۔مجھے نہیں پتہ تھا یہ آپ کا کلینک ہے میں نے تو ایک دفعہ آپ کا پورا نام بھی نہیں پڑھا۔" وہ اب ذرا کھل کر ان سے بات کر رہا تھا۔

" مجھے تمہاری ایکشن دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا۔" ڈاکٹر عائشہ ہنس دیں۔" بہت سدھر گئے ہو تم حوالات کا ایک چکر لگنے کے بعد۔میں اکثر تمہارے انٹرویوز دیکھتی ہوں تو میں اس لاابالی، اپنے نظریات کو لے کر جنونی ہونے والے ولی کو مس کرتی ہوں۔"

"ایک نہیں دو دفعہ لیکن دوسرے والے میں واقعی مجھے سخت قسم کا رگڑا لگا تھا۔میں بدلا نہیں ہوں بس ذمہ دار اور زیادہ سمجھدار ہو گیا ہوں۔" وہ خوشگوار انداز میں بولا۔

ڈاکٹر عائشہ نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔" تم امائرہ کے لیے آئے ہو ؟"

"ہاں لیکن اب مجھے سمجھ نہیں آرہی میں آپ سے کیا پوچھوں، کیسے پوچھوں؟ آپ میری ٹیچر اور تھیراپسٹ رہ چکی ہیں آپ کے ساتھ یوں اپنی پرسنل لائف ڈسکس کرنا مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا۔"

عائشہ کے لبوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔"میں تمہیں ایک انٹرسٹنگ بات بتاتی ہوں تم اور امائرہ دونوں ایک ہی وقت پر میرے پاس تھیراپی کے لیے آتے تھے۔امائرہ کے بابا کی وجہ سے مجھے پتہ تھا کہ تم دونوں کزنز ہو۔تم بہتر ہو گئے تم نے آنا چھوڑ دیا لیکن اس کے مسئلے بڑے تھے۔جب اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا تمہارے ساتھ نکاح ہو رہا ہے تو میں دل ہی دل میں بہت خوش تھی۔میں امائرہ کے بابا کی بہت سی باتوں سے متفق نہیں ہوں لیکن مجھے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ ہمیشہ اپنی بیٹی کے لیے بہترین آپشن چنتے ہیں، چاہے وہ چیزوں میں ہو یا انسانوں میں۔مجھے آج تمہیں یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ تمہیں امائرہ کی پروا

ہے۔"

ولی نے ایک گہری سانس کھینچی اور بولا۔

(I have to admit that I find her attractive to and extent that I just cannot ignore her)

"مجھے ماننا پڑے گا کہ وہ مجھے اس حد تک پرکشش لگتی ہے کہ میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔" ولی کے لہجے میں کچھ تھا کہ اپنی ڈائری کھولتی ہوئی عائشہ نے چونک کر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو ولی میں امائرہ کی ڈاکٹر ہوں اور امائرہ میری پیشنٹ ہے ایک مریض اور طبیب کے رشتے میں سب سے خاص چیز اعتبار ہوتا ہے، میں تمہیں وہ باتیں نہیں بتا سکتی جو امائرہ نے مجھے بتائی ہیں کیونکہ ایک اچھی سائیکاٹرسٹ ہونے کے ناطے مجھے اچھی رازدار بھی ہونا چاہیے، میں تمہیں نہیں بتا سکتی کہ امائرہ کے ماضی میں

ایسے کون سے واقعات پیش آئے کہ آج وہ اس طرح کے مسائل کا شکار ہے۔

تمہیں خود اپنے آپ کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ تم پر اعتبار کرے اور تمہیں وہ ہر بات بتائے جو تم اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہو۔ آئی ہوپ یو کین انڈر سٹینڈ؟" وہ اپنے مخصوص نرم اور متوازن لہجے میں کہہ رہی تھیں۔ ولی کو ان کا لہجہ یاد تھا۔ وہ بہت لمبے عرصے تک اس لہجے کے زیرِ اثر رہ چکا تھا۔

ولی نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔

"امائرہ میرے پاس پچھلے چار سالوں سے آ رہی ہے۔ میرا سب سے پرانا پیشنٹ۔ پہلے وہ اپنی نانو کے ساتھ آتی تھی لیکن دو سالوں سے وہ اکیلے ہی آ جاتی ہے۔ اس کے بارے میں بہت سی باتیں یونیک ہیں لیکن سب سے زیادہ یونیک بات ہے کہ ان چار سالوں میں امائرہ میں، اس کی شخصیت میں، اس کی عادتوں میں ذرا بھی بدلاؤ نہیں آیا۔ ہاں وہ ماحول کے لحاظ سے وقتی طور پر اپنے آپ کو بدل لیتی

ہے لیکن وہ آج بھی وہی بچی ہے جو چار سال پہلے یونہی میرے سامنے بیٹھی تھی۔مجھے آج بھی یاد ہے اس وقت وہ تقریباً سولہ سال کی تھی۔اس کی ماما اسے یہاں چھوڑ کر کینیڈا واپس چلی گئی تھی،اس کے بابا کسی بات پر اس سے ناراض تھے اور وہ اس سے بات نہیں کرتے تھے۔اس کے بعد وہ تمہاری بیل کے لیے پاکستان آئے تھے اور وہ امائرہ سے بغیر ملے واپس چلے گئے تھے امائرہ نے اتنا سٹریس لیا کہ وہ بہت بیمار ہو کر ہوسپٹل ایڈمٹ گئی اس کے بابا کو دوبارہ پاکستان آنا پڑا۔وہ زیادہ نہیں بولتی تھی میرے ہر سوال کے جواب میں وہ مختصر سا جواب دے دیتی تھی۔ ایک لمبے عرصے تک میں کوشش کرتی رہی یہ جاننے کی کہ آخر اس لڑکی کے دماغ میں کیا چل رہا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ وہ میرے ساتھ کمفرٹیبل ہو گئی وہ میرے ساتھ اپنے مسئلے شیئر کرنے لگی۔پندرہ سولہ سال کی عمر میں ہم لاابالی سے ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی عمر سے بڑی تھی اور وہ آج بھی اپنی عمر سے زیادہ میچور ہے کیونکہ اس کے پاس تجربہ ہے مختلف لوگوں، مختلف جگہوں اور مختلف حالات میں

رہنے اور سروائیو کرنے کا۔اس کی ماں اسے سات سال کی عمر میں چھوڑ کر چلی گئی،
اس کے بابا نے کبھی اسے زیادہ توجہ نہیں دی۔اس کے علاوہ بھی اس کی زندگی میں
وقتاً فوقتاً ایسی ٹریجڈیز ہوئی ہیں کہ وہ اندر سے ٹوٹتی گئی اور کسی نے محسوس نہیں کیا۔
اسے اینزائٹی تھی اور اینزائٹی ڈپریشن میں بدل گئی۔وہ کئی سالوں سے اپنے ذہن
میں ہونے والی جنگ لڑرہی ہے، کبھی کبھی وہ ٹھیک ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اتنا
تھک جاتی ہے کہ وہ ہار مان لیتی ہے۔"

"آئی ڈونٹ نو تم اسے کس حد تک جانتے ہو لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں
انٹرسٹنگ باتیں بتاتی ہوں جو شاید اس کے ارد گرد کے لوگ نہ جانتے ہو۔امائرہ
بہت ذہین ہے۔ شی ہیز آ ویری شارپ مائنڈ وہ بہت جلدی ہر چیز کو پک کر لیتی ہے
۔ جیسے ڈرائیونگ اس نے ایک دو دفعہ مجھے کہیں ڈراپ کیا ہے اور میں نے اوبزرو
کیا ہے کہ وہ بہت اچھی ڈرائیونگ کرتی ہے۔اسے کھانوں کا شوق نہیں لیکن اسے

سارے کھانے پکانے آتے ہیں وہ بہت دفعہ میرے لیے اپنے ہاتھوں سے بنی ہوئی چیزیں لاتی ہیں اینڈ ٹرسٹ می اس کی کوکنگ سکلز بہت اچھی ہیں۔پڑھائی میں اس کا قصور نہیں اس میں اس کے بابا نے اسے اتنی ڈھیل دی ہوئی ہے کہ اس کا انٹرسٹ پڑھائی میں ختم ہو چکا ہے۔وہ ہر دوسری گیم کھیلنا جانتی ہے اور صرف کھیلنا نہیں اسے اپنے مخالف کے چاروں شانے چت کرنے بھی آتے ہیں۔وہ تھوڑی نہیں بہت تلخ ہے کیونکہ اس نے اپنی زندگی میں ہمیشہ اپنے مسئلوں کو خود ڈیل کیا ہے،وہ اپنے سارے کام خود کرتی ہے،اس نے ہمیشہ گر کر خود اٹھنا سیکھا ہے۔جب انسان دوسروں کا سہارا لینا چھوڑ دیتا ہے تو انسان کے اندر سے احساسات ختم ہونے لگتے ہیں اسے لگنے لگتا ہے کہ اسے دوسروں کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم اکثر اپنے بہت سے کاموں کے لیے دوسروں پر انحصار کرتے ہیں اور اگر ان پر منحصر ہونا چھوڑ دیں تو ہمیں واقعی ان لوگوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔جن لوگوں سے وہ محبت کرتی ہے وہ ان کے لیے جان دینے اور لینے کے لیے تیار ہوتی ہے۔کبھی کبھی وہ اتنی

www.novelsclubb.com

خوش اور مکمل نظر آتی ہے کہ کوئی اسے دیکھ کر کہہ ہی نہیں سکتا کہ اسے ڈپریشن ہے۔ تمہیں پتہ ہے ولی میں نے اس سے ایک بار کہا تھا کہ وہ کیوں موو آن نہیں کر پاتی، وہ کیوں اپنے ماں باپ کی ڈیورس، اپنی سوتیلی ماں اور بھائیوں کے ٹاکسک بی ہیوئر کو بھول کر خوش رہنے کی کوشش نہیں کرتی۔ تو اس نے مجھ سے کہا تھا کہ موو آن وہ کرتے ہیں جن کے ماں باپ مر جائیں لیکن میرے ماں باپ نے زندہ سلامت ہوتے ہوئے مجھے اپنی ممتا اور شفقت سے محروم رکھا۔ وہ ہر چیز بھول سکتی ہے اپنے ماں باپ کی بے رخی نہیں۔ جب وہ بہت ڈپریسڈ ہوتی ہے اور میرے پاس آتی ہے۔ میں اس کے جانے کے بعد پورا پورا دن اس کی باتوں کو یاد کر کے ڈسٹربڈ رہتی ہوں۔" آخر پر ڈاکٹر عائشہ نے ایک گہری سانس خارج کی۔

"وہ بہتر کیسے ہو سکتی ہے؟" ولی نے ایک لمبے توقف کے بعد سوال کیا۔ "آئی مین کوئی تو طریقہ ہو گا کہ وہ ان سب مسئلوں کو اوور کم کر کے ایک خوشحال زندگی جی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سکے۔"

"اتنے سال لگے ہیں ایک چیز کو بگڑنے میں تو بہتر کرنے میں بھی وقت لگے گا ۔اس کے لیے بہتر ہے اسے توجہ دی جائے اور اسے مصروف رکھا جائے تاکہ اسے یہ سب سوچنے کا اتنا وقت نہ ملے۔اسے محسوس کروایا جائے کہ وہ اہم ہے۔اس کے ہونے نہ ہونے سے فرق پڑتا ہے اور میرا خیال ہے تم یہ سب کر سکتے ہو۔تم اس کے شوہر ہو باپ کے بعد لڑکیوں کے لیے سب سے اہم درجہ ان کے شوہر کا ہی ہوتا ہے اور ویسے بھی میرا خیال ہے تم امائرہ کے لیے ان گنے چنے لوگوں میں سے ہو، جنہیں وہ ہرٹ کرنے سے ڈرتی ہے، جنہیں وہ کھونا نہیں چاہتی، جن پر اسے اعتبار ہے کہ وہ اسے ہرٹ نہیں کریں گے کیونکہ امائرہ ہر کسی کو اپنے مسئلے نہیں بتاتی، وہ ہر کسی پر اتنا بھروسہ نہیں کرتی۔امائرہ لفظوں کے ساتھ اچھی نہیں ہے اس لیے تم اس کے لفظوں کی جگہ اس کے ایکشنز پر یقین کرنا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آئی ول ٹرائے مائے بیسٹ۔"اس نے کلائی پر پہنی گھڑی پر وقت دیکھا۔آدھے گھنٹے میں اس کی میٹنگ تھی۔"بہت اچھا لگا آپ سے مل کر۔"ولی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے بھی۔"عائشہ نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا اور پیچھے ٹیک لگائی۔اب وہ اپنے دماغ میں نیا لائحہ عمل ترتیب دے رہا تھا کہ اسے آگے کیا کرنا تھا۔وہ ولی جہانزیب تھا اسے یقین تھا کہ دنیا میں ایسا کوئی مسئلہ ہی نہیں جس کا حل نہ ہو، دنیا میں ایسی کوئی مرض نہیں جس کی دوا نہ ہو، وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہار نہیں مانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

✡✡✡✡✡

امائرہ اپنے کمرے میں ٹی وی سکرین کے سامنے بیٹھی مکمل توجہ سے سکرین کو دیکھ رہی تھی جس پر ایک فلم کا ایموشنل سین چل رہا تھا۔اس کی آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں تبھی اس کا فون بجا۔ایکدم سے جیسے سکوت ٹوٹا ہو ااس نے نام دیکھا

اور فون اٹھا کر کان سے لگایا۔" کیسی ہو امائرہ؟" انعم کی خوشگوار آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"میں ٹھیک آپ کیسی ہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے۔ تم کل فری ہو؟"

"کل؟؟" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ اس نے فون پر تاریخ اور دن دیکھا کل اتوار تھا وہ جو یونیورسٹی جانے کا بہانہ بنانے والی تھی رک گئی۔"جی آنٹی۔" اسے مجبوراً کہنا پڑا۔

"اوکے کل دس بجے تک تیار رہنا میں تمہیں پک کرلوں گی۔ تمہیں میرے ساتھ کہیں جانا ہے۔"

"اوکے آنٹی۔" اس نے رسمی کلمات ادا کر کے فون رکھ دیا۔

انعم نے پورے وقت پر اسے پک کیا تھا۔"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" امائرہ نے گاڑی

www.novelsclubb.com

میں بیٹھتے ساتھ انعم سے پوچھا۔

"اولڈ ہوم۔"

امائرہ نے نا سمجھی سے انعم کو دیکھا۔

"تم جانتی ہو الیکشنز سر پر ہیں تو اسی کی کمپین کے لیے جانا ہے۔ پاکیزہ فری نہیں تھی تو میں نے سوچا تمہیں ساتھ لے جاتی ہوں۔ تمہیں بھی ان سب چیزوں کا آئیڈیا ہو جائے گا۔" انعم اپنے مخصوص خوشگوار لہجے میں اسے بتا رہی تھی۔

امائرہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی لیکن کچھ تھا جو اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

سیاہ گیٹ جس کے اوپر لگے بورڈ پر بڑے بڑے حروف میں عافیت لکھا ہوا تھا۔ انعم اکیلی نہیں تھی اس کے ساتھ اور بھی عورتیں تھیں جو یقیناً ان کی پارٹی کی کارکن تھیں انعم نے ان سب کو امائرہ سے متعارف کروایا۔ وہاں ایک ہال میں تمام لوگ

جمع تھے جن میں زیادہ تر ساٹھ سال سے اوپر بوڑھے عورتیں اور مرد تھے۔بہت گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا گیا تھا۔امائرہ کے لیے یہ سب بہت نیا تھا۔وہاں کا ماحول، یہ فنکشن، اس میں موجود لوگ۔

انعم کو سٹیج پر بلایا گیا تھا۔اس نے بولنا شروع کیا، وہ اپنے ماں باپ کی باتیں بتا رہی تھی۔امائرہ نے گردن موڑ کر پیچھے بیٹھے لوگوں کو دیکھا جن میں زیادہ تر توجہ سے اسے سن رہے تھے۔اس کی پوری تقریر کے دوران اس کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی۔اس کی باتیں ایسی تھیں کہ وہ سیدھا جا کر دل کو لگتی تھیں۔آخر پر اس نے جہانزیب کی جانب سے دی جانے والی ڈونیشن کا ذکر کیا تھا۔اس کی تقریر کا اختتام ہو گیا تھا اور وہ واپس امائرہ کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی۔

اس کے بعد فوٹو سیشن چلا تھا لوگ انعم اور دوسری خواتین کے ساتھ تصاویر کھنچوا رہے تھے۔کچھ گروپ فوٹوز کھینچے جانے کے بعد اس تقریب کا اختتام ہو گیا۔امائرہ

www.novelsclubb.com

نے گاڑی میں بیٹھتے ساتھ کسی کو میسج کیا اور فون گود میں رکھ دیا۔اس کا دل بوجھل ہو چکا تھا۔

انعم نے لنچ پر اصرار کیا تو امائرہ اسے منع نہیں کر پائی اس نے نوٹس کیا تھا امائرہ ایکدم بالکل خاموش ہو گئی تھی۔"ڈسٹربڈ ہو؟؟"

امائرہ نے نفی میں سر ہلایا۔" پتہ نہیں۔میرے لیے بہت عجیب تھا یہ سب۔آئی مین لوگ بوڑھے لوگوں کو بوجھ کیوں سمجھتے ہیں۔وہ کیسے انہیں اس طرح کی جگہوں پر چھوڑ دیتے ہیں۔"امائرہ نے بے اختیار جھر جھری لی۔

"جیسے لوگ اپنے بچوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔تم نے کبھی یتیم خانے نہیں دیکھے میں نے دیکھیں ہیں تم جانتی ہو وہاں رہنے والے نوے فیصد بچوں کے ماں باپ ہوتے ہیں لیکن وہ انہیں پالنے یا اور وجوہات کے تحت یتیم خانوں میں چھوڑ دیتے ہیں۔حالانکہ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ بچوں سے کوئی پیار نہیں کر

سکتا۔"

امائرہ کے چہرے کی رنگت بدلی اسے لگا انعم اس کی بات کر رہی تھی۔ بورڈنگ سکول میں گزارے وہ سال اس کے ذہن کے پردوں میں چلنے لگے۔ اس نے ہولے سے سر ہلا دیا اور کہا کچھ نہیں۔

"مجھے نہیں پتہ تھا تم اتنی سینسٹو ہو۔ اگر مجھے آئیڈیا ہوتا تو میں تمہیں وہاں لے کر ہی نہیں جاتی۔" انعم اب پچھتا رہی تھی۔

امائرہ کچھ کہنے والی تھی جب وہ سلائیڈنگ ڈور سے داخل ہوتے ہوئے الہان اور ولی کو دیکھ کر رک گئی۔ اس کے ساتھ پڑی کرسی خالی تھی تو الہان وہیں بیٹھ گیا اور ولی اس کے بالکل سامنے۔ "میں اس ٹائم کو مس کرتا ہوں جب تم بہت مزے مزے کے بہانے بناتی تھی۔" الہان بیٹھتے ساتھ امائرہ سے مخاطب ہوا تھا۔

"اب بھی بناتی ہوں۔" اس کی آواز دھیمی تھی اتنی کہ صرف الہان اسے سن سکے۔

www.novelsclubb.com

"کیسے بہانے؟" انعم نے متجسس انداز میں پوچھا تھا۔ولی بھی ذرا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

الہان نے امائرہ کی جانب دیکھا وقت کچھ سال پیچھے چلا گیا۔امائرہ کو پاکستان آئے ہوئے دو ماہ ہو چکے تھے۔وہ سکول یونیفارم میں ملبوس، دھوپ سے بچنے کے لیے چھتری پکڑے اپنے سکول کے ساتھ والے بک سٹور کے باہر کھڑی حمزہ کا انتظار کر رہی تھی۔

اس نے دور سے آتی سیاہ گاڑیوں کو دیکھا جو اس کے سامنے سے گزر گئیں ان میں ایک سفید گاڑی تھی جو امائرہ سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔امائرہ نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے اس گاڑی سے نکلنے والے شخص کو دیکھا۔امائرہ پہلے اس سے کہیں ملی تھی لیکن کہاں اسے یاد نہیں آرہا تھا۔

وہ نکلا تو اس کے کچھ گارڈز بھی اس کے ساتھ اترے۔وہ چلتا ہوا امائرہ کے پاس رک گیا۔امائرہ نے چھتری ترچھی کر کے گردن اٹھا سامنے کھڑے لمبے سے آدمی کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھا۔الہان۔شاہزیب کا بھتیجا جس کے ساتھ وہ آسٹریلیا سے کینڈا گئی تھی۔

"امائرہ تم یہاں؟" وہ حیران لگ رہا تھا۔

"جی۔" امائرہ کو سمجھ نہیں آیا وہ اس سے کیا کہے۔

"چاچو نے نہیں بتایا تم پاکستان آئی ہوئی ہو۔کب سے ہو یہاں پر؟" الہان اس سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے وہ سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔

"دو ماہ ہو گئے ہیں۔" امائرہ نے ذرا سوچ کر جواب دیا۔

"کہاں رہ رہی ہو؟"

"نانو گھر۔"

"اوہ آئی سی۔میرے ساتھ چلو باقی فیملی ممبرز سے ملواتا ہوں تمہیں۔" اس کا انداز خوشگوار تھا۔

"میرے ایگزامز ہو رہے ہیں۔ابھی نہیں جا سکتی مجھے تیاری کرنی ہے۔" امائرہ نے فوراً بہانہ بنایا تھا۔

"فون نمبر؟"

"میرا فون خراب ہو گیا۔ابھی نیا لینا ہے۔" وہ پورے اعتماد سے جھوٹ بول رہی تھی۔

"ایڈریس؟؟"

"ڈیفینس میں کوئی گھر ہے مجھے ایگزیکٹ نہیں یاد۔ابھی نئی ہوں نہ یہاں پر۔" اس نے کہہ کر لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

"اور باقی سب ٹھیک ہے کوئی مسئلہ تو نہیں۔اگر کوئی پرابلم ہوئی تو مجھے بتانا۔"

"شیور۔" امائرہ نے ہلکے سے سر کو جنبش دی۔

سکول کے سامنے گاڑیوں کا رش تھا اس لیے حمزہ نے سڑک کے دوسری طرف گاڑی روکی اور نظر دوڑا کر امائرہ کو ڈھونڈنے کی کوشش کی وہ وہیں سامنے کھڑی تھی لیکن اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔الہان جہانزیب خان جو اس سال الیکشن پر کھڑا ہونے والا تھا سارے شہر میں اس کے پوسٹر لگے ہوئے تھے اس لیے حمزہ کو اس کی شکل اچھے سے یاد تھی۔

"یہ اس کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟" حمزہ نے ماتھے پر تیوری چڑھائے امائرہ کو فون کیا۔

www.novelsclubb.com

امائرہ کے بیگ میں پڑا فون زور و شور سے بجا تھا۔اس نے الہان کو دیکھا جو اسی کی جانب دیکھ رہا تھا فوراً نظریں چرائیں اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"اٹھا لو تمہارا ہی بج رہا ہے۔" جب دو تین بار فون بجنے پر اس نے نہ اٹھایا تو الہان مسکراہٹ دبائے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

امائرہ نے نچلا لب دانتوں میں دبائے فون بیگ سے نکالا۔" کبھی کبھی چلنے لگتا ہے۔" ساتھ ہی الہان کو وضاحت دی۔الہان نے اس کا فون دیکھا جس پر ایک بھی سکریچ نہیں تھا۔

"ایک منٹ آتی ہوں۔"اس نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔حمزہ نے ونڈ سکرین نیچے کی اور دور کھڑی امائرہ اوراس کے ساتھ قد آور آدمی کو دیکھنے لگا۔

"بائے۔"امائرہ کہہ کر جانے لگی پھر رک گئی۔"آپ کی ڈیڈ سے بات ہوتی ہے؟" اس نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہاں؟"الہان کواس کے سوال کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔

"میں آپ کو اپنا نمبر دے دوں گی ایک شرط پر۔"وہ اب چھتری کا بٹن دبا کر اسے فولڈ کررہی تھی۔

"کیسی شرط؟"

"آپ ڈیڈ کو نہیں بتائیں گے کہ آپ مجھ سے ملے تھے۔" اس کا انداز بالکل سنجیدہ تھا۔الہان کو بے اختیار ان کی آخری ملاقات یاد آئی تھی جس میں امائرہ اسے اتنی ہی میچور اور سمجھدار لگی تھی۔

"وجہ جان سکتا ہوں؟" اس نے ابرو اچکائے پوچھا۔

"نہیں۔" امائرہ کو انداز دو ٹوک تھا۔

امائرہ نے اسے اپنا نمبر نوٹ کروایا اور نائس ٹو میٹ یو کہہ کر چلی گئی۔الہان بھی مسکرا کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔اس کے بعد امائرہ اور الہان کہیں نہ کہیں مل ہی جاتے تھے۔ کبھی کسی سٹور پر، کبھی مال میں، کبھی کسی ریستورانت میں۔الہان ہمیشہ اسے گھر چلنے کا کہتا اور وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا دیتی۔الہان وہ پہلا انسان تھا جسے امائرہ نے بھائی بولنا شروع کیا تھا۔

الہان مزے سے ولی اور انعم کو اس کا قصہ سنا رہا تھا اور وہ سر جھکائے اپنا جوتا دیکھ رہی

تھی۔"امائرہ اتنے کانفڈینس کے ساتھ جھوٹ بولتی ہے کہ اگلے بندے کو اس کا جھوٹ بھی سچ لگنے لگ جاتا ہے۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں میں آپ کو بھائی بولنا اور ماننا چھوڑ دوں۔"امائرہ الہان کو گھورتے ہوئے بولی۔

"پھر تمہیں مجھے اپنا جیٹھ ماننا پڑے گا۔"الہان بھی کہاں باز آنے والا تھا۔

"بھائی ہی ٹھیک ہے۔"وہ مسکرا کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی ولی کی طرف دیکھا۔"

ویسے یہ میرے سارے جھوٹ پکڑ لیتے ہیں پتہ نہیں کیسے۔"اس نے تاسف سے کہتے ہوئے ولی کی جانب اشارہ کیا۔ولی پہلے چونکا ساتھ ہی لبوں پر گہری مسکراہٹ پھیلی۔"کیونکہ تم میری بیوی ہو۔"وہ بولا تو اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی۔

لنچ کے بعد آدھے گھنٹے تک وہ یونہی باتیں کرتے رہے اس کے بعد اٹھ گئے۔"میں

امائرہ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔" الہان ٹیبل سے اٹھتے ہوئے انعم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

ولی کو لگا تھا وہ اعتراض کرے گی لیکن وہ کچھ نہیں بولی۔" تھینکس فار کمنگ۔" انعم نے پیار سے اسے اپنے ساتھ لگایا اور الہان کے ساتھ بھیج دیا۔

تیز رفتار سے آتی ہوئی گاڑی ایکدم ان کے سامنے رکی تھی۔ وہ ولی کا دوست تھا دانیال جس کا کچھ ماہ پہلے ایکسڈینٹ ہوا تھا۔" میں اس کے ساتھ جارہا ہوں۔ بائے۔" وہ انعم سے کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے میسج کیا تھا۔" الہان نے گفتگو کا آغاز کیا۔

امائرہ نے سر ہلایا کہا کچھ نہیں اور ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی۔

"ڈونٹ وری میں ماما سے کہہ دوں گا وہ نیکسٹ ٹائم تمہیں اپنے کسی سوشل ورک کی کمپین کا حصہ نہیں بنائیں گی۔ آئی وِل میک شیور جب تک تم دونوں کی شادی

نہیں ہوتی کوئی تمہاری پرائیوسی میں دخل اندازی نہیں کرے۔ لیکن اس کے بعد تم جانو اور تمہارا شوہر جانے۔" الہان اس کے بغیر کہے اس کی بات سمجھ گیا تھا اور وہ آیا بھی صرف اس کے لیے تھا۔

الہان نے اس کے گھر کے سامنے گاڑی روکی تو وہ اترنے سے پہلے بولی۔ "تھینک یو بھائی۔" امائرہ نے دل سے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"تمہارا بھی شکریہ میری بات سننے کا۔" الہان نے نرمی سے اس کا سر تھپکا۔

"اللہ حافظ۔"

"اس بار مجھے ووٹ دینے آؤ گی یا انکار ہی سمجھوں۔" الہان نے اس کے گاڑی سے نکلتے ونڈ سکرین نیچے کر کے پوچھا۔

"مجھے ابھی اپنا پچھلا تجربہ نہیں بھولا۔" امائرہ نے پلٹ کر جواب دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیوں کیا ہوا تھا؟" الہان نے متجسس انداز میں اسے دیکھا۔

"وہاں اتنی لمبی لائن تھی۔ایک عورت لائن سے نکل کر دوسری عورت سے آگے بڑھ گئی۔پہلے ان دونوں نے زبانی کلامی لڑائی کی پھر ایک دوسرے کو بالوں سے پکڑ لیا۔اوپر سے وہ دونوں تھیں بھی مخالف پارٹیز کی سپورٹر،وہ اتنا لڑیں آپس میں ،اس دن میں نے وہ وہ گالیاں سنیں جن میں سے مجھے ایک دو کا بھی مطلب نہیں پتہ تھا۔وہاں موجود فورسز نے آکر انہیں چھڑوایا۔میں تو پہلے بھی آپ کے کہنے پر گئی تھی اب کی بار میری طرف سے انکار ہی سمجھیں۔"اس نے سارا واقعہ الہان کے گوش و گزار کیا تھا۔

الہان بہت زور سے ہنسا تھا۔"اٹس اوکے۔تمہیں سب معاف ہے۔"وہ نرمی سے کہہ کر چلا گیا تو امائرہ بھی گیٹ کھول کر اندر چلی گئی۔

✡✡✡✡✡

زید کا ویزا آچکا تھا۔ دو دن بعد اس کی فلائٹ تھی۔ آج اتوار تھا اس لیے سارہ، عنایا اور شایان سب گھر تھے البتہ یاسر اپنے کسی دوست سے ملنے گیا ہوا تھا۔ اس کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے نظر وال کلاک پر پڑی جو بارہ بجا رہا تھا۔

وہ منہ ہاتھ دھو کر، گھنگریالے بالوں کو پونی میں قید کر کے نیچے آیا تو عنایا اور شایان کو ایک دوسرے کے بال نوچتے ہوئے دیکھا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے بچے ہو تم دونوں۔" زید نے دونوں کو کندھوں سے پکڑ کر ایک دوسرے سے الگ کیا۔

"یہ مجھے ریموٹ نہیں دے رہی ٹی وی کا۔" شایان غصے سے بولا ایسے جیسے ابھی عنایا کو گنجا کر دے گا۔

"میں نہیں دوں گی صبح سے تم ریسلنگ دیکھ رہے تھے اب میں اپنے کارٹون دیکھوں گی زی اسے سمجھا لو۔" عنایا اپنے مخصوص ضدی انداز میں بولی۔

"وہ کیوں میری سنے گا وہ تو تمہارا بھائی ہے تمہاری ہی سائیڈ لے گا۔" زید نے عنایا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے ہاتھ سے ریموٹ جھپٹنے کی کوشش کی۔

زید نے دونوں ابرو اچکا کر شایان کو دیکھا۔"پچھلے ہفتے جب تمہیں سو ڈالر چاہیے تھے تو میں تمہارا بھائی تھا اور اب عنایا کا ہوں۔ یو بلڈی گولڈ گر۔"زید کو جیسے صدمہ لگ گیا تھا۔

"اسے سو ڈالر کس لیے چاہیے تھے؟"پیچھے سے سارہ نے کمر پر ہاتھ رکھے تیکھے انداز میں پوچھا۔

شایان نے مدد طلب نگاہوں سے زید کو دیکھا۔"یونہی مانگ رہا تھا۔ میں نے ہرگز نہیں دیے تھے۔"زید نے سارہ کی جانب گردن موڑ کر جواب دیا۔ شایان نے سکون کا سانس لیا۔

"تم نے بہت بگاڑ دیا ہے ان بچوں کو۔ نہ ان کے اتنے نخرے اٹھایا کرو تمہارے پیچھے ان دونوں نے میری ناک میں دم کیا ہوتا ہے۔"سارہ دھیمی آواز میں کہتی

واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔زید نے کبھی سارہ کو سوتیلی ماں سمجھ کر اس سے نفرت نہیں کی تھی اور سارہ نے بھی کبھی اسے سوتیلا بیٹا سمجھ کر اس کی زندگی اجیرن کرنے کی کوشش کی تھی۔ان دونوں نے ہمیشہ ایک دوسرے کو سپیس دی تھی۔سارہ زید سے جو بھی کام کہتی تھی وہ بغیر کچھ کہے کر دیا کرتا تھا لیکن بدلے میں کبھی سارہ سے کچھ ایکسپیکٹ نہیں کرتا تھا۔امائرہ کے معاملے میں بھی اس نے کبھی خود زید کو کچھ نہیں کہا تھا وہ ہمیشہ امائرہ کو برا بھلا سنا دیتی تھی۔

زید نے عنایا کی جانب ہاتھ بڑھایا۔عنایا نے منہ بنا کر ریموٹ زید کے ہاتھ پر رکھ دیا۔زید نے وہ کارٹون لگا دیے جو وہ دونوں اکثر اکٹھے بیٹھ کر دیکھتے تھے اور کچن کی جانب بڑھ گیا۔

اب وہ سکون میں کچن میں کھڑا کباب فرائی کر رہا تھا اور شایان اور عنایا صوفے پر بیٹھے سامنے بڑی سی سکرین پر نظریں جمائے بیٹھے تھے۔کچھ دیر بعد یاسر بھی ان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

. کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ زید نے تسلی سے ہلکا پھلکا ناشتہ کیا اور یاسر کے پاس آیا۔

"ڈیڈ میں ایک جاب کے سلسلے میں دبئی جا رہا ہوں۔ تین ماہ کا کام ہے لیکن اس سے زیادہ بھی لگ سکتے ہیں۔" اس نے کھڑے یاسر کو باخبر کیا تھا۔

"یہاں اچھا خاصا کام ہے تو سہی وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔" یاسر نے اپنے فون سے نگاہیں اٹھا کر زید کی جانب دیکھا جو سفید ٹی شرٹ کے ساتھ ہلکے نیلے رنگ کے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔

"وہ مجھے اچھا پیکج دے رہے ہیں اس لیے میں انہیں منع نہیں کر سکتا۔ میں اور کرس دونوں جا رہے ہیں۔"

"تو تم مجھے بتا رہے ہو۔" یاسر نے ابرو اچکا کر بے حد سنجیدہ انداز میں استفسار کیا۔

زید نے بغیر ان کی ٹون کی پرواہ کیے اثبات میں سر ہلایا۔ "نہ مجھے آپ سے اجازت لینے کی عادت ہے نہ ہی آپ سے مشورہ لینے کی۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھ

www.novelsclubb.com

گیا۔

"تم دونوں تیار رہنا آج شام گھومنے چلیں گے۔" زید عنایا اور شایان سے مخاطب ہوا۔ ان دونوں کے چہرے پر ایکدم مسرت پھیل گئی۔

✡✡✡✡✡

لاؤنج میں ٹی وی سکرین پر جیو نیوز پر صبح صبح ٹاک شو کا آغاز ہو چکا تھا۔ ایک خاتون کے ساتھ زمانہء مشہور صحافی بیٹھے اپنی اپنی رائے دیکھ رہے تھے کہ اس بار الیکشن کون جیتے گا۔ طاہر اپنے پولنگ سٹیشن کی لوکیشن دیکھ رہے تھے، یاسمین اپنا آئی ڈی کارڈ ڈھونڈ رہی تھی جو وہ سنبھال کر رکھنے کے چکر میں کہیں رکھ کر بھول گئی تھی اور حلیمہ بیگم بن ٹھن کر ٹی وی کے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں، جبکہ امائرہ جو ابھی ابھی نیند سے اٹھی تھی سیڑھیوں پر بیٹھی آنکھیں ملتے ہوئے گھر میں مچی ہوئی افرتفری دیکھ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نہیں جاؤ گی ووٹ دینے۔" طاہر نے لوکیشن دیکھنے کے بعد اپنا رخ امائرہ کی جانب موڑا۔

امائرہ نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں کیوں جاؤں گی میری مانیں تو آپ بھی نہ جائیں یونہی لائنوں میں دھکے کھائیں گے۔" وہ آنکھیں ملتی ہوئی بولی۔

"ہم ایک جمہوری ریاست میں رہتے ہیں اور ووٹ دینا ہمارا حق ہے۔ پانچ سالوں بعد یہ موقع آتا ہے ہمیں اسے گنوانا نہیں چاہیے۔ تمہیں نہیں جانا تو بے شک نہ جاؤ۔" طاہر کا انداز میں نہ طنز نہ وہ کچھ جتا رہے تھے ان کا انداز بالکل سادہ تھا جیسے وہ اپنا نظریہ سامنے رکھ رہے ہوں۔

www.novelsclubb.com

امائرہ مسکرا دی۔ "آپ کی مرضی۔" اس نے لاپرواہی سے شانے اچکا دیے۔

امائرہ نے ان کے واپس آنے سے پہلے ناشتہ تیار کر دیا۔ جسے دیکھ کر وہ سب بہت خوش ہوئے ساتھ وہ اپنے اپنے پولنگ سٹیشن کے ماحول کے بارے میں بتا رہے

تھے۔امائرہ خاموشی سے اپنا کھانا کھا رہی تھی اسے یہ جاننے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ انہوں نے کس کو ووٹ دیا اور کیوں دیا۔امائرہ کو ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

"بہت شکریہ تمہارا۔میرا آدھا کام ختم کر دیا تم نے۔"جب سب ناشتہ کر کے اٹھ گئے تو یاسمین نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

رات دس گیارہ بجے تک ہر جگہ یہ خبر پھیل چکی تھی کہ جہانزیب خان اور الہان اپنے اپنے حلقوں میں جیت چکے تھے۔ان کے گھر پر سب بے حد خوش تھے۔ولی بڑی سی ٹی وی سکرین کے سامنے بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ لاہور کی عوام کبھی جہانزیب خان کو نہیں چھوڑیں گی چاہے وہ اپنے وعدوں پر پورا اتریں یا نہیں۔

✡✡✡✡✡

امائرہ نے پورا ہفتہ غائب رہنے کے بعد یونیورسٹی کا رخ کیا تھا۔ایمان نے اسے بہت

میسج کیے تھے لیکن اس نے کسی میسج کا جواب نہیں دیا۔وہ سیدھی کلاس میں آئی ۔ٹیچر سامنے پڑھا رہی تھی وہ چپ چاپ پیچھے جو خالی جگہ ملی وہیں بیٹھ گئی۔ایمان کلاس ختم ہوتے ہی اس کے پاس آئی۔"کہاں تھی اتنے دن؟"

"گھر۔"امائرہ نے فون پر جھکے اس کے سوال کا جواب دیا۔

"بائے دی وے کانگریچولیشنز تمہارے تایا ابو الیکشن جیت گئے۔میرے گھر والے تو کہہ رہے تھے جہانزیب خان اس بار ہار جائیں گے کون لوگ بار بار انہیں ووٹ دیں گے لیکن انہوں نے تو جیت کر ہیٹ رک کر دی۔"ایمان یاد آنے پر بولی۔

www.novelsclubb.com

امائرہ نے کسی تاثر کا اظہار نہیں کیا جیسے کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔وہ اپنی باقی دو کلاسز لینے کے بعد گھر کے لیے روانہ ہوئی۔راستے میں وہ کچھ کھانے کے لیے کے ایف سی رکی جب اسے انعم کی کال آئی۔"امائرہ بیٹا۔جہانزیب کے الیکشن جیتنے کی خوشی میں ویک اینڈ پر پارٹی رکھی ہے اور تم نے ضرور آنا ہے۔"

"اوکے آنٹی۔" امائرہ نے بات کر کے فون کاٹ دیا تھا۔ اسے اب وہاں نہ جانے کا بہانہ سوچنا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اتوار بھی آن پہنچا تھا۔ انعم نے آج پھر اسے کال کی۔ "امائرہ میں ڈرائیور بھیج دوں بیٹا۔"

"آنٹی آئی ایم سوسوری میں نے آپ سے کہا تھا لیکن آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو میں نہیں آسکتی۔" امائرہ نے اپنی آواز ذرا بدلتے ہوئے اپنا جملہ مکمل کر کے ایک چھینک بھی ماردی۔ وہ ریلنگ کے ساتھ کھڑی فون کان سے لگائے نیچے کھڑی اپنی گاڑی کو دیکھ رہی تھی جس کے ٹائروں پر کیچڑ لگا ہوا تھا۔

"اوکے۔ آپ اپنا خیال رکھو۔ اللہ حافظ۔" انعم مصروف تھی اس لیے اس نے زیادہ اصرار نہیں کیا۔ ویسے بھی امائرہ کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ واقعی بیمار ہے۔

امائرہ پلٹ گئی وہ نیچے آئی سلیم پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ "انکل آپ مجھے پائپ لگا

دیں آج میں یہ گاڑی خود صاف کروں گی۔" امائرہ کا انداز پر جوش سا تھا۔

"بی بی آپ رہنے دیں میں اسے دھلوا لاؤں گا۔" امائرہ کے گاڑی دھونے کے بعد جو گند پڑنا تھا وہ اسے ہی سمیٹنا تھا اس لیے اس نے پہلے ہی امائرہ کو باز کیا لیکن امائرہ کہاں اس کی ماننے والی تھی۔

"دیکھیں میں نے کہہ دیا تو کہہ دیا۔" امائرہ بضد انداز میں بولی۔ سلیم نے بھی ہار مان لی۔

کچھ دیر میں امائرہ لوز سا ٹراوزر اور شرٹ پہنے پائپ پکڑے گاڑی کو دھو رہی تھی۔ سلیم اس کی مدد کر رہا تھا اور امائرہ مکمل توجہ کے ساتھ گاڑی کو چمکانے کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھی۔

"بیٹی مجھے تو لگتا ہے کل بارش ہونی ہے تو یہ گاڑی پھر سے گندی ہو جانی ہے تو آپ اتنی مشقت نہ کریں۔" سلیم ایک طرف کھڑا ہو کر سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے

بولا۔

"اگر بارش ہوئی تو میں حمزہ کے ساتھ یونیورسٹی چلی جاؤں گی میں گاڑی نکالوں گی ہی نہیں تو میری محنت بھی ضائع نہیں ہو گی۔" امائرہ انہیں حل بتانے کے لیے ان کی جانب مڑی تھی جب مین گیٹ کی دہلیز پر کھڑے شخص کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔

ولی سینے پر ہاتھ باندھے تسلی سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ یہاں؟" امائرہ کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس تاثر کا اظہار کرے۔ حیرانگی، شرمندگی یا پھر صدمے کا۔

www.novelsclubb.com

"چاچو نے بھیجا ہے ان کا کہنا ہے مجھے پتہ ہے میری بیٹی کو کونسی بیماری کب لاحق ہوتی ہے۔" دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے وہ مطمئن انداز میں بولا۔

وہ چاچو کا حوالہ سن کر ذرا حیران ہوئی۔ "سلیم انکل۔ جو کرنا ہے کر لیں۔ آئیں آپ۔" امائرہ نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا تھا۔ "ڈیڈ کب آئے؟"

"آج صبح۔ گھر میں اور کوئی نہیں ہے۔" ولی کو جب ارد گرد نظر دوڑانے کے بعد کوئی نظر نہ آیا تو اس نے پوچھا۔

"نانو خالہ کے پاس اوکاڑہ گئی ہوئی ہیں۔ حمزہ اور ماموں آفیس اور ممانی ساتھ بڑے ماموں کے گھر گئی ہوئی ہیں۔" امائرہ اس کی بات کا جواب دیتی ہوئی کچن میں آئی تھی۔ فریج سے جوس نکال کر گلاس میں انڈیلا اور گلاس ٹرے میں رکھ کر ولی کے سامنے پیش کیا۔

"تھینک یو۔" ولی نے گلاس پکڑ کر ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ موسم کی تبدیلی کی وجہ مجھے بخار ہو گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے میڈیسن لی ہے اس سے کچھ بہتر ہوئی ہوں۔" امائرہ ناک سکوڑتے ہوئے بولی۔

ولی مسکرایا تھا۔ "تھکتی نہیں ہو اتنے جھوٹ بول کر۔"

امائرہ نے اسے گھورا۔ "میں نہیں جا رہی کہیں بھی۔ مجھ سے اس طرح کے فنکشنز

اٹینڈ نہیں ہوتے اور اتنے زیادہ لوگ دیکھ کر مجھے کچھ ہونے لگتا ہے۔" اس نے صاف صاف الفاظ میں منع کیا تھا۔

"میں تمہیں فورس نہیں کر سکتا۔ لیکن تمہیں پتہ ہے وہاں ہر قسم کے لوگ آئیں گے ہماری پوری فیملی کے ہمارے، سوشل سرکل کے۔ تم اس گھر کی بہو ہو تم نہیں ہو گی تو سب کو باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا۔" ولی کا انداز بالکل عام تھا۔

امائرہ ناخن چبانے لگی۔ "یہ سب لائنیں بھی ڈیڈ نے یاد کروائی ہوں گی۔" امائرہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیسے پتہ؟" ولی محظوظ ہوا تھا۔

"آپ کے چاچو بعد میں ہیں وہ پہلے میرے ڈیڈ ہیں۔" امائرہ جتاتے ہوئے بولی۔ "اب اٹھیں اور کچھ پہننے کے لیے ڈھونڈنے میں میری مدد کریں۔ ایک تو ممانی نے بھی ابھی جانا تھا۔" امائرہ نے سیڑھیوں کی جانب اشارہ کیا۔

"ماما کہہ رہی تھیں انہوں نے تمہاری کوئی اپائنٹمنٹ بک کروائی ہوئی تھی۔میں انہیں کال کرلیتا ہوں۔"

امائرہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔"مجھے کون سا دولہن بننا ہے۔میں خود تیار ہو جاؤں گی۔آپ بس میرے ساتھ چلیں اور ڈریس سلیکٹ کرنے میں میری ہیلپ کر دں۔۔"

ولی نے مزید اصرار نہیں کیا اور اس کے پیچھے چل دیا۔جوس کا گلاس وہیں پڑا رہ گیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی بیڈ پر بکھرے ہوئے ڈاکومنٹس نے ان کا استقبال کیا۔امائرہ انہیں نظرانداز کرتی ہوئی وارڈروب کی جانب بڑھ گئی۔

ولی پہلے تو امائرہ کے کپڑے اور جوتے دیکھ کر ٹھٹھکا تھا۔"یہ سب تمہارے ہیں؟" اس نے گردن موڑ کر امائرہ کو دیکھا۔

امائرہ نے ہولے سے سر ہلایا تھا۔"ممانی کو بلا لیتی ہوں۔ایسے نہیں سمجھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنی۔"امائرہ چارجنگ پر لگے فون کی جانب بڑھی تھی۔

ولی نے کچھ سوچتے ہوئے ہینگر میں لٹکا سوٹ پکڑ کر امائرہ کی طرف کیا۔"یہ اچھا ہے یہ پہن لو۔"

امائرہ کال کرتی کرتی رک گئی۔وہ سلک کی سیاہ لمبی فراک تھی جو اس کی یادداشت کے مطابق اس نے پہلے کبھی نہیں پہنی تھی۔

"آر یو شیور؟"اس نے فون واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

ولی نے سر کو جنبش دی۔امائرہ چینج کرنے کے لیے واشروم میں گھس گئی۔ولی نے کچھ سوچتے ہوئے ان پھیلے ہوئے ڈاکومینٹس کو اکٹھا کرنا شروع کیا آخر پر ایک ڈاکومنٹ رہ گیا تھا جو شاید پنکھے کی ہوا کی وجہ سے نیچے فرش پر گر گیا تھا ولی نے جھک کر اسے اٹھایا اس کی نظر ڈاکومنٹ کے ٹائٹل پر پڑی تھی جس پر اوپر کسی سکول کا نام لکھا ہوا تھا اور نیچے موٹے موٹے حروف کے ساتھ ٹرمینیشن لیٹر لکھا ہوا تھا۔ولی

www.novelsclubb.com

آنکھیں چھوٹی کیے اس کاغذ پر لکھی تفصیلات پڑھ رہا تھا جن کا نچوڑ یہ تھا کہ امائرہ سکول میں دوسروں کو خوفناک حد تک بلی کرتی تھی جس کی وجہ سے اسے سکول سے نکالا جا رہا تھا اس میں امائرہ کے بے قابو غصے کا ذکر بھی تھا۔ولی نے گہری سانس کھینچ کر ان سب ڈاکومنٹز کو ایک فائل ڈال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

یاسمین واپس آچکی تھی اس لیے وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔وہ یونہی اس سے روزمرہ زندگی سے متعلق سوال پوچھ رہی تھیں اور ولی انہیں جواب دے رہا تھا۔

امائرہ دس پندرہ منٹ میں تیار ہو کر اسے سیڑھیوں سے اترتی دکھائی دی تھی۔سیاہ لمبی فراک میں ملبوس،کانوں میں سلور رنگ کے جھمکے پہنے،بالوں کو درمیان سے مانگ نکال کر کندھوں پر پھیلائے وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔وہ سیاہ ہیلز ہاتھ میں پکڑے زینے اتر رہی تھی۔ولی نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"امائرہ واپس کب آؤ گی؟" یاسمین نے یونہی پوچھا۔

امائرہ نے کندھے اچکا کر ولی کی جانب دیکھا۔ "میں ڈراپ کر دوں گا۔ ڈونٹ وری۔" وہ اطمینان سے بولا۔

سلیم گاڑی دھو چکا تھا۔ وہ اب بالکل نئی گاڑی کی طرح چمک رہی تھی۔ امائرہ ان کے پاس رکی تھی۔ دونوں بند مٹھیاں ان کے سامنے کی۔ "بوجھیں تو جانیں۔"

ولی دلچسپگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ فضا میں مغرب کی اذان کی آواز گونجنے لگی۔

سلیم نے بہت سوچتے ہوئے بائیں مٹھی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ امائرہ ہنسی، مٹھی کھولی۔ اس کے اندر کچھ نوٹ تھے۔ امائرہ نے وہ ان کے ہاتھ میں تھمائے تھے۔ "یہ لڈو والی شرط کے پیسے۔" امائرہ نے انہیں یاد کروایا تھا۔ وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی۔

سلیم مسکرایا۔ وہ جانتا تھا امائرہ ان سے جان بوجھ کر ہار جاتی تھی۔

"اور سگریٹ پینا چھوڑ دیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں آپ کے۔ بچوں کے لیے ماں باپ بہت اہم ہوتے ہیں۔" امائرہ جاتے جاتے اسے جتانا نہیں بھولی تھی لیکن وہ بھی کہاں باز آنے والا تھا۔

"عنیزہ آنٹی بھی آئی ہیں؟"

"نہیں چاچو اکیلے آئے ہیں۔"

ان کا محلوں جیسا گھر آج روشنیوں سے چمک دھمک رہا تھا۔ گھر کے چاروں طرف سکیوریٹی بڑھا دی گئی تھی۔ وہ اس گیٹ کے سامنے سے گزرتا ہوا دوسرے گیٹ کی جانب آیا تھا۔ جہاں نہ کوئی رش تھا نہ ہی لوگ تھے۔ گارڈ نے ولی کو دیکھا اور گیٹ کھول دیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے پہلے نکل کر امائرہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور گاڑی کی چابی گارڈ کو تھما دی کہ وہ اسے پارک کر دے۔

وہ اسے سیدھا اپنے کمرے میں لے آیا۔ "کچھ لو گی؟ پانی، جوس، چائے، کافی؟"

امائرہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ایک منٹ میں آتا ہوں۔" وہ کہہ کر چلا گیا۔امائرہ نے آس پاس نظریں دوڑائیں وہ پہلے بھی اس کمرے میں آچکی تھی لیکن تب اس نے یہ کمرا اتنے غور سے نہیں دیکھا تھا۔اس نے آس پاس نگاہیں دوڑائیں،اس کے کمرے میں موجود ہر چیز بہت نفاست سے رکھی گئی تھی۔ولی کے بیڈ کے اوپر اس کے بچپن کی ایک بڑی سی تصویر لگی ہوئی تھی جب وہ شاید کچھ ماہ کا تھا،گول مٹول، صحت مند بچہ۔امائرہ غور سے اسے دیکھنے لگی۔اب والا اور پہلے والے ولی میں بہت فرق تھا۔

اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی لیکن وہ پلٹی نہیں اسے یقین تھا وہ ولی ہی ہو گا۔وہ اسے اس کے قدموں کی آواز سے پہچان لیتی تھی۔ولی نے ایک جیولری سیٹ اس کی جانب بڑھایا۔اس نے تعجب بھری نگاہوں سے ولی کو دیکھا۔"یہ کس لیے؟"

"کین آئی؟"وہ اس کا سوال نظرانداز کر کے اس سے اجازت مانگ رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

امائرہ نے ہولے سے سر کو ہلایا۔ولی نے اسے وہ نیکلیس پہنایا۔وہ دور ڈریسنگ میں کھڑی اسے اپنے پیچھے کھڑا دیکھ سکتی تھی۔اس کمرے سے منسوب جو ایک بری یاد تھی وہ مٹنے لگی۔

"میں چینج کر لوں پھر باہر چلتے ہیں۔"وہ کہہ کر واشروم کی جانب بڑھ گیا۔امائرہ بیٹھ کر فون پر انسٹا گرام سکرول کرنے لگی۔وہ دونوں ایک ساتھ باہر لان میں آئے تھے جس کو پارٹی کی مناسبت سے سجایا گیا تھا۔

امائرہ کے چلتے قدم رکے۔ولی نے رک کر اسے دیکھا تھا۔"کیا ہوا؟"

امائرہ کا سر نفی میں ہلا تھا اور وہ اس کے ساتھ چلنے لگی تھی۔وہاں بہت لوگ تھے ۔مختلف قسم کے مرد اور عورتیں جو ہاتھوں میں مشروب پکڑے آپس میں حلقے بنائے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ولی نے چلتے ہوئے نا محسوس انداز میں اس کا ہاتھ تھاما۔امائرہ نے گردن پھیر کر اس

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی جانب دیکھا لیکن وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔وہ ایسا کیوں تھا۔وہ ایسا کیوں کر رہا تھا۔وہ کیوں بھرے ہجوم میں اس کا ہاتھ تھام رہا تھا وہ کیوں اس کی اندھیری زندگی میں روشنی کی کرن بن رہا تھا۔اسے اپنے دل کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوتی محسوس ہوئی تھیں وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا لیکن امائرہ اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔

سامنے اس کی فیملی کھڑی تھی۔ولی نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا وہ باری باری ان سب سے ملی تھی پھر ایکدم وہ رکی سامنے شاہزیب کھڑے تھے۔وہ مسکرا رہے تھے امائرہ ان کی مسکراہٹ کا مطلب سمجھ سکتی تھی۔شاہزیب نے اسے ساتھ لگایا

۔"کیسی ہے طبیعت میری بیٹی کی؟"شاہزیب مسکراہٹ دبا کر بولے۔

"دیکھ لوں گی میں آپ کو۔"امائرہ نے انہیں آنکھیں دکھائی۔

"کبھی تو اپنے باپ کا حال پوچھ لیا کرو؟"شاہزیب نے سرد آہ بھری تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیسے ہیں آپ؟"

"تمہیں دیکھ کر مجھے اپنی زندگی میں کی جانے والی ساری غلطیاں یاد آتی ہیں امائرہ۔ تم یہاں میرا صبر آزمانے بھیجی گئی ہو۔اور کوئی خاص مقصد نہیں ہے تمہاری زندگی کا۔" شاہزیب سینے پر ہاتھ باندھ کر بولے۔

"آپ کو پتہ ہے اگر میں برا مان گئی تو کیا ہو گا؟" امائرہ انہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں تنبیہ کر رہی تھی۔ان دونوں کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ پاس کھڑا انسان بھی انہیں نہیں سن سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تم بغیر اپنے باپ بھائی کی عزت کے پرواکیے اس دروازے سے چلی جاؤ گی۔میرا خون ہو تم جانتا ہوں تمہیں۔" شاہزیب نے اس کا کندھا تھپکا تھا اور الہان کی جانب بڑھ گئے تھے۔

"تو مسز جہانزیب یہ ہیں آپ کی سب سے چھوٹی بہو۔" انعم کے پاس کھڑی

میرون ساڑھی میں ملبوس عورت امائرہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہ ہماری بہو بھی ہے اور بیٹی بھی۔" انعم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"میں نے تو ان کے نکاح پر ہی کہہ دیا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت جچتے ہیں۔ میڈ فار ایچ ادر۔ ولی کو اس سے زیادہ خوبصورت لڑکی نہیں مل سکتی تھی۔"

امائرہ رسمی انداز میں مسکراتی ہوئی وہاں سے پلٹی تھی جب سامنے ولی کو دیکھ کر ایکدم چونکی تھی۔ "کچھ چاہیے؟"

"مجھے گھر جانا ہے؟" امائرہ رونے والی شکل بنا کر بولی۔ "اتنی جھوٹی تعریفیں سن لی ہیں کہ اب مجھے پورا ہفتہ نیند نہیں آنی۔"

ولی نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔ "اور کیا بات کریں پھر وہ آپس میں۔" ولی گول میز کے گرد پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"باتیں ہی نہ کریں چپ چاپ بیٹھے رہیں۔خاموشی عبادت ہے۔"امائرہ نے آخر پر منہ پر انگلی رکھی تھی۔

"ہمارے لیے یہ سب بہت عام ہے۔ہم بچپن سے ان چیزوں کے عادی ہیں۔ایک سیاست دان کے بیٹے ہونے کی وجہ سے نا چاہتے ہوئے بھی توجہ ملنا،اس طرح کے بورنگ ایونٹز کا حصہ بننا اور جھوٹی سچی تعریفیں کرنا اور سننا۔تمہارے پاس ان کو اوائڈ کرنے کا آپشن ہے ہمارے پاس نہیں۔"آج وہ پورے دن میں پہلی بار کوئی سنجیدہ بات کر رہا تھا۔

تبھی فواد ان کے پاس بیٹھا۔ولی چلا گیا اب وہاں وہ دونوں تھے۔فواد بہت شوق سے اسے اپنے کلب کے قصے سنا رہا تھا اور امائرہ اسے سن رہی تھی۔

امائرہ کی نظر اس کے بازو پر پڑی تھی۔اس نے شرٹ کی کہنی فولڈ کی ہوئی تھی اور اس کی کہنی پر زخم تھا جو اس نے چھپایا ہوا تھا۔"فواد یہ کیا ہے؟"امائرہ نے سنجید گی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے پوچھا تھا۔

"وہ۔۔۔ کھیلتے ہوئے گر گیا تھا۔"

"ایسی چوٹیں کھیلتے ہوئے نہیں لگتیں۔ میں ان سے بہت اچھے سے واقف ہوں ۔کب سے چل رہا ہے یہ سب ؟"اس کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

فواد اسے سپاٹ نگاہوں سے دیکھتا رہا تھا۔امائرہ کیسے جان سکتی تھی۔"اولیولز کے لیے بابا نے سکول چینج کروایا ہے اس سال۔"فواد نے جواب دیا۔

"تم جانتے ہو لوگ تمہیں اسی وقت تک ڈرا سکتے ہیں جب تک تم ڈرو گے۔ جس دن تم نے ان کے ایک ہاتھ کا جواب اپنے ہاتھ سے دیا وہ پیچھے ہٹ جائیں گے۔ یا تو الہان بھائی کو بتاؤ یا پھر ان کو جواب دو۔ ورنہ تم ایک شیل میں بند ہو جاؤ گے اور یہ ٹراما ساری زندگی جان نہیں چھوڑتے فواد۔"امائرہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

فواد مکمل توجہ کے ساتھ انہیں سن رہا تھا۔"وہ بڑے ہیں میں چھوٹا ہوں۔"اس کا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لہجہ کمزور سا تھا۔

"یہی دنیا کا اصول ہے جو اوپر ہوتے ہیں وہ خدا بننے لگ جاتے ہیں تمہیں انہیں ان کا مقام یاد کروانا ہے۔ کوئی بڑا چھوٹا نہیں ہوتا۔ بات ہمت کی ہوتی ہے تمہیں انہیں جواب دینے کی ہمت پیدا کرنی ہے۔ تم جانتے ہو میں بورڈنگ سکول میں پڑھی ہوں مجھے بھی سب وہاں بلی کرتے تھے کیونکہ میں چھوٹی تھی پھر ایک دن میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے کمزور نہیں بننا اور اس کے بعد وہ مجھ سے ڈرتے تھے۔" امائرہ نے نرمی سے اسے سمجھاتے ہوئے اس کا کندھا تھپکا تھا۔

www.novelsclubb.com

فواد نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔

پارٹی ختم ہوتے ہوتے تین بج چکے تھے۔ امائرہ ہمیشہ کی طرح بہت بور ہوئی تھی۔ "آپ مجھے گھر ڈراپ کر دیں گے میں تھک گئی ہوں؟" امائرہ ولی سے مخاطب ہوئی۔ اس کی آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں۔

"صبح چلی جانا۔"

"آپ نے کہا تھا آپ مجھے واپس چھوڑ کر آئیں گے۔" امائرہ نے کن اکھیوں سے اسے گھورا۔

"مجھے کیز دو۔ میں چھوڑ آتا ہوں۔" ان کے پیچھے کھڑے شاہزیب بولے تھے۔

"نہیں چاچو آپ ریسٹ کریں۔ تھک گئے ہوں گے۔" ولی نے فوراً منع کیا۔ امائرہ کھڑی ہونٹ چباتے ہوئے شاہزیب کو دیکھ رہی تھی۔ مطلب واضح تھا اس کی کلاس لگنے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مانا آپ کی بیوی ہے لیکن میری بیٹی ہے۔ اتنا کر سکتا ہوں۔" شاہزیب نے مسکرا کر اس کا کندھا تھپکا تھا۔

ولی نے مسکرا کر انہیں اپنی گاڑی کی چابی تھمائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گاڑی لاہور کی ویران سڑکوں پر اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھیں۔ شہر کی تقریباً ساری دکانیں بند ہو چکی تھیں۔ سڑکیں خالی تھی۔امائرہ شاہزیب کے بولنے کی منتظر تھی۔

"تم میری کالز کیوں نہیں اٹینڈ کر رہی تھی ؟" شاہزیب نے گفتگو کا آغاز کیا تھا۔

"آپ کو پورے مہینے بعد یاد آگیا کہ آپ کی کوئی بیٹی بھی ہے۔" وہی ہٹ دھرم انداز۔

"میں مصروف تھا۔" شاہزیب اپنی بات پر زور دے کر بولے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں بھی مصروف تھی۔" امائرہ نے بھی ان کے انداز میں جواب دیا۔ "مجھ سے یہ گلے شکوے مت کیا کریں۔" امائرہ نے تلخی سے سر جھٹکا۔

"وہ لڑکا کیوں آیا تھا؟" شاہزیب سید ھا مدعے پر آئے تھے۔

امائرہ چونکی تھی۔"کون سا لڑکا؟"اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔کیا وہ زید کی بات کر رہے تھے؟

"تم جانتی ہو میں کس کی بات کر رہا ہوں۔تمہاری ماں کی کال آئی تھی مجھے ۔"شاہزیب کا انداز ایکدم سرد ہو گیا۔بند گاڑی میں ایک تناؤ سا پیدا ہو گیا۔

امائرہ حیران ضرور ہوئی تھی لیکن اتنا نہیں۔وہ سارہ سے یہ سب ایکسپیکٹ کر سکتی تھی۔"مجھے نہیں آئیڈیا۔میں تو ملتان تھی ولی اور اس کی فیملی کے ساتھ۔"امائرہ نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔اسے جھوٹ بولنا آتا تھا۔

"تم ایک ہفتے بعد ولی کے ساتھ واپس آگئی تھی۔کوئی ایمرجنسی تھی۔یقیناً وہ ایمرجنسی۔۔۔۔"شاہزیب نے مزید کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔انہیں بھی امائرہ کے جھوٹ پکڑنے آتے تھے۔

"وہ۔۔۔"اسے سمجھ نہیں آیا تھا مزید وہ شاہزیب کو کیا جواب دے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لیٹ می ٹیل یو ون تھنگ ویری کلیئرلی۔ تم کسی کی بیوی ہو اور تمہیں اس بات کا قدم قدم پر خیال رکھنا چاہیے۔ میں نے تم پر کبھی کوئی پابندی نہیں لگائی، تمہیں تمہاری زندگی تمہارے مطابق جینے کا پورا حق دیا ہے لیکن میں یہ سب ہر گز برداشت نہیں کروں گا تمہارے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہے اگر تمہاری وجہ سے میرے خاندان میں مجھ پر سوال اٹھا یا میرا نام خراب ہوا تو میرے سے کسی نرمی کی امید مت رکھنا۔" شاہزیب کا لہجہ سخت تھا۔

امائرہ نے خاموشی سے پہلو بدل لیا۔ اسے شاہزیب کے الفاظ اندر تک چبھتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ وہ ونڈ سکرین کے پار ان خالی سڑکوں کو دیکھنے لگی تھی۔ آنکھوں میں جو نیند تھی وہ کب سے اڑ گئی۔

"میں نے یہ نکاح آپ کے کہنے پر ضرور کیا تھا لیکن میری مرضی اس میں شامل تھی۔ اگر میں نے کسی اور کو چننا ہوتا تو میں آپ سے کہہ دیتی ڈیڈ۔ کوئی غلط قدم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اٹھانا ہوتا تو آپ مجھے نہیں روک سکتے تھے۔۔زیادہ کچھ تو مجھے نہیں پتہ لیکن اتنا جانتی ہوں کہ نکاح کا رشتہ بہت پاک ہوتا ہے۔میں کبھی اس رشتے کی توہین نہیں کروں گی۔میں آپ یا ماما جیسی نہیں ہوں ڈیڈ۔اتنا تو یقین رکھیں مجھ پہ۔میں وہ نہیں کر سکتی جو آپ نے ماما کے ساتھ کیا اور ماما نے آپ کے ساتھ۔میں کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔میں نہیں چاہوں گی کوئی اور بھی وہ زندگی جیے جو میں جی رہی ہوں۔"امائرہ کے انداز میں مایوسی اور اداسی تھی۔وہ اب شاہزیب سے بحث نہیں کر رہی تھی۔

شاہزیب نے گہری سانس خارج کی۔ایک نظر امائرہ کی جانب دیکھا جس کی نظریں باہر تھیں شاید وہ کچھ زیادہ بول گئے تھے ایکدم احساس ہوا۔"میں تمہیں لے کر بہت فکر مند رہتا ہوں۔اماں کہا کرتی تھیں بیٹیوں کے نصیب سے ڈرنا چاہیے۔میں نے اسی ڈر کو ختم کرنے کے لیے تمہارا رشتہ ولی سے جوڑا تھا۔مجھے

اپنے بیٹوں سے زیادہ بھروسہ ہے اس پہ۔ تم گروگی تو وہ تمہیں سنبھال لے گا۔ میں نہیں ہوگا تو وہ تمہارا خیال رکھ لے گا۔" شاہزیب کی آواز دھیمی اور لہجہ متوازن تھا۔

وہ ان سے کہنا چاہتی تھی کہ ولی بہت اچھا ہے۔ وہ واقعی اس کا بہت خیال رکھتا ہے لیکن وہ نہیں کہہ پائی۔ وہ اکثر اس طرح کی باتیں شاہزیب سے نہیں کہہ پاتی تھی۔

اس کا گھر آچکا تھا۔ امائرہ نے وہاں پہنچنے سے پہلے حمزہ کو کال کر دی تھی۔ وہ گیٹ پر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"اللہ حافظ ڈیڈ اور یہ مرنے کی باتیں کم کیا کریں۔ اتنے بوڑھے بھی نہیں ہیں آپ۔ پوری پارٹی میں میرے شوہر کے بعد سب سے زیادہ ہینڈسم لگ رہے تھے۔" امائرہ آنکھ دباتے ہوئے بولی تھی۔

"کرلوں تیسری شادی پھر؟" شاہزیب شرٹ کے کالر ٹھیک کرتے ہوئے بولے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

۔

"پہلے والی سنبھال لیں ڈیڈ۔ وہی کافی ہیں۔" امائرہ گاڑی سے نکل گئی۔ شاہزیب بھی چلے گئے۔ امائرہ نے اپنی ہیلز اتار کر ہاتھ میں پکڑیں۔

"نوڈلز بنائیں۔" حمزہ نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے مشورہ دیا تھا۔ اسے اندازہ تھا امائرہ نے وہاں سے کھانا نہیں کھایا ہو گا۔

"کس خوشی میں؟" امائرہ نے رک کر تھکے تھکے انداز میں پوچھا۔

"سڈنی سٹرائیکرز۔ بگ بیش لیگ۔ نام آیا ہے میرا آکشن میں۔" حمزہ نے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

امائرہ کی نیند سے بھری آنکھیں کھلی تھیں۔ "نو وے۔" وہ چیخی۔

"سب سو رہے ہیں آرام سے۔" حمزہ نے اسے آواز کم کرنے کا کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں چینج کر کے آتی ہوں تم بنانا شروع کرو۔" امائرہ کہتی تیز تیز سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ حمزہ مسکرایا تھا۔ وہ خوش نصیب تھا اس کے پاس ایک مخلص دوست تھا۔ وہ اس کی کامیابی پر خوش ہوتی تھی اور ناکامیوں پر اسے سپورٹ کرتی تھی۔

✡✡✡✡✡

قطاروں میں لگی کرسیاں، ان کرسیوں پر بیٹھے ایک دوسرے کو امید بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے افراد اور ان میں آخر پر بیٹھی امائرہ جس کو سامنے پڑا پرچہ دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اس کی نظر کمزور ہو گئی ہے۔ پچھلی دو راتوں سے وہ ٹھیک سے سوئی نہیں تھی اور آج ٹیسٹ دینے یونیورسٹی آ گئی تھی۔

جیسے تیسے اس نے وہ پرچہ بھرا تھا اور سب سے پہلے اس کلاس روم سے چلتی بنی۔ وہ کچھ کھانے کی نیت سے کیفے کی جانب بڑھ رہی تھی جب اس کا فون بجا تھا۔ امائرہ نے بیگ سے فون نکال کر دیکھا تھا۔ شاہزیب کا میسج تھا۔ "میں شام کو واپس جا رہا

ہوں۔ ہم ساتھ لنچ کر سکتے ہیں۔"

امائرہ کچھ لمحے یونہی سوچتی رہی تھی پھر اس نے اپنا رخ موڑ لیا تھا۔ ساتھ ہی کچھ ٹائپ کر کے شاہزیب کو سینڈ کیا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ تمہیں سیاست کی طرف جانا چاہیے۔"

"کیونکہ بہت سے لوگوں کو لگتا ہے کہ میں وہ کر سکتا ہوں جو یہ باقی لوگ نہیں کر سکتے۔" ولی کا انداز بالکل سادہ تھا۔

"تمہیں خود کیا لگتا ہے؟" شاہزیب ٹانگ پر ٹانگ رکھے مطمئن انداز میں بیٹھے تھے۔

ولی نے شانے اچکائے۔ "میں اس بارے میں نیوٹرل ہوں۔ میں چاہتا ہوں میں ایسا کچھ کروں جس سے بہت سے لوگوں کے مسئلے حل ہو جائیں لیکن میرے خیال میں سیاست کے علاوہ بھی بہت سے راستے ہیں جن پر چل کر میں اپنے مقاصد

پورے کر سکتا ہوں۔"

"دیٹس گڈ۔مجھے یا کسی کو بھی تمہاری قابلیت پر شک نہیں ہو گا لیکن ولی سیاست وہ بھی پاکستان جیسے ملک میں۔اس سے تم پناہ ہی مانگو۔میں جانتا ہوں تمہیں اس ملک سے بہت محبت ہے، تم رائڈ کی طرح دوسروں کے لیے بہت ہمدردی رکھتے ہیں لیکن میرا خیال ہے تمہیں لوگوں کی مدد کرنے کے لیے کوئی اور طریقہ ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ اس کے آخر پر تمہیں ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہو گا ۔تمہیں کیا لگتا ہے کہ جہانزیب بھائی اتنے سالوں سے اپنی ایمانداری کے بلبوتے پر جیت رہے ہیں اونہوں ایک سیٹ کے لیے آپ کو اس ملک میں قتل تک کر دینا ایک عام سی بات ہے۔جب میں تمہاری عمر کا تھا مجھے بھی لوگ یہی مشورہ دیتے تھے کیونکہ میرے پاس بھی تمہاری طرح ایک سیاست دان باپ اور بھائی ہونے کی پریویلیج تھی لیکن میں نے اس سب انتشار کی جگہ اپنے اور اپنی فیملی کے لیے

سکون چنا۔ میری زندگی، میری کامیابی اور میری محنت ہر چیز کے پیچھے صرف ایک ہی مقصد رہا ہے اپنی اولاد کو ایک اچھی زندگی دینا۔ میں ہر گز نہیں چاہوں گا کہ میرے بچے سکول جائیں اور کوئی انہیں ان کے باپ کے نام سے بلی کرے۔ پاکستان میں بلکہ دنیا میں ہر جگہ سیاست کے نام پر بہت جرم کیے جاتے ہیں، ظلم، زیادتی، ناانصافی، حق تلفی اور کیا کیا نہیں ہوتا سیاست میں۔ اس لیے میں تو یہی چاہوں گا کہ تم اس بلا سے دور رہو۔ لیکن اگر تم واقعی سیاست کو کنسڈر کرنا چاہ رہے ہو تو تین چار سال رک جاؤ۔ تم خود بھی میچور ہو جاؤ گے اور تمہارا بزنس بھی اچھے سے اسٹیبلش ہو چکا ہو گا۔ میں تو تمہیں یہی مشورہ دوں گا باقی تمہاری اپنی مرضی جو تمہیں بہتر لگے وہی کرو۔"

ولی نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔ ان دونوں نے ایک ساتھ شیشے کے پار رکتی ہوئی گاڑی اور اس میں سے نکلتی ہوئی لڑکی کو دیکھا۔ اس نے گاڑی غلط جگہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پارک کی تھی۔پارکنگ والا آدمی فوراًاس کے پاس آیا۔امائرہ نے اپنے بیگ سے چند نوٹ نکال کر اسے تھمائے وہ خوش ہو کر واپس چلا گیا۔ولی اور شاہزیب دونوں اس کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔"اس طرح تو آپ کی بیٹی مجھے کنگلا کر دے گی۔" وہ لبوں پر مسکان لیے بولا۔

"اسی لیے کہا ہے اچھے سے اسٹیبلش کر لو بزنس میری نکچڑی بیٹے کے نخرے کیسے اٹھاؤ گے۔اپنے باپ کے پیسوں کو تو وہ حرام مال سمجھ کر اڑاتی ہے۔"شاہزیب نے تسلی دینے والے انداز میں ولی کا شانہ تھپکا تو وہ ہنس پڑا۔

سبز رنگ کی قمیض کے ساتھ کیپری پہنے اور رنگین دوپٹا سر پر ٹکائے وہ اچھی لگ رہی تھی۔وہ سست روی سے چلتی ہوئی ان کے سامنے بیٹھی۔"اسلام علیکم۔"

"یونیورسٹی سے آرہی ہو؟"شاہزیب نے یونہی استفسار کیا۔

"جی ٹیسٹ تھا۔"امائرہ نے مختصر ساجواب دیا۔

"یہ فیل ہونے کا نتیجہ ہے جو اتنی ڈیڈیکیشن دکھا رہی ہو؟" شاہزیب کرسی سے ٹیک لگا کر ذرا سیدھا ہو کر بولے۔

امائرہ نے ولی کی طرف دیکھا۔ "کم آن ولی آپ لاہور میں میرے فیل ہونے کا بل بورڈ لگوا دیتے پر ڈیڈ کو نہ بتاتے۔" امائرہ تاسف سے کہہ رہی تھی۔ "اور میں فیل نہیں ہوئی میں نے پیپر چھوڑ دیا تھا۔" امائرہ نے انہیں مزید معلومات سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔

"کس خوشی میں؟" شاہزیب کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"میں پیپر لکھ رہی تھی۔ مجھ سے اگلی سیٹ پر بیٹھے لڑکے کا پین گرا۔ میں نے اس کے کہنے پر اسے پین واپس کیا۔ ٹیچر کو لگا میں چیٹنگ کر رہی ہوں وہ میرا پیپر لے گئی۔ میں نے ایک بار کہا میں نے چیٹنگ نہیں کی اس نے میری نہ سنی تو میں دو اور سنا کر پیپر چھوڑ کر آ گئی۔ مجھے لگا تھا جتنا لکھا ہے اتنا چیک ہو گا تو پاس ہو جاؤں گی لیکن

سبجیکٹ کی ٹیچر نے چیک ہی نہیں کیا۔" امائرہ بالکل مطمئن ہو کر انہیں اپنی کرتوت سنا رہی تھی۔

ولی حیران ہوا تھا لیکن شاہزیب کے چہرے پر کہیں حیرت کا کوئی تاثر نہیں تھا۔" تم ریکوئیسٹ کرتی تو وہ مان جاتی۔ لیکن تم اور کسی کی ریکوئیسٹ کرو۔" شاہزیب نے سرد آہ بھری۔

" کہا تھا نہ۔ مت بتائیں انہیں۔ بوڑھے لوگ ایک ہی بات دل سے لگا کر بیٹھ جاتے ہیں۔" امائرہ نے ولی کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

" تم نے نہیں کہا تھا۔" ولی نے اس کی بات کی تردید کی۔

" لیکن آپ کو تو میرے بوڑھے ڈیڈ کے سفید بالوں کا خیال کرنا چاہیے تھا جنہیں وہ ہر مہینے کلر کر لیتے ہیں۔" امائرہ کا انداز بظاہر بے حد سنجیدہ تھا۔

شاہزیب نے آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی عمر پر کیے جانے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

والے ہر مزاق پر چڑ جاتے تھے اس لیے وہ جان بوجھ کرانہی چیزوں کی بات کرتی تھی۔

ولی نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔شاہزیب نے ان دونوں کو باری باری گھورا۔"مزید تم نے ایک بار مجھے بوڑھا کہا تو میں نے تمہیں اپنی جائیداد سے عاق کر دینا ہے۔میرے سفید بالوں کی بڑی فکر ہے اپنے رنگ برنگے چوزوں والے بالوں کا نہیں پتہ۔"شاہزیب برامان گئے تھے۔

امائرہ نے ہونٹوں پر انگلی رکھ لی تھی جیسے وہ واقعی شاہزیب کی دھمکی سے ڈر گئی ہو۔"کچھ کھلائیں گے یا بھوکا مارنا ہے آپ نے بھی۔"امائرہ نے موضوع بدلا تھا۔

ولی نے ویٹر کو بلا کر آرڈر نوٹ کروایا تھا۔اس کے فون پر کال آئی تھی وہ سننے باہر گیا تھا۔

"لاسٹ ویک میں نے کچھ ٹیسٹ کروائے تھے۔۔۔۔۔کچھ ایشوز ہیں کڈنیز

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں۔" شاہزیب امائرہ کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے۔ وہ ایسی بات کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔

امائرہ کے چہرے کی رنگت بدلی۔ "کیا مطلب ہے اس بات کا؟" اس کی آواز نہ چاہتے ہوئے کپکپائی تھی۔

"کہ تم اپنے فیوچر کے بارے میں سوچو۔ امائرہ کتنی دیر میں۔۔۔۔"

"مجھے نہیں پتہ کتنی دیر ڈیڈ۔ مجھے نہیں پتہ۔ لیکن میری ایک بات سن لیں آپ میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتے۔ میں آپ کے بغیر۔۔۔۔" امائرہ کی آواز بھرا گئی تھی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ وہ اٹھ کر چلی گئی تھی شاہزیب نے اسے آواز دی لیکن وہ نہیں رکی تھی۔ آس پاس بیٹھے لوگ ان کی جانب متوجہ ہو گئے۔ شاہزیب نے بے اختیار پیشانی مسلی۔

راستے میں وہ ولی سے ٹکرائی تھی۔ "کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"

لیکن وہ رکی نہیں وہ چلتی گئی۔ وہ گاڑی میں بیٹھی تھی۔ سر گود میں رکھا۔ "ایسا کچھ نہیں ہو گا۔" دل سے آواز آرہی تھی۔ لیکن جب بھی وہ امید لگاتی تھی ویسا نہیں ہوتا تھا۔

کسی نے گاڑی کا شیشہ کھٹکھٹایا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ ولی جہانزیب ہی ہو گا۔ امائرہ نے سر اٹھا کر شیشہ نیچے کیا تھا۔ "مجھے نانو کو بس سٹیشن سے پک کرنا ہے۔ مجھے جانا ہو گا۔"

"اتنا تو جان گیا ہوں تمہیں۔ کہ تمہارے سچ اور جھوٹ میں فرق کر سکوں۔ اب شاباش آؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔" ولی تحکمانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ امائرہ تھکے تھکے انداز میں پلکیں جھپکتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔ پھر گہری سانس خارج کر کے باہر نکلی۔

شاہزیب کی نظر ولی اور امائرہ پر پڑی۔ وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے آرہے تھے۔ ولی

امائرہ سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ توجہ سے اسے سن رہی تھی۔ دل کو تسکین ملی تھی۔ وہ دونوں بچے ان کے دل کے بہت قریب تھے۔ انہیں یوں خوش دیکھ کر دل کو اطمینان پہنچا تھا۔

امائرہ ان کے سامنے بیٹھی تھی۔ ولی اور شاہزیب دونوں اسے نوٹس کر رہے تھے جو پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنی پلیٹ میں پڑا اسٹیک کا پیس ذرا سا کاٹتی اسے کانٹے کے ساتھ اور چھوٹا کر کے تھوڑا سا منہ میں ڈال لیتی جیسے اس کی بھوک مر گئی ہو ۔"تمہاری نانو کہاں گئی ہوئی ہیں؟" بہت سوچنے کے بعد شاہزیب کو اس سے کرنے والی ایک بات مل گئی تھی۔

"خالہ کے پاس اوکاڑہ۔"

"کوئی ضروری کام تھا؟" وہ جان بوجھ کر گفتگو کو طول دے رہے تھے۔

"ان کے کسی رشتہ دار کی شادی تھی۔"

www.novelsclubb.com

شاہزیب نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔"یہ سمیسٹر کب ختم ہونا ہے؟"

"دو تین ماہ تک۔"

"اس کے بعد والی سمیسٹر بریک میں یا جب بھی تمہیں چھٹیاں ہوں گی تم سڈنی آ رہی ہو۔میں تمہاری فلائٹ بک کروادوں گا۔"شاہزیب تحکم بھرے انداز میں بولے۔

"مجھے کہیں نہیں جانا اور سڈنی تو میں مر کے بھی نہیں جاؤں گی۔میں کل رات سے سوئی نہیں تو چلتی ہوں۔آپ انجوائے کریں۔"امائرہ سر سے سرکتا ہوا دوپٹا سر پر ٹکاتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"مجھے ایئرپورٹ ڈراپ کردو گی۔ایک گھنٹے میں میری فلائٹ ہے۔"شاہزیب کچھ سوچتے ہوئے بولے۔ولی نے چونک کر انہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ شاہزیب کے ساتھ جارہا تھا۔"ولی تم اپنی میٹنگ اٹینڈ کرلینا۔"

www.novelsclubb.com

امائرہ نے شاہزیب کو گھورا تھا۔ "لیکن پہلے ایگریمینٹ سائن کر لیں کہ آپ مجھے ڈرائیونگ کے دوران بار بار ٹوکیں گے نہیں۔"

"وہ میں راستے میں دیکھتا ہوں۔" شاہزیب بھی تیکھے انداز میں کہہ کر اٹھے۔

"یہ وہی گاڑی ہے جو میں نے تمہیں پچھلے سال لے کر دی تھی۔" شاہزیب یونہی ہلکے پھلکے انداز میں پوچھ رہے تھے۔ امائرہ نے سر کو جنبش دی اور بہت احتیاط سے ایک خطرناک موڑ موڑا۔

"نیکسٹ ٹائم آؤں گا تو نئی لے دوں گا۔ یا اپنے ماموں کے ساتھ جا کر لے لینا۔ یہ اب پرانی ہو گئی ہے۔" شاہزیب اس گاڑی کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے اچھی لگتی ہے۔ جب نئی چاہیے ہو گی تو بتا دوں گی۔" امائرہ کی توجہ سامنے سڑک پر تھی۔

"شادی کر لو۔ کب تک رہو گی اپنے ننھیال؟ اپنا گھر اپنا ہوتا ہے یا پھر اپنے گھر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

واپس آجاؤ۔" شاہزیب کچھ توقف کے بعد بولے۔

"ننھیال تو رہ ہی لوں جیسے تیسے لیکن آپ کے پورے خاندان کے ساتھ کیسے رہوں گی ڈیڈ۔ ولی کب تک میری بری عادتوں کے ساتھ کمپرومائز کرے گا۔ میں کسی کی فیملی ایکویشن میں فٹ ہو ہی نہیں سکتی۔ اتنے سال آپ سب کے ساتھ رہنے کے باوجود میں ایڈجسٹ نہیں ہو سکی اور وہاں تو سب لوگ نئے ہوں گے۔ "اس بار امائرہ ان کی بات سے چڑی نہیں تھی بلکہ وہ بہت تحمل سے اپنا موقف بتا رہی تھی۔

"میں اس سے بات کر لوں گا۔ تم دونوں الگ رہ لینا۔ تم نے بس اپنا ذہن بنالیا ہے ورنہ یہ سب میٹر نہیں کرتا۔" شاہزیب نے حل پیش کیا۔

امائرہ نے گہری سانس خارج کی۔ "آپ نہیں سمجھیں گے ڈیڈ۔"

"ووٹ کاسٹ کرنے گئی تھی۔"

"اونہوں۔میرے مسئلے یہ ساستدان حل کرنے سے رہے۔"وہ اطمینان سے بولی۔

"دیٹس لائک مائے ڈاٹر۔"شاہزیب کو امائرہ سے یہی امید تھی۔"ولی پالیٹکس جوائن کرنے کا سوچ رہا ہے تمہارا کیا خیال ہے کیا اسے ایسا کرنا چاہیے؟"

"اس کی مرضی۔"امائرہ نے لاپرواہی سے شانے اچکا دیے۔

"تمہیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔"شاہزیب نے اس کی جانب دیکھا جو مکمل توجہ سے گاڑی چلا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیسا مسئلہ؟"

"ایک سیاست دان کی بیوی بننے میں۔بہت ٹف لائف گزارنی پڑتی ہے۔"

وہ جانتی تھی شاہزیب اس سے کیا جواب سننا چاہ رہے ہیں اور وہ ہر گز وہ جواب

نہیں دینے والی تھی۔"میں نے اپنی زندگی میں زیادہ اصول نہیں بنائے لیکن اپنی مینٹل ہیلتھ کے لیے میں ایک چیز پر بہت یقین رکھتی ہوں کہ ہمیں آنے والے کل کو سوچ کر اپنا آج نہیں برباد کرنا چاہیے۔ویسے بھی میرے پاس سوچنے کے لیے اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔اب ولی کے حصے کی فکر بھی میں ہی لوں۔"امائرہ نے کہہ کر سر جھٹکا۔

شاہزیب نے بے اختیار بالوں میں ہاتھ پھیرا۔امائرہ اور اس کے نظریات ان کی سمجھ سے باہر تھے۔

امائرہ نے انہیں وقت سے پہلے ایئرپورٹ پر پہنچا دیا تھا۔راستے میں شاہزیب نے اسے کئی بار گاڑی کی رفتار کم کرنے کو کہا تھا لیکن وہ بھی ڈھیٹ تھی۔

"آپ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔اچھا کھانا کھائیں وقت پر سوئیں۔میرے فکر مت کیا کریں میں اپنا خیال رکھ لوں گی بڑی ہو چکی ہوں اور رہی بات شادی کی تو میں وہ

بھی کر لوں گی لیکن مجھے کچھ وقت چاہیے اور ضرورت پڑے تو میری کڈنی حاضر ہے ڈیڈ۔" امائرہ ان کے مقابل کھڑے ہو کر سنجیدہ انداز میں بولی۔

شاہزیب مسکرا دیے۔" کبھی کبھی مجھے تم پہ بہت پیار آتا ہے۔" انہوں نے پہلی بار نوٹس کیا کہ امائرہ کا قد ان کے کندھوں سے بڑھ چکا تھا۔

امائرہ نے ابرو اچکا کر شاہزیب کو دیکھا۔" یہ کبھی خوشی کبھی غم والی فلم چھوڑ دیں ڈیڈی۔ آپ کی سگی اولاد ہوں آپ کا یہ کہنا بنتا نہیں ہے۔" وہ جتا رہی تھی۔

"آرام سے جانا۔ ٹیک کیئر۔" شاہزیب نے اسے ساتھ لگا کر اس کا سر تھپکا۔ امائرہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

شاہزیب چلے گئے۔ امائرہ وہیں کھڑی انہیں جاتا دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ دل خالی خالی ہو گیا۔

امائرہ واپس گاڑی میں بیٹھی۔ رائد کو کال کی جو اس نے پک نہیں کی۔ حنان کا نمبر ملا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر فون کان سے لگایا اور گاڑی سٹارٹ کی۔"ڈیڈ کی رپورٹس بھیجو مجھے۔"

شاہزیب اس کی زندگی میں وہ واحد انسان تھے جو اس کے بچپن سے اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھے تو ان سے وہ گلے شکوے اور جھگڑے کر لیا کرتی تھی۔ وہ انہیں کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

✡✡✡✡✡

رائد آفیس آیا تو سارے سٹاف نے مل کر اسے سالگرہ کی مبارک باد دی۔ کچھ اسے پھول دے رہے تھے، کچھ تحفے تحائف اور کچھ خالی مبارکباد سے گزارہ کر رہے تھے۔ وہ سب شاہزیب کی نسبت اس خوش اخلاق نوجوان لڑکے کو پسند کرتے تھے جو مستقبل میں ان کا باس بننے والا تھا۔

وہ کیبن میں آیا تو اس کا ٹیبل، بکے، پھولوں اور تحفوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا فون بجا اس نے زلیخا کا نام پڑھا اور کال اٹینڈ کی۔"ہم آج مل سکتے ہیں مجھے تمہیں اس

پراجیکٹ کی ساری ڈیٹیلز بتانی ہیں۔اس کے بعد مجھے اپنی روم میٹز کے ساتھ کہیں جانا ہے۔"

"میں آفیس میں ہوں۔تم میرے آفیس آجاؤ۔"

"اوکے مجھے ٹائم بتادو جب تم فری ہو۔"

رائد نے اسے ایڈریس اور ٹائم بتا کر فون رکھ دیا۔

وہ کوئی فائل ڈھونڈ رہا تھا جب صوفیہ اجازت لے کر کیبن میں داخل ہوئی۔"شاہزیب سر نے کہا ہے کہ چائنیز کمپنی کے ساتھ آپ میٹنگ کریں گے۔"

"لیکن۔۔۔"وہ کچھ کہنے لگا پھر خاموش ہو گیا۔"اوکے۔"اسے ہی خوش فہمی تھی کہ اس کی سالگرہ والے دن شاہزیب اسے بخش دیں گے۔"لسن میری ایک دوست آ رہی ہے اگر میں اس وقت میٹنگ میں ہوا تو اسے میرے کیبن میں بٹھا

دینا۔"

"اوکے سر۔" وہ مودبانہ انداز میں کہہ کر چلی گئی۔

زلیخا اس کے بتائے ہوئے وقت پر پہنچ گئی تھی لیکن وہ اس وقت میٹنگ میں تھا صوفیہ نے رائڈ کی ہدایت کے مطابق اسے کیبن میں بٹھا دیا۔وہ ٹیبل پر ان سب چیزوں کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ایک برتھڈے کارڈ پر نظر پڑنے پر اسے اندازہ ہوا کہ آج رائڈ کی سالگرہ تھی۔

اسے یہاں بیٹھے تقریباً ایک گھنٹہ ہو چکا تھا اب اسے رائڈ پر غصہ آرہا تھا اگر وہ مصروف تھا تو وہ اسے بتا سکتا تھا یوں اسے بلانے کی کیا ضرورت تھی۔کیبن کی دیوار شیشے کی تھی اس لیے آتے جاتے سب لوگ اسے دیکھ سکتے تھے۔اسے یہاں بیٹھ کر عجیب لگ رہا تھا ان کی نظریں اسے غیر آرام دہ کر رہی تھی۔

شاہزیب جو لفٹ کی جانب بڑھ رہے تھے اسے وہاں بیٹھے دیکھ کر حیران ہوئے

www.novelsclubb.com

تھے پھر آفیس میں ہونے والی کھسر پسر کو محسوس کیا اوپر جانے کا ارادہ ترک کر کے رائڈ کے کیبن میں آ گئے۔

زلیخا انہیں دیکھ کر فوراً اٹھی تھی۔"اسلام علیکم انکل۔"

"وعلیکم اسلام۔آپ بیٹھو۔رائڈ کو آئیڈیا ہے آپ اس کا ویٹ کر رہے ہو؟"

"اسی نے مجھے بلایا ہے۔"زلیخا واپس بیٹھ گئی۔شاہزیب نے صوفیہ کو بلا کر دو کافی لانے کا کہا اور اس کے سامنے بیٹھ گئے۔آفیس کے لوگ شاہزیب کو دیکھ کر اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

"وہ ابھی میٹنگ میں ہے تھوڑی دیر میں آ جائے گا۔"

زلیخا نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔ایکدم کیبن میں خاموشی چھا گئی۔

"آپ سکالر شپ سٹوڈنٹ ہو رائٹ؟"

"جی۔"

"تو کیسا رہا کا آپ کا آسٹریلیا کا ایکسپیریئنس؟"

"ملک تو اچھا ہے لیکن یہاں کے لوگ بہت روڈ ہیں۔" زلیخا نے بغیر جھجکے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

شاہزیب مسکرا دیے۔ "پاکستانی کچھ زیادہ خوش اخلاق ہوتے ہیں یہ انگریز ایسے ہی ہوتے ہیں خشک مزاج لوگ۔ اب تک تو آپ ایڈجسٹ ہو چکی ہوں گی۔"

"کہاں میری روم میٹز میں ایک بنگلہ دیشی ہے اور دوسری انڈین۔ ہم ایسے رہتی ہیں جیسے 1947ء کا واقعہ کبھی ہوا ہی نہ ہو اور پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش ایک ہی ملک ہو۔ میں ایک جگہ پارٹ ٹائم جاب کرتی تھی وہاں بھی زیادہ تر پاکستانی ہی کام کرتے تھے، یونیورسٹی میں میری ابھی تک ایک اچھی دوست نہیں بنی ایک تو وہ اتنی تیزی سے انگلش بولتے ہیں کہ میرا دماغ پراسیس کرتا رہتا ہے اور وہ اپنی

بات پوری کر کے چلتے بنتے ہیں۔اب میں نے ان سے امپریس ہونا چھوڑ دیا بھلا وہ ہماری طرح اردو بول سکتے ہیں جواب ہم ان کی طرح انگلش بولیں۔"

شاہزیب بہت زور سے ہنسے تھے۔"بہت اچھی بات ہے اپنے آپ کو کسی کمپلیکس کا شکار کرنے کی ضرورت نہیں۔"وہ زلیخا کی حوصلہ افزائی کے لیے بولے۔

رائد نے میٹنگ سے نکل کر فون دیکھا زلیخا کی دس مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں ساتھ دس پندرہ غصے والی ایموجیز بھی تھیں۔وہ عجلت میں چوتھے فلور سے دوسرے فلور پر آیا جہاں اس کا کیبن تھا۔وہ لفٹ سے نکلا اور سامنے والا منظر دیکھ کر حیران ہوا ۔زلیخا اور شاہزیب ایسے باتیں کر رہے تھے جیسے بہت عرصے سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔وہ شاہزیب کو کوئی قصہ سنا رہی تھی اور پھر وہ دونوں ہنس رہے تھے۔کافی کے کپ ویسے ہی پڑے تھے۔

اس نے کیبن کا دروازہ ناک کیا تو شاہزیب اور زلیخا نے بیک وقت گردن موڑا سے

دیکھا۔" لگتا ہے بابا نے بہت اچھی کمپنی دی ہے تمہیں۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل ٹیبل پر رکھی اور زلیخا کو مخاطب کیا۔

"بہت اچھی بچی ہو آپ۔اسی طرح محنت کرتے رہو اور کوئی بھی مسئلہ ہو جسٹ گو می آکال۔" شاہزیب کہہ کر اٹھے تھے۔

زلیخا نے مسکرا کر سر ہلایا شاہزیب چلے گئے۔"سامنے ایک کیفے ہے وہاں چلتے ہیں۔"

وہ دونوں اس کیفے میں بیٹھے ہوئے تھے۔"میرے سوپروائزر کو میرا تھیسز بہت پسند آیا کہہ رہا تھا کسی کانفرنس میں پبلش کروانا اسے۔" زلیخا نے یاد آنے پر اسے بتایا۔

"گریٹ۔اب انجوائے کرو۔"

"وہی کرنے والی ہوں۔" ان دونوں نے اگلا آدھا گھنٹہ اس پراجیکٹ کو ڈسکس کیا

پھر زلیخا جانے کے لیے اٹھ گئی۔ "مجھے نہیں پتہ تھا تمہاری برتھڈے ہے اگر پتہ ہوتا تو کوئی چھوٹا موٹا گفٹ لے آتی۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم نے میرا کام کر دیا اتنا ہی کافی ہے۔ میں اسے ہی گفٹ کنسڈر کر لوں گا۔ ٹیک کیئر۔" رائد بھی اس کے ساتھ اٹھ گیا۔

"بائے۔" زلیخا چلی گئی اور رائد آفیس واپس آ گیا۔ شاہزیب وہاں اس کے منتظر تھے۔ "کیسی رہی میٹنگ؟"

"پرفیکٹ۔"

"آج رات ڈنر پر چلتے ہیں اپنی ماں اور حنان کو انفارم کر دینا۔" شاہزیب فون پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بولے۔

"میری ہی برتھڈے ہے بابا۔"

"اب تم کوئی ٹین ایجر نہیں ہو رائد جس کے لیے ہم برتھڈے پارٹیز اور سرپرائزز ارینج کریں۔ بڑے ہو جاؤ۔" شاہزیب ڈانٹنے والے انداز میں بولے۔ رائد برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

"میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں بابا؟" وہ اب ان کے سامنے اپنی سربراہی کرسی پر بیٹھا وہی فائل ڈھونڈنے لگا جو صبح بھی اسے نہیں ملی تھی۔

"کیا؟"

"آپ ہر کسی کو اپنا ٹائم نہیں دیتے، ہر کسی کے ساتھ بیٹھ کر یوں باتیں نہیں کرتے ، مجھے آپ کے زلیخا کے ساتھ رویے نے بہت حیران کیا ہے۔ آپ ایسے نہیں ہیں۔"

"تمہیں کبھی محبت ہوئی ہے رائد ؟" شاہزیب نے رائد کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"امائرہ ہوتی تو ضرور آپ کو آپ کے کلر کیے ہوئے بالوں کا حوالہ دیتی اور کہتی کہ

www.novelsclubb.com

اس عمر میں ایسی باتیں۔" رائد ہنس کر بولا تھا۔

"پہلی محبت بہت خاص ہوتی ہے وہ انسان کو کبھی نہیں بھولتی۔امائرہ کی ماں میری پہلی محبت تھی وہ بھی ایسی ہی تھی وہ سکالرشپ پر یہاں پڑھنے آئی تھی۔اسے یہاں کے لوگ پسند نہیں تھے وہ انہیں مغرور، بد دماغ اور خشک مزاج لوگ جیسے القاب سے پکارتی تھی۔مجھے اس لڑکی میں اس کی جھلک نظر آئی اس لیے میں نے اس کے ساتھ اتنا کھل کر بات کرلی۔" شاہزیب اس کیبن کی کھڑکی میں رکھے گملوں کر کہہ رہے تھے یہ کیبن پہلے ان کا تھا لیکن جب سے رائد نے آفیس جوائن کیا تھا شاہزیب نے اسے نئے سرے سے رینوویٹ کروا کر اسے دے دیا تھا۔

"آپ کو وہ اتنی پسند تھیں تو آپ نے انہیں چھوڑا کیوں؟" رائد نے ماتھے پر بل لیے پوچھا۔

"چھوڑنے کا فیصلہ اس کا تھا۔وہ اس رشتے سے اکتا چکی تھی۔میرا اس سے شادی

www.novelsclubb.com

کرنے کا فیصلہ غلط تھا اس ایک فیصلے نے ہمارا اتنا اچھا رشتہ، دوستی، انڈرسٹینڈنگ سب کچھ ایک بری یاد میں بدل دیا۔"

"امائرہ ان جیسی نہیں ہے کیا؟" اسے آخر کار وہ فائل مل گئی تھی۔

"وہ تو میں اسے یونہی کہہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی ماں پر گئی ہے لیکن سوائے سارہ کی ضد اور خوبصورتی کے اسے سارہ کی طرف سے جینز میں کچھ نہیں ملا۔ کہاں سارہ اتنی خونخوار طالب علم اور کہاں امائرہ کی ڈگمگاتی ہوئی ڈگری بلکہ تم تینوں میں اس کی عادتیں سب سے زیادہ مجھ سے ملتی ہیں لیکن یہ بات میں کبھی اسے نہیں بتاؤں گا۔ وہ سمارٹ ہے، ذہین ہے، دوسروں کو بہت اچھے سے مینوپلیٹ بھی کر لیتی ہے، تمہاری طرح بیوقوف بھی نہیں ہے، اسے لوگوں سے ڈیل کرنا آتا ہے۔ بزنس میں مجھے کر اس کرنے کا پوٹینشیل ہے۔"

"میں نیکسٹ ٹائم اسے ملوں گا تو آپ کی یہ والی بات بتاؤں گا۔" رائد کے لبوں پر

مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"جو ساری زندگی میں نے تمہیں ہاتھ نہیں لگایا ایک ہی بار لگاؤں گا۔" شاہزیب نے اسے تنبیہ کی اور اٹھ گئے۔" اچھی لڑکی ہے تمہاری دوست کسی دن بلانا اسے گھر۔گپ شپ لگائیں گے۔" وہ دروازے تک پہنچ کر پلٹ کر بولے۔" شیور۔" رائد نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور فائل کی جانب متوجہ ہو گیا۔

✡✡✡✡✡

پچھلے دنوں کی نسبت آج لاہور کا موسم کافی خوشگوار تھا۔ڈاکٹر عائشہ کے کلینک سے نکلتے ہی تیز ہواؤں نے اس کا استقبال کیا تھا۔اس نے گاڑی میں بیٹھتے ساتھ موسم کے حالات دیکھے شام تک بارش کے کوئی آثار نہیں تھے۔ولی نے اسے کل لنچ پر ملنے کا کہا تھا سو اس نے اپنی گاڑی کا رخ اس جانب موڑ دیا تھا۔وہ جب وہاں پہنچی تھی تو ولی پہلے سے وہاں موجود تھا۔

"آپ کو کوئی کام نہیں ہوتا۔" امائرہ کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

"بہت دولت ہے بابا کے پاس۔ سات نسلیں بیٹھ کر کھا سکتی ہیں میری۔" ولی مطمئن انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اور جو اتنی بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں آپ؟" امائرہ نے اسے گھورا تھا۔

"تو ان پر کون سا بل آتا ہے۔ دنیا کا سب سے آسان کام ہے بولنا۔" ولی نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"آئی ایگری۔" امائرہ نے اس کی تائید کی تھی ساتھ اپنے بیگ کھولا۔ "اپنا ہاتھ آگے کریں۔" ولی کو ویٹر کو بلانے لگا تھا اس نے ذرا چونک کر امائرہ کو دیکھا ساتھ اپنا ہاتھ امائرہ کی طرف بڑھایا۔ امائرہ نے ایک انگوٹھی ولی کے ہاتھ پر رکھی۔ وہ چاندی کی انگوٹھی تھی جس کے گرد چاندی کا رنگ گہرا تھا اور اس پر ایک موتی لگا ہوا تھا۔ ولی اسے ایک نظر میں دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ وہ انگوٹھی بہت قیمتی تھی۔

امائرہ بے چینی سے ٹانگیں ہلاتے ہوئے ولی کو دیکھ رہی تھی۔"لوگوں کو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ کمیٹڈ ہیں۔" وہ بہت سوچنے کے بعد یہ الفاظ کہہ پائی تھی۔

ولی مسکرایا اور اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔"ایم آئی بلشنگ؟" وہ ذرا آگے ہو کر اس سے پوچھ رہا تھا۔

"نو یو آر ناٹ۔" امائرہ نے ایک ڈبی بیگ سے نکال کر ولی کی جانب بڑھائی۔"میں آپ کے لیے برتھڈے سونگ نہیں گا سکتی آئی ہوپ آپ سمجھ جائیں گے۔"

ولی نے اسے کھول کر دیکھا۔وہ گھڑی تھی بہت خوبصورت اور نفیس۔ولی کچھ یاد آنے پر مسکرایا تھا۔"تھینک یو امائرہ۔" وہ اب اس گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔"تم کیا سب لوگوں کو گھڑیاں دیتی ہو؟"

"نہیں میں صرف ڈیڈ کو گھڑیاں گفٹ کرتی ہوں۔"

"مجھے یاد ہے میں چاچو کی گھڑیوں کی کلیکشن سے بہت انسپائرڈ تھا انہوں نے مجھے

www.novelsclubb.com

ایک دفعہ بتایا تھا کہ ان کے پاس جتنی گھڑیاں ہے وہ تمہاری دی ہوئی ہیں۔"

"میں نے بچپن سے ڈیڈ کو نئی نئی گھڑیاں پہنتے دیکھا ہے اس لیے مجھے پتہ ہے کہ انہیں یہ پسند ہیں۔ تو میں انہی کے پیسوں سے انہیں لے دیتی ہوں۔ ویسے بھی میں چاہتی ہوں جب بھی وہ وقت دیکھیں تو انہیں یاد آئے کہ ان کی تیسری اولاد بھی ہے جو ان سے بہت دور رہتی ہے۔" امائرہ عام انداز میں کہہ رہی تھی۔

"قدر کرو پھر ایسے باپ کی۔ اتنا کچھ کرتے ہیں وہ تمہارے لیے؟" ولی نے دونوں کہنیاں درمیانی میز پر رکھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"سب کے بابا کرتے ہیں۔" امائرہ نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"تم ان کے لیے کچھ کر سکتی ہو؟" ولی کا انداز سنجیدہ تھا۔

"میں کیوں کروں گی۔ وہ میرے ڈیڈ ہیں میں ان کی بیٹی ہوں ان کی ذمہ داری ہوں۔" وہی ہٹ دھرم انداز۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم اپنے بلبوتے پر کیا کر سکتی ہو امائرہ؟" وہ سوال پوچھ رہا تھا۔

امائرہ لاجواب نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"چھے ماہ چاچو سے پاکٹ منی مت لو۔ تم بیس سال کی ہو۔ خود کماؤ اور خرچ کرو۔ تمہیں اپنے ڈیڈ کی قدر ہو جائے گی۔" ولی کا انداز سپاٹ تھا۔

امائرہ کچھ دیر اسے یونہی گھورتی رہی "فائن۔ کر لوں گی۔"

"گڈ۔ کیا آرڈر کروں تمہارے لیے؟" ولی نے بات کا رخ بدلا تھا۔

"زہر۔" امائرہ زیرِلب بڑبڑائی تھی۔

لنچ کے بعد ولی آفیس چلا گیا تھا اور امائرہ کو حمزہ کا میچ دیکھنے گراؤنڈ جانا تھا۔ سست روی سے گاڑی چلاتے ہوئے وہ دکانوں اور سٹورز کے باہر لگے ہوئے سارے پوسٹر پڑھ رہی تھی۔ کسی سٹور پر ریسپشنسٹ کی ضرورت تھی، کسی پر کلینرز اور سویپر کی۔ انہی

www.novelsclubb.com

سوچوں میں مگن وہ گراؤنڈ پہنچی تھی۔

حمزہ بیٹنگ کر رہا تھا۔اس نے سامنے سکور بورڈ دیکھا۔ جس پر حمزہ کا سکور چالیس لکھا ہوا تھا۔ پھر حمزہ کو دیکھا جو سفید رنگ کی کٹ میں ملبوس نون سٹرائیکر اینڈ پر کھڑا ہوا تھا۔آج کل فیکٹری میں کام کم تھا اس لیے اس نے امائرہ کے ساتھ مشورہ کر کے یہ ٹورنامنٹ کھیلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ویسے بھی آسٹریلیا جانے سے پہلے اسے اپنی فارم پر کام کرنا تھا۔

"میں کیا کر سکتی ہوں۔مجھے تو صرف کھیلنا آتا تھا اور وہ بھی میں نے چھوڑ دیا۔اور کوئی ٹیلنٹ تو ہے نہیں میرے پاس۔" وہ اپنی سوچوں میں الجھی تھی جب حمزہ نے چوکا مارا تھا اور اس کی باؤنڈری ہو گئی تھی۔ تین بج چکے تھے وہ اپنی ٹی بریک کے لیے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ رہے تھے۔

حمزہ نے امائرہ کی جانب دیکھتے ہوئے بیٹ لہرایا تھا۔امائرہ مسکرائی تھی۔ پھر وہ وہاں

سے اٹھ گئی۔ ابھی حمزہ نے ایک ڈیڑھ گھنٹہ اور کھیلنا تھا۔ وہ یہاں صرف اس کی حوصلہ افزائی کرنے آئی تھی۔

اسی طرح دن گزرتے جا رہے تھے۔ امائرہ نے حمزہ کو بتایا تھا کہ اسے جاب کرنی ہے جس پر حمزہ کا خیال یہ تھا۔ "کرکٹ کھیل لو۔" اور امائرہ اپنا سر پیٹتی رہ گئی تھی آخر اس نے کیا یہ تھا کہ ولی کی کالز اور میسجز کا جواب دینا بند کر دیا تھا۔

وہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی جب حمزہ نے اس کے سر پر کھڑے ہو کر فون اس کی جانب بڑھایا تھا۔ امائرہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔ فون تھاما۔ اوپر نام اور پروفائل دیکھی۔ "میں کال کرتا ہوں اٹینڈ کر لینا۔" ولی بہت تحمل سے بولا تھا۔

امائرہ نے اسے فون واپس کیا اور اپنا فون پکڑ کر ٹی وی کا والیوم کم کیا۔ "جی کہیں۔"

"میں تمہیں ایڈریس بھیجتا ہوں کل وہاں انٹرویو دینے آجانا۔"

"اور انٹرویو میں کیا بولوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جو سمجھ آئے بول دینا وہ تمہیں رکھ لیں گے۔" ولی نے کہہ کر کال بند کر دی ۔امائرہ کے دماغ میں اب نئی سوچیں چلنا شروع ہو گئی تھیں۔

✡✡✡✡✡

اگلے دن وہ الارم لگا کر سوئی تھی بمشکل ہی سہی لیکن صبح وہ اٹھ گئی تھی۔ آف وائٹ لمبی قمیض جس پر سیاہ رنگ کی کڑائی ہوئی تھی ساتھ ہم رنگ کیپری پہنے، سیاہ رنگ کا دوپٹا ایک کندھے پر لٹکائے، بالوں کی فرینچ چٹیا بنائے، ہلکا ہلکا میک اپ کیے وہ جانے کے لیے تیار تھی۔

حمزہ بھی اپنے بیٹ اور بیگ پکڑے کھیلنے جا رہا تھا وہ امائرہ کو دیکھ کر چونکا تھا۔ "کدھر اتنی صبح صبح۔ تمہارے فون کا ٹائم تو ٹھیک ہے نہ۔" حمزہ تو اسے اس وقت اتنا تیار دیکھ کر حیران تھا۔

"انٹرویو دینے۔" امائرہ نے بتایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آل دی بیسٹ۔ڈراپ کردوں۔"حمزہ دوسروں کی طرح اس کا حوصلہ پست نہیں کرتا تھا۔سو اس نے اس بار بھی وہی کیا تھا۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی۔دعا کرنا میری سلیکشن ہو جائے۔"امائرہ جاتے جاتے شرارتی انداز میں بولی تھی۔

حمزہ مسکرا دیا۔"میں جائے نماز بچھا کر بیٹھا ہوں تم کال کرو گی تو اٹھوں گا۔"وہ اس کے پیچھے بلند آواز میں بولا۔امائرہ نے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔

آدھے گھنٹے بعد اس نے اپنی گاڑی اس اونچی عمارت کی پارکنگ میں کھڑی کی ۔بلڈنگ کے اوپر لکھا نام پڑھا۔"ولی جہانزیب ہولڈنگز۔"اس نے اس عمارت کو پہلی دفعہ دیکھا تھا۔اب وہ وہیں کھڑی یہ سوچ رہی تھی کہ وہ اندر جائے کہ نہیں۔

"نہیں امائرہ تم اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتی۔اس نے تمہیں چیلنج کیا ہے۔"امائرہ نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی تھی اور گہری سانس کھینچ کر آگے بڑھ گئی تھی۔وہ

چلتی ہوئی سیدھا ریسیپشن پر آئی۔ پہلے تو ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی نے اسے اوپر سے نیچے تک گھورا تھا۔ پھر پوچھا۔"آپ کا نام؟"

"امائرہ۔"

"اوکے اوکے۔ آپ تھرڈ فلور پر جائیں۔ مسٹر گوہر وہاں آپ کو ویٹ کر رہے ہوں گے۔" وہ خوشگوار انداز میں بولی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ اجازت لے کر اس کیبن میں داخل ہوئی تھی۔ سامنے چالیس پینتالیس سالہ آدمی بیٹھا کوئی فائل پڑھ رہا تھا۔ فائل سے نظریں اٹھا کر انہوں نے امائرہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"آپ کا نام؟" گوہر نے ایک نظر امائرہ پر ڈال کر پوچھا تھا۔

"امائرہ۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا کوالیفیکشن ہے آپ کی؟" وہ ابرو اچکائے پوچھ رہے تھے۔

"اوا ے لیولز اور ابھی یونیورسٹی میں پڑھتی ہوں۔" امائرہ نے جواب دیا تھا۔

"کیا پڑھ رہی ہیں آپ؟"

"اکاؤنٹنگ اینڈ فائنینس۔"

"آپ نے پہلے کہیں جاب کی ہے؟"

امائرہ نے گردن نفی میں ہلائی۔ "نہیں۔"

"آپ کو یہ جاب کیوں چاہیے؟"

امائرہ کچھ لمحے یونہی سوچتی رہی تھی پھر دھیمی سی آواز میں بولی۔ "ہمارے گھر فائنینشل کرائسز چل رہے ہیں بابا کو کچھ مہینے پہلے فالج کا اٹیک ہو گیا جس کی وجہ سے وہ اب کام نہیں کر سکتے میں ان پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔" اس نے حلیمہ بیگم کے

www.novelsclubb.com

ساتھ بیٹھے تمام پاکستانی ڈراموں کا اخذ نکالتے ہوئے آبدیدہ کر دینے والی من گھڑت کہانی بنائی۔

گوہر نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے دونوں ہونٹوں کو آپس میں بھینچا۔"آپ آج سے آفیس جوائن کر سکتی ہیں۔آئیں میں آپ کو آپ کو کیبن دکھا دیتا ہوں۔"

"میری سلیکشن ہو گئی ہے۔"امائرہ بے یقینی سے زیرِ لب بڑبڑائی تھی۔"چھٹی ۔میرا مطلب میں فری کتنے بجے ہوں گی۔"اس نے فوراً سوال کیا تھا۔

"جب آپ اپنا کام ختم کر لیں گی۔"ٹھنڈا سا جواب آیا۔

www.novelsclubb.com

"زیادہ سے زیادہ میں چھ بجے تک رک سکتی ہوں۔آپ اس کے اکارڈنگ کام دینا۔اور آپ کو پتہ ہے میں یونی جاتی ہوں تو میں اتنی جلدی نہیں آسکتی۔مجھے پارٹ ٹائم جاب چاہیے۔"امائرہ عاجزانداز میں کہہ رہی تھی۔

"جی اور کوئی حکم۔"وہ شاید برا مان گئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ان کے ساتھ اس ایریا میں آئی تھی جہاں باقی امپلائز بیٹھے کام کر رہے تھے۔"شعیب یہ نئی امپلائے ہیں امائرہ آپ انہیں گائیڈ کر دینا۔" وہ وہاں بیٹھے ایک لڑکے سے مخاطب ہوئے تھے۔

شعیب نے پورا گھنٹہ لگا کر امائرہ کو کام کرنا سمجھایا تھا۔امائرہ خاموشی سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھ رہی تھی جیسے فیصلہ کر کے پچھتا رہی ہو۔اسے ٹینس چھوڑے پانچ سال ہو چکے تھے۔اس کے بعد اس نے کبھی زندگی میں کچھ کرنے کا خواب دیکھا ہی نہیں تھا۔اسے پتہ تھا اسے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن اب صرف ایک ضد کی وجہ سے وہ اتنے لوگوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔وہ ایسا کام کرنے جا رہی تھی جو اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

اسی طرح یہاں آتے ہوئے اسے ایک ہفتہ چکا تھا اور اس پورے ہفتے میں اس کی ولی سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی وہ اپنے کسی کام سے سنگاپور گیا ہوا تھا۔نہ اس نے کال

کی تھی نہ امائرہ نے زحمت کی تھی۔ وہ پوری ذمہ داری سے اپنا کام مکمل کر رہی تھی۔ لیکن اکثر اسے گوہر سے ڈانٹ پڑ جاتی تھی جسے وہ بہت مشکل سے مگر سن لیتی تھی۔ اس کی اس روٹین سے اسے ایک فائدہ ہوا تھا کہ وہ روز گھر جاتے ہوئے اتنی تھک جاتی تھی کہ بیڈ پر گرتے ہی اس کی آنکھ لگ جاتی تھی اور اسے سونے کے لیے نیند کی گولیاں نہیں کھانی پڑتی تھیں۔

کل اتوار تھا اور وہ دیر رات تک حمزہ کے ساتھ لاہور کی سڑکیں ناپتی رہی تھی اور اب اسے نیند آ رہی تھی۔ سب لوگ لنچ بریک کرنے جا چکے تھے امائرہ نے سر ٹیبل پر رکھ کر آنکھیں موند لیں تھیں۔

ٹیبل کے بجنے سے اس کی میٹھی نیند میں خلل پیدا ہوا تھا۔ امائرہ نے فوراً سر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا سامنے ولی کھڑا تھا۔ "لنچ نہیں کرنا؟"

امائرہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"میرے ساتھ بھی نہیں۔" ولی نے اسے گھورا تھا۔

"نو۔۔۔سر۔" امائرہ چڑ کر بولی۔

ولی مسکرایا۔آس پاس خالی کیبنز کو دیکھا۔

"گیٹ اپ۔اٹس مائی آرڈر۔میں نیچے پارکنگ میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں۔پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس۔" وہ اسے چڑا رہا تھا۔امائرہ نے غصے سے اس کی پشت کو گھورا تھا پھر اپنا بیگ پکڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیسا رہا تمہارا ایکسپیرینس؟" ولی نے اس کے گاڑی میں بیٹھتے ساتھ پوچھا۔

امائرہ صرف اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی رہی تھی کہا کچھ نہیں۔"آپ کو ڈیڈ نے تو نہیں کہا میرے پر یہ تشدد کرنے کے لیے۔" امائرہ معصوم سی شکل بنا کر بولی۔

www.novelsclubb.com

ولی ہنسا تھا۔ پھر نفی میں سر ہلایا۔ "میں نے تمہیں فورس نہیں کیا۔ تم نے اپنی مرضی سے چیلنج ایکسیپٹ کیا تھا۔" کہہ کر مطمئن انداز میں کندھے اچکائے۔

"لیکن میں آپ کو غلط ثابت کروں گی۔" امائرہ کا لہجہ اٹل تھا۔

ولی نے سر کو جنبش دی تھی۔ "کیسے مینج کرو گی اپنے اخراجات۔" وہ متجسس انداز میں پوچھ رہا تھا۔

امائرہ نے اپنا پہلو ولی کی جانب موڑا۔ "سمپل۔ چالیس ہزار سیلری ہے میری۔ حمزہ روز مجھے پک اینڈ ڈراپ دے دیتا ہے۔ کپڑے جوتے میرے پاس آلریڈی بہت ہیں تو میں چھے ماہ تک شاپنگ پر پیسے خرچ نہیں کروں گی۔ کھانا پینا گھر سے کر لوں گی ورنہ حمزہ ہے نہ۔ کر لوں گی مینج۔ ڈونٹ وری۔ گنے چنے لوگ ہیں میرے پاس لیکن سب کام کے ہیں۔" روانی سے کہتے ہوئے وہ فرضی کالر جھاڑنا نہیں بھولی تھی۔

www.novelsclubb.com

ولی کچھ لمحے لاجواب نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر مسکرایا۔"آئی ایم ایکچوئلی امپریسڈ۔"

"نہ بھی ہوں تو آپ کی بیوی ہوں۔ مجبوری ہوں آپ کی۔"امائرہ معصومیت سے پلکیں جھپکتی ہوئی بولی۔

"کسی سے دوستی نہیں ہوئی؟"ولی ہلکے پھلکے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

امائرہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔"میں اور دوستی۔نو وے۔سب کو لگتا ہے میں بہت روڈ ہوں۔"امائرہ اسے مزے سے بتا رہی تھی۔

"ان کو جو لگتا ہے ٹھیک لگتا ہے۔"

"اونہوں۔میں بہت کائنڈ اور سویٹ ہوں۔لوگوں کو غلط لگتا ہے۔"امائرہ برامان گئی۔

"تعریف وہ ہوتی ہے جو کوئی اور کرے۔" ولی کے انداز میں بے حد اطمینان تھا وہ امائرہ کے تنگ ہونے سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"مجھے کوئی شوق ہی نہیں اپنی تعریفیں سننے کا۔" امائرہ نے غصے سے کہہ کر سر جھٹک دیا۔ ولی نے لنچ کے بعد اسے واپس آفیس ڈراپ کر دیا تھا اور خود اپنے کسی کام سے نکل گیا۔

امائرہ کا ڈیسک عین کھڑکی کے پاس تھا اور اس کھڑکی سے آؤٹ ڈور پارکنگ میں کھڑی ہونے والی تمام گاڑیاں نظر آتی تھی۔ ولی جب بھی وہاں اپنی گاڑی کھڑی کرتا وہ اس کے نظروں سے اوجھل ہونے تک اسے دیکھتی رہتی۔ اس نے آفیس آنے کے بعد ولی کے بارے میں بہت سی چیزیں نوٹ کی تھیں جیسے ولی اسے جتنا سافٹ اور کائنڈ لگتا تھا وہ اتنا سافٹ سب کے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔ آفیس میں اس کا ہر ایک کے ساتھ پیشہ روانہ رویہ ہوتا تھا۔ وہ اپنے کام کو لے کر بہت سریس تھا ایک منٹ

میں وہ آفیس ہوتا تو دوسرے منٹ اپنے کسی کام سے آفیس سے باہر جا رہا ہوتا تھا۔ آفیس میں موجود زیادہ تر لوگ اس کی عزت کرتے تھے اور بہت سے لوگ اسے اس بات پر سراہتے کہ وہ اتنی کم عمر میں اتنا کامیاب ہے۔ اسے ان تمام چیزوں میں ایک چیز بہت عجیب لگتی تھی کہ جب وہ اتنا مصروف ہوتا تھا تو وہ کیسے ہمیشہ اس کے لیے، اپنے دوستوں کے لیے، اپنی فیملی کے لیے وقت نکال لیتا تھا۔

✡✡✡✡✡

زید اور کرس کینیڈا واپس جا رہے تھے ان کا کام ختم ہو چکا تھا آج ان کا دبئی میں آخری دن تھا۔ سارا دن گھومنے پھرنے کے بعد وہ دونوں اتنا تھک گئے کہ اپنے فلیٹ واپس جانے کی ہمت ختم ہو گئی کیونکہ ان کا فلیٹ یہاں سے دو گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا اس لیے دونوں نے مل کر یہیں ہوٹل میں روم بک کروالیا۔ وہ دونوں چیک ان کرنے کے بعد لفٹ کی جانب بڑھ رہے تھے جب زید کو کسی نے پیچھے سے پکارا

تھا۔ کرس اور زید دونوں ایک ساتھ پلٹے۔

سفید ڈریس پینٹ کے ساتھ ہلکے بھورے رنگ کی شرٹ میں ملبوس، شرٹ کے بازو کہنیوں تک چڑھائے، بال اچھے سے سیٹ کیے ولی زید کی جانب بڑھا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ زید نے اپنے لبوں پر زبردستی مسکراہٹ پھیلائی تھی۔ "ہائے۔" ہاتھ بڑھا کر ولی کے ساتھ مصافحہ کیا۔

"تم یہاں؟" زید نے ذرا چونک کر پوچھا تھا۔

"ایک کانفرنس تھی۔" ساتھ ہی ولی نے ہوٹل میں موجود کانفرنس ہال کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"یہ میرا دوست ہے کرس اور یہ ولی ہے امائرہ کا ہزبنڈ۔" زید نے ان دونوں کو ایک دوسرے سے متعارف کروایا۔

کرس کی آنکھوں میں ایک چمک آئی تھی۔ اس نے ایک بار زید کو دیکھا جس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بے اختیار دانت بھینچ لیے اور پھر ولی کی جانب ہاتھ بڑھایا۔"اٹ مسٹ بین ہیو ٹف فاریو۔"

"واٹ ؟"ولی کے ماتھے پر شکنیں پڑیں اس نے نا سمجھی سے کرس کی جانب دیکھا۔

"لونگ ود سچ آبلیک میلر وومین۔"کرس کے لہجے میں ولی کے لیے ہمدردی تھی۔

زید نے کرس کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا تو وہ ذرا سیدھا ہوا۔"امائرہ نہیں آئی ساتھ ؟"اس نے سنبھل کر سوال کیا۔وہ جانتا تھا امائرہ اس کے ساتھ کہاں آئے گی لیکن وہ اس کی توجہ کرس کی فضول باتوں سے ہٹانا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نوپ۔اگر تم لوگ فری ہو تو یو کین جوائن دا کانفرنس۔"ولی نے گردن موڑ کر اپنے سیکرٹری کی جانب دیکھا اس نے دو کارڈز ولی کو تھما دیے۔

"نہیں ایکچوئلی۔"زید کی بات منہ میں ہی رہ گئی جب کرس بولا۔"شیور۔"زید کا دل چاہا وہ وہیں کھڑا کھڑا اس کی گردن مڑوڑ دے۔مجبوراً ہی لیکن زید کو چلنا پڑا۔

"تمہاری اسسٹنٹ بدل گئی۔" زید کو وہ لڑکی یاد تھی لیکن اس کا نام ذہن میں نہیں آرہا تھا۔

"ہاں اس کی شادی ہو گئی تو اس نے جاب چھوڑ دی۔" ولی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے اسے بتایا تھا۔ زید نے سر کو جنبش دی۔

کانفرنس کے لیے سٹیج سیٹ ہو چکا تھا۔ ہال کی روشنیاں بجھا دی گئی تھیں ساری روشنیاں سٹیج پر مرکوز تھیں۔ زید اور کرس سب سے آخر پر بیٹھے ہوئے تھے۔

ڈائز پر کھڑی لڑکی نے ولی کا نام پکارا، پورا ہال تالیوں سے گونجا اور ولی کے سٹیج پر پہنچتے ساتھ خاموش ہو گیا۔ وہ پورے اعتماد سے اپنے پراجیکٹ کی پریزنٹیشن دے رہا تھا تمام لوگ بہت دھیان سے اسے سن رہے تھے کچھ تھا اس لڑکے کی باتوں میں، اس کے انداز میں کہ ان کی پوری کی پوری توجہ اس پر مرکوز تھی۔

وہاں کچھ انگریز تھے اور کچھ عربی۔ اب وہ باری باری ولی سے سوال پوچھ رہے تھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انگریزوں کو ولی انگریزی میں جواب دے دیتا لیکن عربیوں کی دفعہ اسے تیس پینتیس سالہ ٹرانسلیٹر عورت کی جانب رجوع کرنا پڑتا۔کانفرنس ختم ہو چکی تھی ۔ولی باری باری وہاں موجود تمام افراد سے مل رہا تھا۔ان سے فارغ ہو کر ولی ان کی جانب بڑھا تھا۔

"یو آر امیزنگ ڈوڈ۔" کرس جیسے کب سے اس کی تعریف رو کے کھڑا تھا۔

"ڈنر؟؟" ولی نے مسکرا کر زید کی جانب دیکھا۔

"پھر کبھی۔اب ہمیں ریسٹ کرنا صبح ہماری فلائٹ ہے۔آل دی بیسٹ فار یور پراجیکٹ۔" زید نے سنجیدہ انداز میں اس کے ساتھ ایکسکیوز کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں آتے ساتھ زید سو گیا کرس جس نے ابھی اس کے ساتھ بہت سی باتیں کرنی تھیں وہ فریش ہو کر واشروم سے نکلا تو اسے یوں اوندھے منہ گہری نیند میں سوتا ہوا دیکھ کر خاصا مایوس ہوا۔اگلے دن وہ ہوٹل کے کیفے میں بیٹھے ناشتہ کر رہے

تھے۔

"میں نے کبھی اس کی بات کا یقین نہیں کیا کہ اس کا باپ بہت امیر ہے لیکن اس کا ہزبنڈ دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تمہارا اور اس کا کوئی جوڑ نہیں تھا اسی لیے اس کا باپ نہیں مانا۔ کہاں وہ لڑکا اور کہاں تم، میں ہم جیسے لڑکے۔ اگر میری بیٹی ہوتی تو شاید میں بھی یہی فیصلہ کرتا۔"

"تم کون ہوتے ہو اپنی بیٹی کا فیصلہ کرنے والے؟" زید کو اس کی بات ناگوار گزری تھی۔

"پوائنٹ۔" کرس نے اس کی تائید کی۔ "وہ جانتی تھی کہ اس کا باپ اس کی شادی اسی جیسے آدمی سے کرے گا پھر بھی وہ تمہاری فیلنگز کے ساتھ کھیلی۔"

"شی نیور ڈِڈ۔" زید نے آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورا تھا۔

ان کے پچھلے ٹیبل پر ولی بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا لیکن وہ دونوں اس کی موجودگی سے

ناواقف تھے۔ولی باآسانی ان کی گفتگو سن سکتا تھا وہ جوس کا گلاس لبوں تک لے کر گیااور ایک گھونٹ پی کر واپس رکھ دیا۔ان دونوں میں نے کسی نے بھی ایک بار بھی امائرہ کا نام نہیں لیا تھا لیکن ولی جانتا تھا وہ امائرہ کی ہی بات کر رہے تھے۔

"تم لڑکیوں کو مجھ سے بہتر جانتے ہو ضروری نہیں ہوتا وہ ہر چیز زبان سے کہیں ان کے اعمال ان کا اقرار ہوتے ہیں۔وہ تمہاری فیلنگز کے بارے میں جانتی تھی پھر بھی اس نے تمہارے ساتھ دوستی رکھی حالانکہ وہ تمہیں کٹ آف کر سکتی تھی۔"

"وہ دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں تھی کیونکہ وہ دوسری لڑکیوں کی طرح پلی بڑھی نہیں تھی۔اینڈ یو نو کرس وہ پہلی اور آخری عورت جس کے بارے میں اور جس کے کریکٹر پر میں ایک حرف برداشت نہیں کروں گا وہ امائرہ ہے۔تم نے آئندہ ایک لفظ اس کے خلاف کہا تو میں بھول جاؤں گا کہ تم میرے بچپن کے دوست ہو۔"زید سرد لہجے میں اسے باور کرواتا اٹھ کر چلا گیا۔

کرس وہیں بیٹھا بے چینی سے ٹانگیں ہلانے لگا۔اسے اب احساس ہو رہا تھا وہ زیادہ بول گیا تھا۔ولی کا اسسٹنٹ اس کے پاس آیا اس سے کچھ کہا اور چلا گیا۔کرس کی آنکھیں شاک سے پھیلیں۔وہ امائرہ کا شوہر تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ ان کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن چکا ہو گا۔کرس نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور کھانا وہیں چھوڑ کر اٹھ گیا۔اب اسے زید سے زیادہ اپنی بے تکی باتوں کی وجہ سے امائرہ کی شادی پر اثر پڑنے کا خدشہ لاحق ہو گیا تھا۔اگر وہ زید کو بتاتا کہ ولی وہیں تھا تو زید نے یقیناً اس کا منہ توڑ دینا تھا۔

ولی نے گردن موڑ کر اسے دور جاتا دیکھا۔امائرہ اور زید۔ان کے درمیان کچھ تھا پہلے اسے شک تھا اور اب اسے یقین ہو گیا تھا۔اس نے گہری سانس کھینچی اور دوبارہ ناشتے کی پلیٹ کی جانب متوجہ ہو گیا۔اس کے بعد وہ پورا دن مصروف تھا سو وہ ان منفی خیالات کی وجہ سے خود کو بھوکا نہیں مار سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

✡✡✡✡✡

ولی ایک ہفتہ دبئی رہنے کے بعد کل ہی واپس آیا تھا اور اب گوہر اسے اس کی غیر موجودگی میں ہونے والے تمام واقعات کی تفصیلات سے آگاہ کر رہے تھے اور وہ انہیں غور سے سن رہا تھا۔ گوہر نے اپنی بات مکمل کر کے پانی کے دو گھونٹ پیے تھے۔

ولی نے رولنگ چیئر پر بیٹھے ہوئے پین گھماتے ہوئے سامنے پڑی ایک فائل کو دیکھا تھا۔ "امائرہ کی کیا پراگریس ہے؟"

گوہر اس کے اور امائرہ کے رشتے سے واقف نہیں تھے۔ امائرہ کا نام سن کر ان کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔ "سرپرائز نگلی وہ لڑکی اپنے کام میں بہت اچھی ہے۔ ذمہ دار، ڈسپلنڈ اور محنتی۔ جب میں نے اس کا انٹرویو لیا تھا تو وہ مجھے بہت نان سریس لگی تھی لیکن میں اس کی ڈیڈیکیشن سے بہت متاثر ہوں۔ پچھلے دو ماہ سے وہ اکاؤنٹز کا

ایک ایک مسئلہ دیکھ رہی ہے۔اس کے ورک ایتھکز بہت اچھے ہیں پورے ٹائم پر آفیس آنے سے ہر ایک رپورٹ پورے وقت پر سبمٹ کرنے تک وہ بہت ذمہ دار ہے۔ صرف ایک چیز کی کمی ہے انٹر یکشن وہ کسی سے بھی زیادہ تو کیا تھوڑی بھی بات چیت نہیں کرتی۔ ٹیم ورک کا نام سن کر وہ صاف منع کر دیتی ہے۔"

ولی نے سر کو جنبش دی تھی۔امائرہ کی خامی سے زیادہ اس کی خوبیوں نے اسے حیران کیا تھا۔"آپ ہنزہ والا پراجیکٹ اسے دے دیں۔" وہ ذرا سوچنے کے بعد بولا تھا۔

"آر یو شیور بہت بڑا پراجیکٹ ہے اور اس نے پریزنٹ کرنے کے ڈر سے آفیس چھوڑ کر بھاگ جانا ہے۔" گوہر نے یقین دہانی کرنی چاہی۔

ولی مسکرایا تھا۔"اس کو کنونس کرنا آپ کا کام ہے۔ لیکن آئی اشور یو وہ بھاگے گی نہیں۔ایٹ لیسٹ نیکسٹ دو تین ماہ تک۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فائن۔" گوہر گہری سانس خارج کرتے ہوئے اٹھ گئے تھے۔

امائرہ روز یونیورسٹی سے آفیس آجاتی تھی۔ وہاں چپ چاپ اپنے حصے کا کام کرتی اور پورے وقت پر گھر کو نکل جاتی۔ آج اسے حمزہ کے ساتھ میچ کھیلنے جانا تھا اس لیے اس نے جلدی جلدی اپنا کام ختم کیا۔ فائل لے کر گوہر کے کیبن میں آگئی۔ پہلے کی نسبت وہ ان کے ساتھ کافی کمفرٹیبل ہو چکی تھی وہ اکثر اسے ڈانٹ دیتے تھے لیکن اب امائرہ انہیں اتنا سریس نہیں لیتی تھی۔

"یہ سارے ٹیکسز کلیئر کر دیے ہیں میں نے آپ دیکھ لیں۔ مجھے اب جانا ہے؟" وہ عجلت میں انہیں بتا رہی تھی۔

"کہاں؟ آڈٹ کون دیکھے گا۔" گوہر کا لہجہ سخت تھا۔

امائرہ کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔ "آج نہیں۔ آج مجھے بہت ضروری کام ہے اور میں لیٹ ہو رہی ہوں۔ بائے بائے۔" امائرہ گویا ناک سے مکھی اڑاتی وہاں سے چلتی

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بنی تھی۔

"میں تمہاری سیلری کاٹ لوں گا۔" گوہر نے پیچھے سے آواز لگائی تھی۔

"یہ دھمکی پرانی ہو چکی ہے سر۔" امائرہ کیبن کے دروازے تک پہنچ کر مسکرا کر بولی تھی اور پھر چلی گئی۔

پارکنگ میں حمزہ اس کا ویٹ کر رہا تھا۔ "کھیل لو گی؟"

امائرہ نے پورے جوش سے سر ہلایا تھا۔ کچھ دیر میں وہ دونوں ایک گراؤنڈ میں تھے۔ رات کی تاریکی چار سو پھیل چکی تھی۔ بڑی بڑی فلڈ لائٹز کی روشنی گراؤنڈ کو روشن کر رہی تھی۔

ایک طرف کاؤنٹر بنا ہوا تھا جہاں بہت سے لوگ کھڑے اپنے نام لکھوا رہے تھے۔ حمزہ چلتا ہوا ان کے پاس گیا ان سے کچھ کہا والٹ سے چند نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھے۔ امائرہ دور کھڑی اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حمزہ اور امائرہ کھڑے کچھ ڈسکس کر رہے تھے جب دو لڑکے ان کے پاس آئے تھے۔"تم دونوں ایک ساتھ کھیل رہے ہو؟"ان میں سے ایک لڑکا جو بائیس تئیس سال کا تھا اس نے استفسار کیا۔

حمزہ نے سر ہلایا تھا۔اسے اندازہ تھا کہ ان کے منہ سے نکلنے والی اگلی بات کیا ہو گی۔

"کرکٹ میں لڑکیوں کا کیا کام بی بی۔گھر جا کر ہانڈی روٹی بنانا سیکھو یہ بیٹ پکڑنا آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔"وہ طنزیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

حمزہ کے کہنے سے پہلے امائرہ بولی تھی۔"پاکستان کے آئین کی کون سی شق میں لکھا ہے یہ قانون کہ لڑکیاں کرکٹ نہیں کھیل سکتیں۔زبان اور بیٹ گراؤنڈ میں چلانا لیو۔"امائرہ کا انداز سپاٹ اور چہرہ بے تاثر تھا۔

وہ لڑکے واپس چلے گئے تھے۔"ریلیکس اگنور کرو اس طرح کے لوگوں کو۔"حمزہ نرمی سے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ولی کو کافی دنوں سے اس کا دوست عمار ملنے کو بلا رہا تھا لیکن مصروفیات کی وجہ سے وہ وقت نہیں نکال پا رہا تھا۔آج آخر کار وہ آفیس سے فارغ ہونے کے بعد وہ وہیں اس سے ملنے آیا ہوا تھا۔عمار پی سی بی میں کام کرتا تھا اس لیے وہ ان چھوٹے موٹے ٹورنامنٹس کو دیکھتا تھا کہ انہیں نئے ٹیلنٹ کے بارے میں پتہ چل سکے۔

"کوئی ٹورنامنٹ چل رہا ہے یہاں؟"ولی عمار کے پہلو میں بیٹھا تھا جو بہت غور سے گراؤنڈ میں ہونے والے کاموں کا جائزہ لے رہا تھا۔

"ہاں ڈبل وکٹ ٹورنامنٹ؟"عمار نے جواب دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ولی نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔اسے نہ کبھی کرکٹ کھیلنے کا شوق رہا تھا نہ دیکھنے کا۔

"اس میں پیئرز ہوتے ہیں جو ایک ساتھ کھیلتے ہیں بیٹنگ اور بولنگ کرتے ہیں جو جیت جاتا ہے اسے پرائز منی ملتی ہے۔تم دیکھو ابھی پتہ چل جائے گا۔"عمار نے

ساتھ ہی ایک لڑکے کو کافی لانے کا کہا۔"اور بتاؤ کیا چل رہا ہے لائف میں۔دبئ سے کس دن واپس آئے؟"

امائرہ اور حمزہ ایک ساتھ گراؤنڈ میں داخل ہوئے تھے۔دونوں کی کٹ سیم تھی اور شرٹ کے پیچھے نام لکھے ہوئے تھے۔

ولی اپنے فون پر جھکا ہوا کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔پہلا اوور حمزہ نے کھیلا تھا۔اب امائرہ سٹرائیک پر کھڑی تھی۔اس نے سر پر ہیلمٹ پہنا ہوا تھا اس لیے کوئی بھی دور بیٹھا شخص فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ لڑکی ہے۔

www.novelsclubb.com

پہلی بال بیٹ کو لگ کر سیدھا فیلڈر کے پاس گئ تھی۔دوسری بال پر اس نے چوکا لگایا تھا۔تیسری بال پر وہی سمیر نامی لڑکا اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھتا ہوا دور سے بھاگتا ہوا آیا تھا بال اس کے ہاتھ سے نکلی تھی۔وہ بال اتنی رفتار سے آئی تھی کہ امائرہ کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے اور بال اس کے ہاتھ پر لگ گئ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔ بال کی رفتار کی وجہ سے وہ اتنی زور سے لگی تھی کہ امائرہ سے بیٹ چھوٹ گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی انگلی ٹوٹ چکی ہے۔

"اوہ شٹ۔" عمار ذرا آگے ہو کر بیٹھا۔

"کہا تھا لڑکیوں کے بس کی بات نہیں ہے۔" سمیر تضحیک آمیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔

حمزہ فکر مندی سے اس کی جانب بڑھا۔ امائرہ نے کوفت سے ہیلمٹ اتارا تھا۔ ولی نے فون سے نظریں ہٹائیں اور سامنے دیکھا اس کی آنکھیں شاک سے پھیلیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ لڑکا ہے نہ حمزہ طاہر نام ہے اس کا۔ بہت اچھا بیٹسمین ہے۔ تین سالوں سے قائدِ اعظم ٹرافی، نیشنل کپ کا ہائیسٹ رن سکورر ہے۔ تینوں فارمیٹ بہت اچھا کھیلتا ہے۔ لیکن تمہیں تو پتہ ہے نہ پاکستان کے حالات کا۔ اس سے پیچھے دو تین لڑکے تھے اور پاکستان کے لیے کھیل چکے ہیں۔ بڑا محنتی اور ڈسپلنڈ کھلاڑی ہے اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹیم میں اس کی جگہ بھی بنتی ہے۔ دیکھتے ہیں کیا بنتا ہے اس کا۔" عمار ولی کو بتا رہا تھا۔

"اور اس کے ساتھ؟؟" ولی خود نہیں جانتا تھا کہ اس نے یہ سوال کیوں پوچھا تھا۔

"یہ تو۔۔۔۔۔شاید اس کی دوست ہے یا کزن ہے۔ پچھلے دو تین سالوں سے کبھی کبھی اس کے ساتھ کھیلنے آتی ہے۔ میں نے تو حمزہ سے کہا تھا کہ اسے بولے کہ وومین ٹیم کے لیے ٹرائلز دے کیونکہ پوٹینشیل بہت ہے اس لڑکی میں لیکن وہ کہتا ہے کہ وہ نہیں کھیلنا چاہتی۔ یونہی انٹرٹینمنٹ کے لیے آ جاتی ہے۔ بیٹنگ تو نہیں لیکن فاسٹ بولنگ بہت اچھی کرواتی ہے۔" ولی بے اختیار پہلو بدل کر رہ گیا۔ وہ اس لڑکی کو اتنا جان کر بھی اسے نہیں جانتا تھا۔

"تمہیں کہا بھی تھا امائرہ۔ شاٹ مت لگانا۔ ڈاٹ کھیلنا۔ دکھاؤ ہاتھ۔" حمزہ اسے ڈانٹتے ہوئے نرمی سے اس کا ہاتھ دیکھ رہا تھا۔ امائرہ نے تکلیف سے آنکھیں میچیں ۔لبوں کو آپس میں پیوست کیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہم نہیں کھیل رہے۔زیادہ انجرڈ ہو جانی ہے تمہاری انگلی۔مسئلہ بن جائے گا
۔"حمزہ نے گلوز اتارنا شروع کیے۔

"لسن ہم کھیل رہے ہیں اور جیت رہے ہیں۔میں گیم چھوڑ کر جانے والوں میں
سے نہیں ہوں۔جب کھیلوں گی تو جان لگا کر کھیلوں گی۔ایسے وہ سمجھیں گے ہم
لوزر زہیں۔"امائرہ نے ماتھے پر پھیلی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا تھا اور اٹھ کر اپنے
گلوز واپس پہنے۔

"امائرہ؟؟"حمزہ نے اسے سخت تاثرات سے گھورا تھا لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑا
تھا۔

"جتنی سپیڈ سے باؤنسر مارو گے اسی سپیڈ سے بال باؤنڈری پار نہ پھینکی تو میرا نام بھی
امائرہ نہیں۔"امائرہ دانت پیستے ہوئے سمیر سے مخاطب ہوئی۔وہ خود بھی شش وپنج
میں مبتلا تھا اسے لگا تھا کہ وہ فیلڈ چھوڑ کر چلی جائے گی۔

www.novelsclubb.com

"دیٹ از واٹ آلائک اباؤٹ ہر۔ ہر ایٹیٹیوڈ۔" عمار نے اسے سراہتے ہوئے تالی بجائی تھی اور ولی اسے دیکھتا رہ گیا۔ اب وہ اسے کس منہ سے بتاتا کہ وہ اس کی بیوی ہے۔

حمزہ دونوں لڑکوں کو اٹیک کر رہا تھا لیکن امائرہ صرف سمیر کو۔ "دل سے نہیں دماغ سے کھیلو برو۔" امائرہ اسے اکسا رہی تھی۔

آخر پر ان دونوں نے مل کر اچھا سکور بنا دیا تھا جس میں زیادہ رنز حمزہ نے بنائے تھے۔

www.novelsclubb.com

"جسے تم بار بار ٹارگٹ کر رہی تھی گوجرانوالہ کا بہت مشہور ٹیب بال پلیئر ہے۔" حمزہ اسے سنا رہا تھا یا بتا رہا تھا امائرہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔

"تو؟؟" امائرہ نے کندھے اچکائے تھے۔

"تم سے بحث میں آج تک کوئی جیتا ہے۔" حمزہ سر پیٹ کر رہ گیا۔

اب باؤلنگ کی باری تھی۔امائرہ اور حمزہ دونوں نے اچھی بولنگ کی تھی اور رنز کو روکے رکھے تھے۔آخر پر امائرہ نے سمیر کو بال کروائی تھی جو سیدھا پیچھے وکٹز کو لگی تھی اور اور ایک وکٹ نیچے گرگئی۔

امائرہ نے شہادت کی انگلی اوپر کی تھی۔اوپر سٹینڈز میں بیٹھے عمار سمیت وہاں موجود لوگوں نے تالیاں بجائی تھیں۔حمزہ اور امائرہ جیت گئے تھے۔

امائرہ اس کے پاس آئی تھی گری ہوئی بال پکڑی اس پر پین سے کچھ لکھا اور اس کی جانب اچھال دی جو اس بروقت کیچ کرلی تھی۔

"ریمیمبر دی نیم امائرہ شاہزیب۔"سمیر مسکرایا تھا۔اس نے وہ بال رکھ لی تھی۔

حمزہ نے ان دونوں اور وہاں موجود باقی لوگوں سے ہاتھ ملایا تھا۔پھر وہ امائرہ کے پاس آیا تھا۔"پراؤڈ آف یو کوچ۔"ان دونوں نے دونوں ہاتھوں سے ہائی فائیو کیا تھا۔امائرہ خوش تھی بے حد خوش اور اتنا خوش اور مطمئن وہ اسے اکثر حمزہ کے ساتھ

ہی دیکھتا تھا۔

"آئی ایم سوری فار یور فنگر۔ گیٹ ویل سون۔" سمیر اس کے پاس آیا تھا لہجے میں ندامت کا تاثر بھی تھا اور امائرہ کے لیے عزت بھی۔

"تھینک یو۔" امائرہ نے رسمی انداز میں سر کو خم دیا۔

"حمزہ نے بتایا ہے کہ تم ریگولر کرکٹ نہیں کھیلتی تھی۔ آئی تھنک تمہیں کھیلنا چاہیے۔ تم بہت جلد پاکستان ٹیم میں جگہ بنا سکتی ہو۔ پاکستان کو تمہارے جیسے جنونی پلیئرز کی ضرورت ہے۔" سمیر اسے سراہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

امائرہ نے سر ہلایا۔ وہ جب بھی یہاں آتی تھی اسے اکثر ایسے مشورے سننے کو ملتے تھے۔ اور وہی جو کچھ دیر پہلے اسے لڑکی ہونے پر گھر داری سیکھنے کا کہہ رہا تھا وہ اب اس کا ہمدرد بن کر اسے نصیحت کر رہا تھا۔ انسان کبھی کبھی کتنی جلدی اپنا موقف بدل دیا کرتے تھے۔

رات کافی ہو گئی تھی۔ولی تھک چکا تھا تو وہ چلا گیا۔حمزہ کے اصرار کی وجہ سے اس نے جاتے ہوئے ایکسرے کروایا تھا جس میں اس کی انگلی کا فریکچر واضح نظر آرہا تھا۔

✡✡✡✡✡

زید صبح صبح تیار ہو کر اپنے کسی کام سے نکلنے والا تھا جب سیڑھیوں پر بیٹھی عنایا کو دیکھ کر ذرا چونک گیا۔وہ سیڑھیوں کے زینے اترتا گیا۔سارہ اوپن کچن میں ناشتہ بناتی ہوئی عنایا کو ڈانٹ رہی تھی اور وہ کہنیوں کو گھٹنوں پر رکھے تھوڑی سے ٹکائے منہ بنائے ساری کی سنتی جارہی تھی۔زید نے آخری سیڑھی پر پہنچ کر عنایا کی جانب رخ موڑا تھا۔"کیا ہوا؟"سرگوشی کے انداز میں دریافت کیا۔

"اس کے شاندار رزلٹز کی وجہ سے سکول والوں نے کہا ہے کہ ہم اسے اس سکول میں نہیں رکھ سکتے۔"سارہ کو شدید غصہ آیا ہوا تھا۔

زید نے ایک دفعہ گردن موڑ کر سارہ کو دیکھا پھر عنایا کو جو مسلسل ایک گھنٹے سے

سارہ کی ڈانٹ سننے کے بعد اب رو دینے والی تھی۔ تو اسے آخر کار سکول سے نکال دیا گیا تھا۔ سارہ جھک کر ڈش واشر سے برتن نکال رہی تھی زید نے بغیر آواز پیدا کیے سامنے ریک میں پڑے شوز پکڑ کر اس کے آگے رکھے تھے۔ مطلب واضح تھا۔ عنایا نے جلدی سے شوز پہنے تھے اور محتاط قدم اٹھاتی زید کے ساتھ باہر نکل گئی تھی۔

ان کے پیچھے ہی سارہ کی ایک زوردار چیخ بلند ہوئی۔ عنایا نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا۔ زید نے اسے گاڑی میں بٹھا کر سب سے پہلے سیٹ بیلٹ باندھا۔ دونوں نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

جب وہ گھر سے کچھ دور آ گئے تو عنایا نے اپنے کانوں سے ہاتھ ہٹا لیے۔ "تمہیں ماما سے ڈر نہیں لگتا زی؟" عنایا معصومیت سے پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

"نہیں۔" زید نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"کیوں؟"عنایا پر اسرار انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"کیونکہ وہ میری ماما۔۔۔۔ناشتہ کیا ہے تم نے؟"زید نے اپنا جملہ آدھا چھوڑ دیا۔

عنایا نے زور زور سے سر ہلایا۔

اسے کل رات دلجیت نے کال کر کے ایک دفعہ سارے انٹیریئر کا جائزہ لینے کا کہا تھا زید اسی لیے یہاں آیا تھا۔وہ زید کے ساتھ کھڑا کوئی اہم بات ڈسکس کر رہا تھا جبکہ عنایا ان کے بیٹے کے ساتھ بیٹھی اسے اس کا انسٹا گرام پیج فولو کرنے کا کہہ رہی تھی اور وہ بہت توجہ سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ان کا گھر مکمل طور پر تیار ہو چکا تھا اگلے ہفتے وہ یہاں شفٹ ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

دلجیت سے بات کرتے ہوئے اس نے گردن موڑ کر عنایا کی جانب دیکھا جو زید کے فون پکڑے ساتھ بیٹھے لڑکے کو فون پر کچھ دکھا رہی تھی۔" چلیں۔"زید اپنا کام ختم کر کے اس کے پاس آیا تھا۔

عنایا چھلانگ لگانے کے انداز میں کرسی سے اتری۔"سی یو دین۔"عنایا نے مصافحے کے لیے اس لڑکے کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

اس لڑکے نے ذرا جھجکتے ہوئے عنایا سے ہاتھ ملایا۔زیدان دونوں کو دیکھتا رہا ۔"یوں ہر راہ چلتے سے دوستی نہیں کر لیتے۔"زید نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اسے کہا۔

"پورا ایک گھنٹہ باتیں کی ہیں میں نے اس کے ساتھ۔"

"تو؟"

"تو وہ مجھے اچھا لگا اس لیے میں نے اس کے ساتھ دوستی کر لی۔"عنایا نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

زید نے ابرو اچکا کر سر جھٹکا۔وہ گاڑی سٹارٹ کرنے ہی والا تھا کہ اس کا فون بجا۔ اوپر کوئی ان نون نمبر کالنگ لکھا جگمگا رہا تھا،زید نے ماتھے پر تیوری چڑھائے فون

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کان کو لگایا۔

"آپ مس ڈیزی کو جانتے ہیں؟"

"جی۔" زید کا سانس حلق میں اٹک گیا۔

"وہ ہوسپٹل میں ایڈمٹ ہیں آپ جلدی سے یہاں آجائیں۔"

عنایا نے زید کے چہرے کو بے تاثر ہوتا دیکھا۔اس نے فون رکھ کر گاڑی سٹارٹ کی ۔ تیز رفتار سے گاڑی چلاتے ہوئے اس کا دماغ طرح طرح کی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔گاڑی ہوسپٹل کی پارکنگ میں رکی تھی۔وہ عجلت میں گاڑی سے نکلا پھر اسے خیال آیا کہ وہ کسی کو پیچھے چھوڑ آیا ہے۔وہ دوسری جانب بڑھا عنایا کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔عنایا نے ہوسپٹل کی راہداری میں اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔زید نے سر جھکا کر اس چھوٹی سی بچی کو دیکھا وقت کہیں سال پیچھے چلا گیا۔

نو دس سالہ زید سکول کے گیٹ سے نکلا تھا اور ایک بچی نے اسی طرح اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا تھا کیونکہ زید کی آغوش اس کی سب سے محفوظ جگہ تھی ۔زید اس کا گھر تھا۔زید نے چہرہ پھیر لیا۔اس کا ماضی اتنا خوفناک تھا کہ اسے اس کے بارے میں سوچ کر خوف آتا تھا۔

اس نے ایمر جنسی وارڈ میں داخل ہوتے ہی عنایا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈیزی کے پاس پہنچا جس کی آنکھیں بند اور ہاتھ نالیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

"آپ ان کے کیا لگتے ہیں؟"اس کے پیچھے کھڑی لڑکی نے زید سے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ۔۔۔میری۔۔۔ماں ہیں۔"زید نے اٹک اٹک کر جواب دیا۔

"آپ کو انہیں یوں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہیے۔شی از ہارٹ پیشنٹ۔"وہ لڑکی زید کو باتیں سنانا چاہتی تھی لیکن اس کا لٹکا ہوا منہ دیکھ کر اس نے ارادہ ترک کر دیا تھا۔

زید نے نچلا لب دانتوں میں دبائے ڈیزی کو دیکھا جس کی آنکھیں بند تھیں۔بے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اختیار بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ماتھے پر گرتے ہوئے بالوں کو پیچھے کیا۔

ڈاکٹر نے اس کا چیک اپ کرنے کے لیے ان سب کو باہر بھیج دیا۔وہ گرنے والے انداز میں راہداری میں پڑے بینچ پر بیٹھا۔"وہ تمہاری ماما ہیں؟"

"ہاں۔"

"وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔"عنایا اسے تسلی دے رہی تھی۔

"کچھ چیزیں کبھی ٹھیک نہیں ہوتی۔"اس نے جبڑے بھینچے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔

www.novelsclubb.com

ڈیزی کو ہوش آچکی تھی لیکن زید اس سے ملنے نہیں گیا۔"میں کرس کو کہہ دیتا ہوں وہ تمہیں پک کر لے گا۔"

"اونہوں میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔"وہ ضدی انداز میں گویا ہوئی۔

زید نے کرس کو کال کی تھی اور وہ اپنے سارے کام چھوڑ چھاڑ کر ہوسپٹل آیا تھا۔ "کیا ہوا تمہاری ماما کو؟" وہ زید کی ماں سے زیادہ زید کے لیے متفکر تھا۔

"پتہ نہیں۔ تم پلیز عنایا کو گھر چھوڑ دو میں لیٹ ہو جاؤں گا اور سارہ آنٹی سے کہہ دینا اسے ڈانٹیں نہیں۔" زید کا انداز عاجزانہ تھا۔

کرس نے مزید کچھ نہیں کہا۔ وہ عنایا کو اپنے ساتھ لے گیا۔ زید اس سرد، ویران اور خاموش راہداری میں اکیلا رہ گیا۔ کچھ دیر بعد اس لڑکی نے گرم گرم کافی کا کپ اس کی جانب بڑھایا۔ زید نے کچھ بھی کہے بغیر کپ تھام لیا۔

"آئی ایم جیسمین۔" اس نے زید کے برابر بینچ پر بیٹھتے ہوئے خود کو متعارف کروایا۔

"زید۔"

"میں مس ڈیزی کی بیکری پر کام کرتی ہوں اور ہم ایک ہی بلڈنگ میں رہتی ہیں وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اچانک بے حوش ہو گئیں تو میں انہیں ہوسپٹل لے آئی۔ بلڈنگ کے گارڈ نے مجھے تمہارا نمبر بھیجا اس لیے میں نے سب سے پہلے تمہیں ہی کال کی۔ تم ان کے ساتھ نہیں رہتے۔" جیسمین نے گردن موڑ کر اپنے ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا جس کے گھنگریالے بال اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، اس کی رنگت سرخ و سپید تھی اور ایک کان میں سلور رنگ کی بالی لٹک رہی تھی۔

زید نے نفی میں سر ہلا کر کافی کا ایک گھونٹ اپنے اندر اتارا۔

"کیوں؟" وہ یونہی پوچھ رہی تھی۔

"مائے پیرنٹس آر ڈیوورسڈ۔" زید کی گرفت اس کپ پر مضبوط ہو گئی۔ اس نے آس پاس راہداری میں نگاہیں دوڑائیں جو بالکل ویران تھی۔

"تو۔۔۔ تمہاری کسٹڈی تمہارے ڈیڈ کے پاس ہے۔" وہ جیسے اندازہ لگا رہی تھی۔

زید نے ایک لمحہ کے لیے اس لڑکی کو دیکھا پھر نظریں پھیر لیں۔ وہ اسے نہیں بتا سکا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہ اس کے ماں باپ کبھی اس کی کسٹڈی کے لیے لڑے ہی نہیں۔ وہ دونوں بہت آسانی سے اسے اور اس کی بہن کو چھوڑ کر اپنی اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنے چل پڑے۔

"میں آتا ہوں۔" زید نے کافی کا کپ وہیں رکھ دیا اور ڈیزی کے وارڈ کی جانب بڑھ گیا۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ ڈیزی کے بیڈ کے پاس پڑے سٹول پر بیٹھ گیا۔

ڈیزی نے پلکیں جھپکتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا۔ "آئی ایم فائن۔ ڈونٹ وری اباؤٹ می۔" وہ زید کو یہاں دیکھ کر کچھ حیران تھی لیکن اپنی حیرانی کو چھپاتے ہوئے ناگواری سے بولی۔

"آپ اکیلی کیوں رہتی ہیں؟" زید نے خشک لبوں پر زبان پھیر کر اگلا سوال پوچھا۔

"تو کس کے ساتھ رہوں؟ ماں باپ اور بہن بھائیوں پر بوجھ بنوں؟ سب کی اپنی

اپنی فیملی ہے میں کسی کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی۔"ڈیزی کا انداز تھکا تھکا سا تھا۔سینے میں اب بھی کہیں چبھن محسوس ہو رہی تھی۔

"اوکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں؟"وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔

"تم کیوں رہو گے۔تمہیں مجھ پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

زید نے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔

اسے جیسے یقین نہیں آیا کہ زید اس کی پرواکر سکتا ہے۔اس نے بہت چھوٹی عمر میں اسے اور شانزے کو اکیلے چھوڑ دیا اور کبھی مڑ کر نہیں دیکھا۔یاسر آسٹریلیا چلا گیا اور ان کی پھپھو انہیں وین کوور لے گئی۔ایک سال بعد شانزے کا انتقال ہو گیا۔کیسے؟وہ کبھی اس کی تفصیل نہیں جان سکی۔کچھ سالوں بعد یاسر اسے وین کوور سے واپس ٹورونٹو لے آیا تب ہی اس نے زید کو اپنی طلاق کے بعد پہلی بار دیکھا تھا۔وہ

ایک ہی کمیونٹی میں رہتے تھے آتے جاتے راستے میں اسے زید کئی دفعہ نظر آجاتا لیکن شانزے کبھی نظر نہیں آئی۔ایک دن ڈیزی نے زید کو راستے میں روک کر پوچھ ہی لیا کہ شانزے کہاں ہوتی ہے۔زید کئی لمحے یونہی اسے دیکھتا رہا۔"شی از نو مور۔"ایک لمبے توقف کے بعد جواب موصول ہوا۔

"تم مزاق کر رہے ہو؟"ڈیزی کو اس کی بات پر ذرا سا بھی یقین نہیں آیا۔

"میں اپنی بہن کی موت کے بارے میں آپ سے مزاق کروں گا۔ڈونٹ ایکٹ لائک یو کیئر ا باؤٹ ہر۔وہ آپ کو کال کرتی رہی،وہ آپ کو بلاتی رہی،وہ آپ کے لیے روتی رہی لیکن آپ نہیں آئیں اینڈ ہر ہارٹ فیلڈ۔"زید نفرت سے ایک ایک لفظ کہتا آگے بڑھ گیا۔ڈیزی شاک سے وہیں کھڑی زید کو دور جاتا دیکھتی رہی اس نے ایک بار بھی پلٹ کر ڈیزی کی طرف نہیں دیکھا۔

شانزے کو اپنی ماں کی طرف سے وراثت میں دل کی بیماری مل گئی تھی اس کا پیدا

www.novelsclubb.com

ہوتے ہی دل کا ایک وال بند تھا لیکن ڈاکٹرز نے کہا ہوا تھا کہ اتنے خطرے کی بات نہیں وہ سروائیو کر لے گی۔ جب وہ چھوٹی تھی تو اکثر اس کا سانس رک جاتا تھا لیکن کچھ دیر بعد بحال بھی ہو جاتا تھا۔

شام تک ڈیزی ڈسچارج ہو چکی تھی۔ جیسمین ابھی تک وہیں تھی اور اب زید دونوں کو ان کی بلڈنگ چھوڑنے جا رہا تھا۔ وہ بیک سیٹ پر بیٹھی زید اور ڈیزی کو دیکھ رہی تھی جن کو ایک دفعہ بھی اس نے ٹھیک سے بات کرتے نہیں دیکھا۔

زید نے سوپر مارکیٹ کے سامنے گاڑی روکی۔ "آپ کو کچھ چاہیے؟" اس نے سیٹ بیلٹ اتارتے ہوئے ڈیزی کو مخاطب کیا۔

ڈیزی نے تھکے ہوئے انداز میں سر ہلایا۔ زید نے گردن موڑ کر جیسمین کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" وہ کہہ کر گاڑی سے نکل گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زید فون پر جھکا کچھ کھول رہا تھا اس نے ڈاکٹر کی تمام ہدایات نوٹ کی ہوئی تھیں اور اب وہ اسی لحاظ سے ڈیزی کے لیے چیزیں خرید رہا تھا اور جیسمین ان چیزوں کو خریدنے میں اس کی مدد کر رہی تھی۔ زید کی نیچر ہی کچھ ایسی تھی کہ ہر کوئی بہت جلد اس کے ساتھ کمفرٹیبل ہو جاتا تھا۔

"تھینکس۔" زید نے لفٹ سے نکلتے ہوئے سر جھکا کر اس کا شکریہ ادا کیا اور ڈیزی کے ساتھ لفٹ سے نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

ڈیزی کے فلیٹ میں بہت سی چیزیں یونہی بکھری پڑی تھیں۔ زید نے سارا سامان اوپن کچن میں رکھ کر چیزوں کو سمیٹنا شروع کیا تھا اور پندرہ منٹ تک زید پورا فلیٹ صاف کر چکا تھا اور اب وہ ڈیزی کے لیے سوپ بنا رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا تم اتنے ملٹی ٹیلنٹڈ ہو۔" ڈیزی کے لبوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔

"آپ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔" اس نے سوپ کو ایک پیالے میں

ڈال کر ڈیزی کے سامنے رکھا۔

ایک گلٹی گردن میں ابھر کر معدوم ہوئی۔زید اپنا فون پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گیا ۔اس نے سب سے پہلے عنایا کو میسج کیا۔"اوئے۔ کیسی ہو؟"

"ایک تھپڑ رائٹ اور ایک لیفٹ گال پر پڑنے کے بعد انسان کیسا ہوتا ہے۔"فوراً جواب آیا۔ساتھ ایک رونے والی ایموجی بھیجی۔

زید ہنس دیا۔ڈیزی نے سوپ پیتے ہوئے سر اٹھا کر اسے یوں ہنستے ہوئے دیکھا۔ اسے یاد تھا آخری بار اس نے زید کو ایک لڑکی کے ساتھ اس کی بیکری کے سامنے والے سٹور کے باہر کھڑے یوں ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔بلکہ اس نے جب بھی زید کو اس لڑکی کے ساتھ دیکھا وہ خوش ہی ہوتا تھا۔وہ لڑکی کون تھی وہ نہیں جانتی تھی اور اب کہاں تھی یہ بھی نہیں پوچھ سکتی تھی۔

یونہی فون دیکھتے دیکھتے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا اور وہ یونہی بیٹھا

بیٹھا سو گیا۔ڈیزی بہت غور سے اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو دیکھتی رہی جو بالکل اس کے جیسے تھے۔اسے معلوم تھا کہ اس نے یوں زید اور شانزے کو چھوڑ کر ان کے ساتھ بہت زیادتی کی تھی اور عمر بڑھنے کے ساتھ اسے یہ احساس چبھنے لگا تھا۔

✡✡✡✡✡

امائرہ اپنے ڈیسک پر بیٹھی کی بورڈ پر انگلیاں چلا رہی تھی جب گوہر کے پاس آئے تھے۔ان کے ہاتھ میں کچھ ڈاکومنٹس تھے جو انہوں نے میز پر رکھے تھے۔امائرہ کی انگلیوں کی حرکت رک گئی سر اٹھا کر گوہر کو دیکھا۔

"نیکسٹ ویک تمہیں یہ پراجیکٹ تیار کر کے پریزینٹ کرنا ہے۔"انداز تحکمانہ تھا۔

امائرہ کی آنکھوں میں تعجب ابھرا تھا۔"آپ کا مطلب ہے سب کے سامنے؟"اس

نے یقین دہانی کرنا چاہی تھی۔

گوہر نے سر کو جنبش دی۔ "کچھ سمجھ نہ آیا تو مجھ سے پوچھ لینا۔ لیکن نیکسٹ ویک تک تیار رہنا۔"

"امائرہ نے ان ڈاکو منٹز کو دیکھا تھا۔ "میں یہ نہیں کر سکتی۔" سر خود بخود دائیں بائیں ہل گیا تھا۔

"وجہ؟" گوہر صاحب کے ماتھے پر پڑی تیوری گہری ہوئی تھی۔

"دیکھیں میں نے آپ کو پہلے بتایا ہوا ہے کہ میں اس طرح کے کام نہیں کر سکتی۔ میرے ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں۔ تو آپ یہ کسی اور کہہ دیں۔ میرے اندر اتنا کانفڈینس ہے ہی نہیں کہ میں اس طرح پریزنٹیشن دے سکوں۔" امائرہ صاف صاف انکار کر رہی تھی۔

"ہر کوئی ماں کے پیٹ سے تو نہیں سیکھ کر آتا۔ جو پہلے نہیں کیا وہ اب کرنا پڑے گا

اور سر کا آرڈر ہے کہ یہ کام تم ہی کرو گی۔"

"مطلب ولی میرا مطلب ولی سر نے کہا ہے؟"امائرہ ہڑبڑا کر بولی تھی آنکھوں میں بے یقینی پھیل چکی تھی۔

گوہر صاحب سر ہلا کر چلے گئے تھے۔امائرہ وہیں کڑھتی رہی تھی۔

"یہ آدمی میرا تماشا بنوانا چاہتا ہے پورے آفیس میں۔"وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔اب وہ دنیا بھر کی کوفت چہرے پر لیے ان ڈاکومنٹس کو بار بار دیکھ رہی تھی۔

اس نے ایک ہفتے میں پراجیکٹ تو تیار کر لیا تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اسے وہ سب سے کے سامنے میٹنگ روم میں پریزینٹ کرنا تھا۔گوہر صاحب نے اسے بہت سمجھایا تھا لیکن وہ کسی طرح راضی نہیں تھی۔اس کا پوری زندگی ایک ہی فوبیا رہا تھا پبلک کے سامنے بولنا۔وہ اکثر میچ جیتنے کے بعد وننگ سپیچ میں کچھ نہیں کہہ پاتی تھی لیکن گوہر کے بار بار اصرار کرنے پر امائرہ تیار ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ آفیس پورے وقت پر پہنچی تھی۔ میٹنگ روم میں سب اس کے منتظر تھے۔ گوہر صاحب میٹنگ روم کے باہر ہاتھ سینے پر باندھے کھڑے تھے۔ "کر لو گی نہ؟" گوہر نے نرمی سے پوچھا تھا۔

امائرہ نے گہری سانس خارج کی تھی۔ "جیسے میں نہ کر سکی تو آپ نے بخش دینا ہے۔" وہ بگڑے تیور لیے بولی۔

وہ مسکرائے تھے۔ "اگر میری پریزنٹیشن اچھی ہوئی تو آپ مجھے کل لنچ کروائیں گے۔" امائرہ نے سنجیدہ انداز میں انہیں باور کروایا تھا۔

www.novelsclubb.com

امائرہ ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہوئی تھی۔ ولی سامنے کرسی پر بیٹھا حد سے زیادہ سنجیدہ نظر آرہا تھا۔ وہاں کمپنی کے سارے سینئرز موجود تھے۔

"گڈ مارننگ۔ آئی ہوپ یو آل آر ڈوئینگ ویل۔" امائرہ نہیں جانتی تھی یہ لفظ کہاں سے نکلے تھے۔ اس کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔ وہاں موجود تمام نفوس کی

مکمل توجہ کا مرکز وہ لڑکی تھی۔

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔۔۔۔۔۔" امائرہ بولتی بولتی رک گئی تھی۔ گوہر صاحب نے اسے دیکھ کر سر کو جنبش دی تھی جیسے اس کی ہمت بڑھا رہے ہوں۔

امائرہ پھر سے بولنا شروع ہوئی تھی۔ ساتھ وہ سکرین پر بنی تصاویر کی وضاحت کر رہی تھی۔ اپنی پوری پریزنٹیشن ختم کرنے کے بعد اس نے سانس لیا تھا پھر سامنے دیکھا۔ وہ سب اس کی شکل دیکھ رہے تھے۔ وہاں مکمل خاموشی تھی۔

"کچھ تو بولو۔" امائرہ نے دل میں سوچا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ اس جگہ بزنس کرنے کا بیسٹ آپشن سیف ہاؤسز اور ولاز بنانا ہے؟" اسی پینل میں بیٹھے ایک آدمی نے سوال کیا تھا۔

امائرہ پہلے گڑبڑائی تھی پھر بولی۔ "پاکستان میں نیچرل بیوٹی کی کمی نہیں ہے۔ ہمیں صرف ان جگہوں کو رہنے کے قابل بنانا ہے۔ جیسے سب لوگ اپنی ٹرپز کے لیے

تھائیلینڈ، ملیشیا اور ایسے ممالک میں جاتے ہیں وہ پاکستان بھی آ سکتے ہیں کیونکہ ہم ان کو رہنے کے لیے ایسی جگہ دیں گے اور جس جگہ کی ہم بات کر رہے ہیں وہ ایک ٹورزم پلیس ہے وہاں بڑی سی عمارت بنا کر بزنس نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی وہاں آپ کو ایسے لوگ ملیں گے جو آپ کی کمپنی میں کام کر سکیں۔" امائرہ ہموار لہجے میں کہہ رہی تھی۔

ایک بار پھر کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا۔ ولی نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے تالیاں بجانا شروع کی تھیں۔ گوہر نے ولی کا ساتھ دیا تھا اور اگلے ہی لمحے میٹنگ روم اس کے لیے تالیوں سے گونج رہا تھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔ ایک پر سکون مسکراہٹ۔

ایک ایک کر کے سب میٹنگ روم سے چلے گئے تھے۔ صرف وہ اور ولی وہاں رہ گئے تھے۔ وہ وہیں اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ ولی اپنی سیٹ سے اٹھ کر اس کے پاس آیا تھا۔

"مجھے لگا تھا تم نہیں کر پاؤ گی۔" ولی کی آنکھوں میں بہت سے جذبات تھے۔

"مجھے بھی۔" امائرہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"تم بہت ٹیلنٹڈ ہو امائرہ۔ اپنے آپ کو ضائع مت کرو۔ پلیز۔" ولی کہہ کر آگے بڑھا اور کمرے سے نکل گیا۔ امائرہ وہیں کھڑی رہی تھی۔ اسے یاد تھا آخری بار اس سے ملتے جلتے الفاظ اسے مسٹر وارنر نے کہے تھے۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا تھا۔

سینے میں ایک ٹیس اٹھی تھی۔ وہ ولی سے اٹیچ ہو رہی تھی۔ وہ اس کی عادی ہو رہی تھی۔ وہ بہت احتیاط اور نرمی سے اسے ہیل کر رہا تھا۔ اس کے اندر ہوئی ٹوٹ پھوٹ کو جوڑ رہا تھا لیکن کیا یہ سب اتنا آسان تھا۔

رات کو وہ لاؤنج میں یاسمین کے ساتھ بیٹھی کوئی پاکستانی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ جب حمزہ اکیڈمی سے واپس آیا تھا۔ "ماما کھانا دے دیں۔ بہت بھوک لگی ہے آج۔"

www.novelsclubb.com

یاسمین اٹھ گئی تھی۔حمزہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔"کیسی رہی پریزنٹیشن؟"

"بہت اچھی۔"امائرہ ناخن چباتے ہوئے بولی تھی۔نظر سامنے سکرین پر تھی۔

"موڈ کیوں آف ہے تمہارا پھر۔"

"حمزہ۔۔۔اگرولی بھی باقی سب لوگوں جیسا ہوا اگر وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا تو میں کیا کروں گی۔"اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔

حمزہ اسے دیکھتا رہا۔پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔"میں چینج کر کے آتا ہوں پھر باہر چلتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد وہ دونوں یونہی لاہور کی سڑکوں پر گاڑی دوڑا رہے تھے۔رات کے پہر گزرنے کے ساتھ خنکی اور سردی بڑھتی جا رہی تھی۔

"امائرہ تم بہت میچور ہو میں جانتا ہوں تمہیں صرف ایک کام کرنا ہے۔اپنے ماں

باپ کی ٹوٹی ہوئی شادی سے نکل آؤ کیونکہ وہ بہت پہلے کے اس ایکویشن سے نکل چکے ہیں۔اپنے آپ کو پھوپھو سے کمپیئر کرنا بند کرو کیونکہ تم ان جیسی نہیں ہو امائرہ۔ تم بہت اچھی ہو اچھے لوگوں کے ساتھ اللہ برا نہیں ہونے دیتے۔"حمزہ اسے سمجھا رہا تھا۔

امائرہ اداس سا مسکرائی تھی۔"میں اچھی نہیں ہوں۔"انداز میں تلخی تھی۔

"اگر ایسا ہوتا تو ولی بار بار تمہارے پیچھے نہیں آتا۔وہ تمہیں پسند کرتا ہے اور کہیں نہ کہیں تمہارے دل میں بھی اس کے لیے فیلنگز ہیں۔اگر کوئی تمہیں کہتا ہے کہ تم ولی کو ڈیزرو نہیں کرتی تو ان کو جواب دو کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ تمہارے نصیب میں نہ ہوتا۔اس نکاح کے رشتے نے اور اس شخص نے تمہیں بہت بدلا ہے امائرہ۔شاید تم نے محسوس کیا ہو یا نہ ہو۔ لیکن تم بہتر ہو رہی ہو۔ تمہیں پینک اٹیک کم آتے ہیں۔ تم رات نو دس بجے سو جاتی ہو۔روزانہ کچھ نہ کچھ نیا سیکھتی ہو۔تم بدل رہی

www.novelsclubb.com

ہو۔ تم بہتر ہو رہی ہو۔" حمزہ دوستانہ اور نرم لہجے میں بول رہا تھا اور امائرہ غور سے اسے سن رہی تھی۔

کچھ دیر کے لیے یونہی گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی۔ "نیکسٹ منتھ میں میں آسٹریلیا جا رہا ہوں بی بی ایل کے لیے۔ دعا کرنا جو بھی ہو اچھا ہو۔"

"انشااللہ سب اچھا ہو گا۔" امائرہ نے اسے تسلی دی تھی۔

✡✡✡✡✡

زید اپنی ضرورت کا سامان لے کر ڈیزی کے فلیٹ میں شفٹ ہو گیا تھا۔ وہ اس کے کھانے پینے، دوائی اور باقی تمام ضرورتوں کا خیال رکھتا تھا۔ یاسر اس کا ڈیزی کے ساتھ رہنے کا فیصلہ سن کر بہت حیران ہوا تھا اور اس پر ان کی بحث بھی ہوئی تھی جس پر زید نے انہیں یہی جواب دیا تھا کہ وہ زید کو کسی کام کے لیے مجبور نہیں کر سکتے اور وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔

دن کے وقت وہ زیادہ تر اپنے کام کے سلسلے میں ادھر ادھر نکل جاتا، کبھی کبھی رات کو بھی لیٹ گھر آتا، ڈیزی اس سے کچھ پوچھتی تو وہ کوئی جواب نہ دیتا۔ وہ بس چاہتا تھا کہ ڈیزی بہتر ہو جائے اس کے بعد وہ گھر واپس چلا جائے گا۔ وہ اس سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا ہمیشہ اکھڑا اکھڑا رہتا لیکن ڈیزی اس کی موجودگی سے ہی بہت مطمئن تھی اس لیے وہ اسے سپیس دیتی اور زیادہ تنگ نہ کرتی۔ اس امید سے کہ وقت کے ساتھ شاید اس کا رویہ ڈیزی کے ساتھ بدل جائے۔

وہ اپنا آئس سٹکز کا گھر جو اس نے پاکستان جانے سے پہلے بنانا شروع کیا تھا وہ ڈیزی کے فلیٹ لے آیا تھا جب بھی وہ فارغ ہوتا اسے بنانے لگتا۔ اب بھی وہ لاؤنج کے ٹیبل پر سارا سامان پھیلائے احتیاط سے آئس سٹکز کا کاٹ کاٹ کر گھر کے گرد چار دیواری بنا رہا تھا۔ ڈیزی وقتاً فوقتاً ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھتی جو بہت نیت اور خلوص سے وہ گھر بنا رہا تھا۔

"جب تم چھوٹے سے تھے بہت بری ڈرائینگ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ تم نے تو ایک جھونپڑی بھی نہیں بنتی تھی اور اگر میں تمہیں اس میں رنگ بھرنے کا کہہ دیتی تھی تو تم اتنا چڑتے تھے کہ پہلے اس کو ڈرا کروں اور پھر اس میں کلر بھی کروں۔" ڈیزی نے ٹی وی کی آواز کم کر دی اور بولی۔

"تب میرا دل نہیں ٹوٹا تھا۔" اس نے آئس سٹک کے ساتھ گلو لگائی اور اسے دوسری سٹکز کے ساتھ جوڑ دیا۔

"دل ٹوٹنے کا ان سب سے کیا تعلق؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

"میں ایک آرٹسٹ ہوں اور موسٹلی آرٹسٹز کے دل ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہمیں لگتا ہے یہ سب بنانے سے ہم کم از کم اپنے ارد گرد کی نہیں تو اپنے اندر کی ٹوٹی ہوئی چیزوں کو فکس کر لیں گے۔ یہ سب ایک تخیلاتی اور تصوراتی زندگی ہوتی ہے۔ ہمیں ان سب رہنا اچھا لگتا ہے کیونکہ یہ ہمارے لیے ایک اسکیپ ہوتی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے۔میرا گھر ٹوٹ گیا تھا اس سے مجھے گھر بنانے کا شوق پڑ گیا میں لکڑی ،کاغذ،کارڈز، پیپرز کے گھر بنانے لگا۔میں سول انجینئرنگ پڑھنا چاہتا تھا لیکن اس کی یونیورسٹی کی فیس زیادہ تھی اس لیے میں انٹیریئر ڈیزائننگ کی فیلڈ چوز کر لی کہ چلو گھر نہیں بنا سکتا لیکن اسے سنوار تو سکتا ہوں۔" وہ پہلی دفعہ اس کے ساتھ کھل کر بات کر رہا تھا۔

"تم میری بیکری کا انٹیریئر بھی ٹھیک کر دو میں تمہیں اس کے لیے پے کر دوں گی۔" ڈیزی کچھ لمحے سوچنے کے بعد بولی۔

www.novelsclubb.com

"آپ مجھے افورڈ نہیں کر سکتیں۔"

"تو۔۔۔۔تم بیکری میں میرے پارٹنر بن جانا۔اگر مجھے کچھ ہو گیا تو اسے دیکھ لینا تمہارا ایک سائیڈ بزنس بھی ہو جائے گا۔" ڈیزی نے فوراً حل تجویز کیا۔

"میں ایسا کیوں کروں گا؟"

"میں چاہتی ہوں کہ میرے جانے کے بعد تم مجھے کسی نہ کسی اچھی بات کی وجہ سے یاد کرو۔" ڈیزی کے لہجے میں اداسی تھی وہ کچھ کہنے والا تھا جب اس کا فون بجا۔ اس نے سارہ کا نام پڑھا اور کال پک کر کے کان سے لگائی اور وہاں سے اٹھ گیا۔

"زید میں پاکستان جارہی ہوں عنایا کو ابھی ساتھ لے کر جارہی ہوں لیکن شایان کی ابھی کلاسز چل رہی ہیں تو جب تک اس کی کلاسز ہیں تم اسے پک اور ڈراپ کر دو گے۔" وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں شایان کی ذمہ داری اسے سونپ رہی تھی۔

"بابا بھی جارہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"ابھی نہیں بعد میں جائیں گے وہ اور شایان۔"

"اوکے کب جارہی ہیں آپ؟" زید کیا ہی کر سکتا تھا۔

"کل فلائٹ ہے۔ عنایا کہہ رہی تھی اسے تم سے ملنا ہے اگر ٹائم ہے تو آکر اس سے مل جاؤ۔ ہم نے ایک ڈیڑھ ماہ بعد واپس آنا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں آرہاہوں۔" زید نے کال کاٹی اور واپس آکر اپنی ساری چیزیں سمیٹیں۔ "میں گھر جارہاہوں شام تک واپس آجاؤں گا۔" اس نے اپنا فون اور گاڑی کی چابی لی اور فلیٹ سے نکل گیا۔

✡✡✡✡✡

ولی گوہر کے ساتھ ایک لمبی ڈسکشن کر کے فارغ ہوا تو بے اختیار سامنے لگے وال کلاک پر نظر پڑی جو رات کے آٹھ بجارہا تھا۔ وہ اپنی گاڑی کی چابی اور فون پکڑتا اٹھ گیا تھا۔ یونہی راہداری سے گزرتا ہوا وہ چونکا تھا۔ امائرہ اپنے ڈیسک پر بیٹھی ہوئی تھی۔ عموماً وہ چھے بجے تک گھر واپس جاچکی ہوتی تھی اور اب چونکہ شام جلدی ہو جاتی تھی اس لیے وہ اس سے پہلے چلی جاتی تھی۔

ولی نے قدموں کا رخ موڑا۔ امائرہ نے سامنے کمپیوٹر سے نگاہیں ہٹا کر اس کی جانب دیکھا تھا دونوں کی نظریں ملی تھیں۔

"تم گھر نہیں گئی اب تک۔" وہ ماتھے پر تیوری چڑھائے پوچھ رہا تھا۔

"حمزہ نے پک کرنا ہے وہ آئے گا تو میں چلی جاؤں گی۔"

"میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔"

"لیکن مجھے ابھی گھر نہیں جانا۔"

"فائن ہم ساتھ ڈنر کر لیں گے۔" ولی نے فوراً اس کے مسئلے کا حل پیش کیا۔

"اوکے میں اسے منع کر دیتی ہوں۔" امائرہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی۔ فون نکال کر حمزہ کو میسج کیا اور اپنا بیگ پکڑتی اٹھ گئی۔

ولی نے نوٹس کیا وہ جب سے گاڑی میں بیٹھی تھی وہ بالکل خاموش تھی۔ "آر یو اوکے امائرہ؟" اس نے عام انداز میں پوچھا تھا۔

امائرہ چونکی پھر سنبھل کر سر کو جنبش دی۔

ولی نے گاڑی سڑک کے ایک طرف پارک کی تھی۔امائرہ نے سامنے ریستورانت کا نام پڑھا تھا پھر ولی کو دیکھا جو سیٹ بیلٹ اتار رہا تھا۔" چلیں ؟"

امائر سر ہلا کر اس کے پیچھے چل دی۔ولی نے کھانا آرڈر کیا تھا اور پچھلے پورے گھنٹے سے وہ یہی دیکھ رہا تھا کہ امائرہ نے بمشکل تین چار نوالے کھانا کھایا تھا۔وہ بار بار فون پر ٹائم دیکھ رہی تھی اور وہ کچھ الجھی ہوئی تھی۔

"تم مجھے بتا سکتی ہو کیا بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے شاید میں اس کا حل نکال سکوں۔"ولی کرسی سے ٹیک لگائے مطمئن انداز میں بولا تھا۔

"ماما آئی ہوئی ہیں۔مجھے ابھی ان سے بات نہیں کرنی اس لیے لیٹ گھر جانا تھا تاکہ میرے جانے تک وہ سو چکی ہوں۔"امائرہ ذرا جھجھکتے ہوئے بولی تھی۔

"اور تمہیں ان سے کیوں نہیں ملنا؟"ولی سنجیدہ انداز میں گویا ہوا تھا۔

"وہ مجھ سے۔۔۔۔۔۔زید کے بارے میں پوچھیں گی میرا ابھی کوئی موڈ نہیں ان

کی باتیں سننے کا۔" امائرہ ہونٹ چباتے ہوئے بولی تھی۔

"تو تم انہیں بتا دینا کہ تم اب اس میں انٹرسٹڈ نہیں ہو۔" ولی کا انداز سپاٹ تھا۔

امائرہ نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔اوپر والا سانس اوپر اور نیچے والا سانس نیچے رہ گیا ۔فضا میں بے حد گھٹن محسوس ہونے لگی۔اپنا آپ مجرم لگنے لگا تھا۔

"کچھ غلط کہہ رہا ہوں میں۔" ولی کا چہرہ بے تاثر اور لہجہ سرد تھا۔وہ چاہتا تھا وہ جو سوچ رہا تھا امائرہ اس کی نفی کر دے۔امائرہ نے نفی نہیں کی تھی وہ اسے یونہی ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم اسے پسند کرتی تھی لیکن تم نے اسے نہیں اپنایا کیونکہ امائرہ تم اپنے فیصلے خود نہیں لیتی ہو۔ تم چاچو کو اپنے فیصلے لینے دیتی ہو۔ جانتی ہو کیوں ؟؟تاکہ بعد میں تم انہیں الزام دے سکو۔ تم نے یہ نکاح بھی اسی لیے کیا تھا۔"

امائرہ کا ذہن الفاظ جوڑتے ہوئے جواب اکٹھا کر رہا تھا۔لفظ اندر دم توڑنے لگے

۔جن سوالوں سے بچنے کے لیے وہ اپنی ماں سے چھپتی پھر رہی تھی وہ سوال اس سے ولی پوچھ رہا تھا۔ماں کے سوالوں سے شاید اتنی تکلیف نہ پہنچتی جتنے ولی کے الفاظ اذیت دے رہے تھے۔کیونکہ اس کی اپنی ماں سے وابستہ امیدیں کئی سال پہلے ختم ہو چکی تھیں لیکن ولی سے وہ نئی امیدیں لگا رہی تھی۔

"مجھے لگا تھا کہ آپ الگ ہیں رائد سے، حنان سے، عنیزہ آنٹی سے، ماما سے۔" اندر کچھ ٹوٹ رہا تھا۔لہجہ کپکپا رہا تھا۔وہ امیدیں تھیں جو وہ اس شخص سے باندھ رہی تھی۔"زید برا تھا یا اچھا تھا آپ سب جیسا نہیں تھا وہ جج نہیں کرتا تھا۔میرے پاس گنے چنے لوگ ہیں جنہیں میں اپنا سمجھتی ہوں۔مجھے لگا تھا آپ ان جیسے ہوں گے لیکن آپ کی غلطی نہیں۔عنیزہ آنٹی کہتی تھیں کہ میں بری ہوں اس لیے سب مجھے اس طرح ٹریٹ کرتے ہیں اور میں ان سے لڑتی تھی لیکن اتنے زیادہ لوگ غلط نہیں ہو سکتے۔میں جب بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہوں سب میرا ماضی

میرے سامنے لاکر رکھ دیتے ہیں۔یو آر نو ڈیفرنٹ دین مائے فادر اینڈ مائے بردرز۔"امائرہ کے لہجے میں واضح کپکپاہٹ تھی۔وہ اسے تیکھا جواب دیتی اٹھ گئی تھی۔

"امائرہ سٹاپ۔آئی ڈونٹ مین اٹ۔"ولی نے اسے روکا تھا۔

"میرے پیچھے مت آیئے گا۔مجھے آپ کی ضرورت نہیں ہے۔"وہ دوٹوک انداز میں بولی اور وہاں سے چلی گئی۔

وہ یونہی بے مقصد سڑک پر چل رہی تھی پھر ایکدم تھک کر نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ سینے پر ایکدم ایک بوجھ سا آگرا۔کھلی فضا میں گھٹن محسوس ہونے لگی۔اس نے اپنا فون نکال کر ایک نمبر ملایا۔بیل جا رہی تھی لیکن مقابل کال پک نہیں کر رہا تھا،وہ ہذیاتی انداز میں بار بار اس نمبر کو ملا رہی تھی۔اس نے ایک بار سر اٹھا کر آس پاس نظریں دوڑائیں۔سڑک پر چلتی ہوئی گاڑیاں،تاریک رات،فضا میں بڑھتی ہوئی

www.novelsclubb.com

دھنداور ایک میلی جگہ جس پر بیٹھنے سے اس کے کپڑوں پر مٹی لگ گئی تھی۔اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔وہ تنہا تھی۔بے اختیار اسے کچھ سال پہلے اسی طرح کی ایک رات یاد آگئی۔اس نے فوراًا ایک نمبر ملایااور خود میں سمٹ کر بیٹھ گئی۔کچھ ہی دیر میں ایک گاڑی اس کے سامنے رکی تھی۔امائرہ کی رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی وہ کچھ بھی کہے بغیر دوسری جانب کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی

۔

"آر یو اوکے ؟"حمزہ کی نظر اس کے کپڑوں پر پڑی جن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔

امائرہ نے ہولے سے سر کو جنبش دی۔رات سے زیادہ آج اس کا دل تاریک تھا۔بے اختیار اسے زید کا کہا ہوا جملہ اس کے کانوں میں گونجا تھا۔"وہ تمہیں ہرٹ کرے گا امائرہ۔"امائرہ نے آنکھیں میچ لیں۔

سارہ،طاہر،یاسمین،حلیمہ بیگم سب ہال میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔امائرہ ان

سب کو نظر انداز کرتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے کا دروازہ بند کیا۔ دل کی دھڑکن بڑھ چکی تھی۔

سائیڈ ٹیبل کا دراز کھول کر کنگھالا۔ مطلوبہ چیز نہیں ملی تھی وہ دوسرے سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی تھی۔ اندر سے دوائیوں کے پیکٹ نکالے۔ چند گولیاں ہتھیلی پر رکھیں پانی کے ساتھ ان گولیوں کو حلق سے اتارا۔ لائٹ آف کی اور کمبل اوڑھ کر آنکھیں موندلیں۔

"کوئی تمہارا یقین نہیں کرے گا۔۔۔۔ کوئی تم سے پیار نہیں کرتا۔۔۔۔۔ تم ایک کام کرو مر جاؤ۔" الفاظ، جملے، لہجے، رویے، ذہن میں گڈ مڈ ہونے لگے۔ ماتھا اور ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگیں۔ لیکن جلد ہی وہ ان سب سے بے نیاز ہو کر گہری نیند کی وادیوں میں گم ہو چکی تھی۔

سائیڈ ٹیبل پر نیند کی گولیوں کا پیکٹ خالی پڑا ہوا تھا جسے امائرہ کئی مہینوں سے استعمال

www.novelsclubb.com

نہیں کر رہی تھی آج اسے اس کی ضرورت پڑ گئی تھی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔اس نے اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر باہر لان میں عنایا کو کھیلتے ہوئے دیکھا۔وہ کافی دیر تک وہیں کھڑی عنایا کو فٹ بال کے ساتھ کھیلتا دیکھتی رہی۔

سر نیند کی گولیوں کی وجہ سے بھاری ہو چکا تھا۔اس کا یونیورسٹی جانے کا موڈ نہیں تھا۔چہرے پر پانی کے چھینٹیں مارنے کے بعد وہ نیچے لان میں آئی تھی۔گھٹنوں پر جھک کر عنایا سے ملی۔

"لک امائرہ۔میں تمہارے جتنی ہو گئی۔" عنایا اس کے ساتھ کھڑی ہو کر پر جوش انداز میں بولی تھی۔

امائرہ مسکرائی تھی۔پھر واپس کھڑی ہو گئی۔اب عنایا اس کی ٹانگوں تک آ رہی تھی۔"تم ابھی بھی مجھ سے چھوٹی ہو۔" امائرہ مسکرا کر بولی تھی۔

عنایا نے برا سا منہ بنایا۔

ناشتے کے ٹیبل پر سب موجود تھے سوائے حمزہ کے جو صبح صبح اپنی پریکٹس کے لیے نکل چکا تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟" امائرہ سارہ سے مخاطب ہوئی۔ سارہ مسکرا کر اس سے ملی۔ پھر وہ دونوں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔ آج وہ بہت دیر بعد سب کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرنے والی تھی۔

عنایا نے ٹیبل پر پڑی ساری ڈشز کا جائزہ لیا اور چیئر پر بیٹھتی بیٹھی واپس کھڑی ہو گئی ۔" مجھے یہ سب نہیں کھانا۔" منہ بنا کر بولی۔ یاسمین نے بے اختیار بے چارگی سے امائرہ کی جانب دیکھا آج سارا ناشتہ اس نے اکیلے بنایا تھا کیونکہ ملازمہ نہیں آئی تھی ۔

"عنایا بیٹا ضد نہیں کرو۔ شاباش کھانا کھاؤ۔ ایسے نہیں کہتے۔" سارہ نے اسے ڈپٹا

تھا۔

"یونو واٹ عنایا۔مجھے بھی یہ پسند نہیں۔" امائرہ نے نوالہ منہ میں ڈالتے ڈالتے واپس رکھ دیا تھا۔عنایا کی آنکھوں میں چمک آئی تھی وہ جانتی تھی کہ اب امائرہ اسے باہر لے کر جائے گی۔یاسمین نے سکون کا سانس لیا اب اسے دوبارہ کچن میں نہیں جانا پڑے گا۔

اور امائرہ نے ایسے ہی کیا تھا۔اسے دو تین گھنٹے گھمانے پھرانے کے بعد آخر کار اس نے گھر کا رخ کیا تھا۔واپس آئی تو سارہ اور نانو لاؤنج میں بیٹھے کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔جیوٹی وی پر کوئی ڈرامہ چل رہا تھا جس کو میوٹ کر دیا تھا۔امائرہ سیڑھیوں کی جانب بڑھنے والی تھی جب سارہ کے پکارنے پر رک گئی تھی۔

"آپ جاؤ میں آتی ہوں۔" عنایا کو نرمی سے کہتے ہوئے وہ لاؤنج کی جانب بڑھ گئی ۔دھپ سے صوفے پر بیٹھ کر سوالیہ نظروں سے سارہ کو دیکھا۔

"یونیورسٹی کیوں نہیں گئی آج؟"

"موڈ نہیں ہے۔" امائرہ اطمینان سے بولی۔

"اب جو میں پوچھوں گی اس کا سیدھا سیدھا جواب دینا۔" سارہ تیکھے لہجے میں بولی۔

امائرہ نے کسی تاثر کا اظہار نہیں کیا تھا۔وہ سارہ کے سوالات سے واقف تھی۔

"جب زید یہاں تھا اور تم جانتی تھی تو تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا؟" سارہ کا انداز دو ٹوک تھا۔

"اس نے منع کیا تھا۔وہ آپ سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ مینٹلی ڈسٹربڈ تھا۔یاسر انکل سے ناراض تھا کچھ دیر دور رہنا چاہتا تھا۔اس لیے میں نے نہیں بتایا۔" امائرہ لاپرواہ سی بولی۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے امائرہ۔جان کیوں نہیں چھوڑ دیتی تم ایک ہی دفعہ اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی؟"سارہ چلائی تھی۔

"وہ خود آیا تھا میں نے نہیں بلایا تھا۔ میرے اوپر بھڑکنا چھوڑ دیں۔ میں آپ کے کسی سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔"امائرہ سرد انداز میں بولی تھی۔

"کیا چاہتی ہو طلاق دے دے مجھے یاسر۔ تمہاری وجہ سے اتنی سنائی تھی اس نے مجھے۔"سارہ اپنی بھڑاس نکال رہی تھی جو وہ اتنے ماہ سے جمع کر کے بیٹھی تھی۔

"آپ جو مرضی کریں مجھے فرق نہیں پڑتا۔"امائرہ بے نیازی سے کہہ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے باپ سے بات کر لیتی ہوں۔"سارہ ابرو اچکا کر بولی ۔اس کے انداز میں تنبیہ واضح تھی۔

امائرہ کے ماتھے پر بل پڑے۔"میری سوتیلی ماں کا رول نبھانے کے لیے عنیزہ آنٹی ہیں تو آپ نہ کوشش کریں اور آپ آلریڈی ڈیڈ سے یہ بات ڈسکس کر چکی ہیں ۔مزید انہیں پریشان مت کریں وہ بیمار ہیں۔"امائرہ جل کر کہتی کہہ کر سیڑھیوں

کی جانب بڑھ گئی۔اب جب تک سارہ یہاں تھیں اسے ان باتوں کی عادت ڈال لینی چاہیے تھی۔

"ہاں باپ کی بیماری کی فکر ہے ماں کی عزت کی نہیں۔" سارہ بلند آواز میں بڑبڑا رہی تھی۔

"بس کردو سارہ۔پچھلی بار بھی تمہاری باتوں کی وجہ سے اس نے اتنا انتہائی قدم اٹھایا تھا۔اسے کیا ضرورت ہے اس لڑکے کے پیچھے پڑنے کی۔اس کا اپنا شوہر اتنا اچھا اور خیال رکھنے والا ہے۔" آخرکار حلیمہ بیگم نے مداخلت کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اس لیے اتنی ہواؤں میں اڑ رہی ہے۔" سارہ نخوت بھرے لہجے میں بولی۔حلیمہ بیگم نے تاسف سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

✡✡✡✡✡

امائرہ پورا ہفتہ نہ یونیورسٹی گئی نہ آفیس۔اس کا فون پورے ہفتے سے بند پڑا تھا جسے

اس نے چارج کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔نہ تو اس کی طبیعت ٹھیک تھی نہ ہی اس کا کچھ کرنے کو دل کرتا تھا۔اتنے ماہ سے جو وہ بہتر محسوس کر رہی تھی اب وہ بہتری اس کی حالت میں کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

وہ آج کل اپنا سارا وقت یا تو اپنے کمرے میں وقف کر رہی تھی یا پھر عنایا کے ساتھ۔ کبھی اس کے ساتھ کارٹون دیکھتی،اس کے ساتھ کھیلتی،اسے گھمانے باہر لے جاتی۔دل میں عجیب بے چینی تھی۔

عنایا کے کارٹون دیکھنے کی آواز سے امائرہ کی نیند میں خلل پڑھا اور وہ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ بیٹھی سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔"گڈ مارننگ۔جوس لے کے آؤں تمہارے لیے۔"عنایا نے اسے اٹھا ہوا دیکھ کر گرمجوشی سے پوچھا۔

"شیور۔"امائرہ مسکرا کر بولی۔عنایا نے ٹی وی کا ریموٹ وہیں چھوڑا اور بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔امائرہ فریش ہو کر نکلی تو عنایا وہاں نہیں تھی۔وہ کچن میں جا

www.novelsclubb.com

رہی تھی جب حلیمہ بیگم کے کمرے سے آنے والی آوازیں سن کر اس جانب بڑھ گئی۔

حلیمہ بیگم آنکھیں بند کیے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھیں اور سارہ ان کی ٹانگیں دبا رہی تھی۔"کیا ہوا ہے نانو کو۔"

حلیمہ بیگم نے ایک بار آنکھیں کھول کر ترچھی نظروں سے دہلیز پر کھڑے موت کے فرشتے کو دیکھ کر دوبارہ آنکھیں بند کر لیں وہ جانتی تھیں اب امائرہ نے ان پر غصہ ہونا تھا۔

امائرہ نے جبڑے بھینچ پر سائیڈ ٹیبل کھول کر کنگھالنا شروع کیا۔آخری دراز سے چاکلیٹز کا ایک ڈبہ برآمد ہو ہی گیا تھا جو حلیمہ بیگم نے اپنی چیزوں کے پیچھے کر کے رکھا ہوا تھا۔امائرہ نے اس ڈبے کو غصے سے پرے پھینکا ساری چاکلیٹز فرش پر بکھر گئیں۔سارہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔"یہ کیا حرکت ہے؟"سارہ کے لہجے

www.novelsclubb.com

میں واضح بر ہمی تھی۔

"یہ آپ لائیں تھیں آپ جانتی ہیں نانو کو ڈائیبٹیز ہے۔آپ اس دن سے نانو کے ساتھ رہ رہی ہیں میں ہی پاگل ہوں جو آپ سے کچھ ایکسپیکٹ کر رہی ہوں۔" امائرہ سرد انداز میں کہتی ہوئی الماری تک گئی تھی اندر سے بلڈ گلوکوز میٹر نکالا اور حلیمہ بیگم کے سر پر آکر کھڑی ہو گئی۔

"میں تمہاری ماں ہوں تم میرے ساتھ اس طرح بات نہیں کر سکتی۔" سارہ کے لہجے میں واضح ناگواری تھی۔

"ایک بات بتائیں آپ مجھے جتاتی ہیں یا خود کو یاد کرواتی ہیں کہ آپ میری ماں ہیں ۔" امائرہ کن اکھیوں سے سارہ کو دیکھ کر بولی تھی۔ "اور آپ اٹھیں گی یا نہیں۔" وہ حلیمہ بیگم سے مخاطب ہوئی۔

حلیمہ بیگم معصوم سی شکل بنا کر ذرا سیدھا ہو کر بیٹھیں۔ "مجھے کچھ نہیں ہوا تم فکر

نہیں کرو۔"

امائرہ نے ان کی شوگر چیک کی اور رزلٹ دیکھ کر ایک سرد آہ بھری۔"ہوسپٹل چلیں۔"

"میں نے دوائی لی ہے تھوڑی دیر تک ٹھیک ہو جاؤں گی۔" حلیمہ بیگم امائرہ سے نظریں چراتے ہوئے بولیں۔

"فائن۔" امائرہ نے وہ ڈیوائس واپس الماری میں رکھی۔" اگر نانو کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو مجھے بتا دیجیے گا میں انہیں ہوسپٹل لے جاؤں گی۔" وہ سارہ سے کہہ رہی تھی۔"اور میں اب آپ کو نہیں روکوں گی آپ کو بھی اپنی مرضی کرنے کا پورا حق ہے جو مرضی کھائیں پئیں آپ کے اپنے بچے ہیں آپ کا خیال رکھنے کے لیے۔" امائرہ انہیں باور کروا کر چلی گئی تھی۔

"ایسے مت ڈانٹا کرو اسے۔" حلیمہ بیگم امائرہ کے جانے کے بعد سارہ سے مخاطب

www.novelsclubb.com

ہوئی۔

"تو کیا کروں آپ نے دیکھا ہے کیسے آنکھیں دکھا رہی تھی مجھے اور آپ کو بھی کیسے سنا کے گئی ہے۔ آپ سب نے زیادہ سر پر چڑھایا ہوا ہے اسے۔" سارہ بھی کہاں اپنی غلطیوں کو ماننے والوں میں سے تھی۔

"غصے میں بول دیتی ہے جو بھی منہ میں آتا ہے لیکن وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اس گھر میں اس کے علاوہ کہاں کسی کو میرا خیال آتا ہے۔ مہینے میں دو دفعہ ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتی ہے، میرے کھانے پینے دوا ہر چیز کا خیال رکھتی ہے ورنہ بوڑھے لوگوں کو کہاں کوئی اتنی توجہ دیتا ہے۔" حلیمہ بیگم آنکھیں بند کیے دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "وہ کسی بات سے پریشان ہے اسی لیے تو اتنے دنوں سے کالج بھی نہیں گئی اور سارا دن اپنے کمرے میں پڑی رہتی ہے۔ تم اس کا ماں ہو ہر وقت اتنی سخت باتیں مت کیا کرو اس سے۔ تم نے کون سا روز روز آنا ہوتا ہے جو چار دن رہنا

ہے اچھے سے رہو۔ اگر پیار سے بات نہیں کرتی تو بار بار اسے یوں ڈانٹا بھی مت کرو۔"

سارہ ہونٹ چباتی کچھ سوچنے لگی۔ حلیمہ بیگم کی تھوڑی ہی دیر میں آنکھ لگ گئی تو وہ بھی وہاں سے اٹھ گئی۔ وہ اوپر آئی تو امائرہ کے کمرے کے پاس رک گئی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عنایا ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور امائرہ اس کے بالوں کی بریڈز بنا رہی تھی۔ "تمہارا فون کہاں ہے امائرہ؟"

"پتہ نہیں دیکھتی ہوں کیا کرنا ہے تم نے۔" امائرہ اس کا ہیئر سٹائل بنا کر اب کمرے کی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔

"زی کو کال کرنی ہے اس کی ماما کے بارے میں پوچھنا ہے۔"

"کیا ہوا اس کی ماما کو؟" امائرہ کے ماتھے پر بل پڑے۔

"زی نے تمہیں بتایا نہیں۔" عنایا نے گردن موڑ کر امائرہ کی جانب دیکھا۔

"نہیں۔اب ہماری بات نہیں ہوتی۔" امائرہ ایک لمبی سانس کھینچ کر بولی۔

"کیوں؟"

"کیونکہ اب ہم دوست نہیں ہیں۔"

"دوستیاں ایسے تھوڑی ختم ہو جاتی ہیں۔" عنایا کو جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

"سب ختم ہو جاتا ہے عنایا یہاں کچھ بھی ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتا۔" امائرہ نے فون دراز سے نکال کر چارجنگ پر لگا دیا۔ "فون چارج ہو جائے گا تو تم اسے کال کر لینا۔" سارا کمرا سیٹ ہو چکا تھا لیکن اب بھی اسے سب کچھ بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔

"اوکے میں تمہارا میک اپ یوز کر لوں؟"

"تمہیں جو یوز کرنا ہے تم کر سکتی ہو۔میں آتی ہوں۔" اس نے گلاس اور ٹرے اٹھائی اور پلٹی دہلیز پر کھڑی سارہ کو دیکھ کر امائرہ ذرا چونکی تھی پھر کسی بھی تاثر کا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اظہار کیے بغیر وہ اس کے پہلو سے گزر کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

وہ واپس آئی تو عنایا سو چکی تھی امائرہ نے شاہزیب کو کال کرنے کی نیت سے فون آن کیا فون آن ہوتے ہی گوہر صاحب کے نام سے دھڑا دھڑ میسجز آنا شروع ہو گئے تھے۔امائرہ نے غیر دلچسپی سے ان پیغامات کو پڑھنا شروع کیا۔آخر پر امائرہ نے ایک ہی میسج بھیجا۔"میں نے جاب چھوڑ دی ہے۔"

"کچھ چیزیں ہیں وہ کلیئر کر دو آکر۔"کچھ دیر بعد ان کا پیغام موصول ہوا۔

امائرہ نے کچھ سوچتے ہوئے ٹائپ کیا تھا۔"ولی آفیس میں ہے؟؟"

"ابھی تو نہیں ہے۔"گوہر نے ماتھے پر شکنیں لیے جواب دیا۔وہ ولی کے بارے میں کیوں پوچھ رہی تھی۔

امائرہ لب کاٹتے ہوئے وارڈروب کی جانب بڑھ گئی تھی۔بددلی سے تیار ہو کر امائرہ نے اپنی گاڑی کا رخ کمپنی کی جانب موڑا تھا۔فون پر وقت دیکھا۔پانچ بج رہے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھے۔ باہر دھند پھیلی ہوئی تھی لیکن گاڑی میں لگے ہیٹر کی وجہ سے اسے سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

حمزہ کل بی بی ایل کے لیے آسٹریلیا جا رہا تھا اس لیے انہوں نے آج ڈنر کا پلان بنایا تھا اور امائرہ اسی کو ذہن میں رکھتی ہوئی گھر سے ذرا دیر سے نکلی تھی تاکہ آفیس سے فارغ ہو کر سیدھا ڈنر کے لیے چلی جائے۔

کچھ دیر میں وہ گوہر صاحب کے کیبن میں داخل ہوئی تھی۔ معمول کے مطابق وہ اپنا موٹا چشمہ لگائے کسی فائل کو دیکھ رہے تھے۔ امائرہ ان کے سامنے بیٹھی تھی۔ اپنا ریزیگنیشن لیٹر سامنے ٹیبل پر رکھا اور سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

"جاب کیوں چھوڑ دی؟" وہ سادہ انداز میں پوچھ رہے تھے۔ ان کی نظر امائرہ کے حلیے پر پڑی تھی جو ہمیشہ بہت اچھے سے تیار ہو کر آتی تھی وہ آج کھلی جینز کے اوپر سیاہ ہڈی پہنے اس کی ہڈ بالوں پر ٹکائے جس سے بال باہر نکل رہے تھے کافی بیزار

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لگ رہی تھی۔

"اب مجھے ضرورت نہیں ہے۔" امائرہ لاپرواہ سی بولی تھی۔

"پہلے تھی؟" امائرہ کے پہننے اوڑھنے سے کبھی لگا ہی نہیں تھا کہ وہ پچاس ہزار کمانے آئی ہے۔ وہ یہاں ایڈوانچر کرنے آئی تھی اور اب وہ ایڈوانچر ختم ہو چکا تھا۔

امائرہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تم شاہزیب خان کی بیٹی ہو؟" وہ امائرہ کے ڈاکومنٹس دیکھ رہے تھے۔ ان کے ماتھے کی شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ کس حد تک حیرت میں مبتلا تھے۔

"جی۔" امائرہ نے جواب دیا تھا۔

"شاہزیب میرا کلاس فیلو تھا۔ سکول سے گرایجوایشن تک ہم ساتھ پڑھے ہیں ۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس کے تو دو ہی بیٹے ہیں۔" انہوں نے ڈاکومنٹس واپس

ٹیبل پر رکھ دیے تھے۔

"اگر آپ ان کے کلاس فیلو رہ چکے ہیں تو آپ کو ان لو لائف کا بھی اندازہ ہو گا۔" امائرہ ابرو اچکائے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

گوہر کے ماتھے پر سلوٹیں پڑیں۔ "تمہارا مطلب۔۔۔۔۔۔ سارہ؟" ذہن پر زور ڈالنے سے انہیں سارہ کا نام یاد آ ہی گیا تھا۔

امائرہ نے سر ہلایا تھا۔ "ماما آسٹریلیا پڑھنے گئی تھیں وہیں ان دونوں نے شادی کی کچھ سال شادی چلی پھر ڈیوورس ہو گئی۔ میں ان کی بیٹی ہوں۔"

"بہت ذہین لڑکی تھی تمہاری ماں۔ بریلیئنٹ سٹوڈنٹ، کانفڈینٹ، بولڈ اینڈ بریو۔" گوہر اسے یاد کر کے بتا رہے تھے۔

"اور ڈیڈ؟" امائرہ نے یونہی سرسری انداز میں پوچھا۔

"وہ تو ایورج ہی تھا پڑھائی میں لیکن ہینڈ سم تھا اور پیسہ بہت تھا اس کے پاس۔ ساری لڑکیوں کو اس پر کرش تھا لیکن اسے سارہ کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا تھا دونوں ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے شاید یہی وجہ تھی کہ ان کے درمیان پسندیدگی پیدا ہو گئی۔ سارہ یہیں ہوتی ہے کیا؟"

"نہیں انہوں نے دوسری شادی کر لی وہ کینیڈا رہتی ہیں۔ ابھی آئی ہوئی ہیں پاکستان۔" وہ بہت نارمل انداز میں بتا رہی تھی۔ عموماً وہ اپنے ماں باپ کی طلاق کے بارے میں اتنا نارمل ہو کر بات نہیں کرتی تھی۔

"اور تمہاری کسٹڈی شاہزیب کے پاس ہے۔"

"جی۔"

"تو تم یہاں کیوں رہتی ہو۔ آسٹریلیا کیوں نہیں؟"

"پہلے وہیں رہتی تھی چار پانچ سالوں سے ادھر رہ رہی ہوں کیونکہ مجھے یہاں رہنا

اچھا لگتا ہے۔" امائرہ نے کندھے اچکائے تھے۔

"اس کا مطلب ولی تمہارا کزن ہے۔"

امائرہ نے گہری سانس خارج کی ایک بار پھر اس کی وہ باتیں یاد آئی تھی۔" نکاح ہوا تھا ہمارا۔ لاسٹ ایئر۔" وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی تھی۔

گوہر نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔" میرا بیٹا بیمار تھا اس وقت اس لیے میں نہیں گیا تھا ولی کے نکاح پر۔ لیکن آئی مسٹ سے کہ تم اپنے نکاح والی پکچرز سے بہت ڈیفرنٹ ہو۔ آفیس میں کسی بندے بشر کو بھی اندازہ نہیں ہو گا کہ تم ولی کی بیوی ہو۔"

امائرہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

گوہر نے کچھ فائلز اس کے سامنے رکھیں تھیں۔" تم یہ دیکھ کر مجھے بتا سکتی ہو کہ کتنے ٹیکسز کلیئر ہیں۔ یہ سارا ریکارڈ تمہارے پاس ہی تھا۔"

امائرہ ایک ایک کر کے ان فائلز کو کھول کر دیکھ تو رہی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ فوکس نہیں کر پا رہی تھی۔اسے دو دو لفظ نظر آ رہے تھے اور کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

وہ بار بار الجھن سے اپنے بال کانوں کے پیچھے اڑستی۔اپنا پہلو بدلتی۔ سمجھنے کی کوشش کرتی لیکن ناکام ہو جاتی۔

"تم ٹھیک ہو؟" گوہر نے استفسار کیا تھا۔

امائرہ کا سر خود بخود اثبات میں ہل گیا تھا۔اگلے دو گھنٹے وہ وہیں بیٹھ کر ان کے ساتھ ٹیکسز اور اکاؤنٹس کو ڈسکس کرتی تھی۔ یہاں تک کہ اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ اتنا وقت گزر چکا ہے۔سارا کام ختم کرنے کے بعد اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ گوہر نے نوٹس کیا تھا وہ بار بار پانی کے گھونٹ بھر رہی تھی، مسلسل کنپٹیوں کو مسل رہی تھی۔شاید اس کا سر دکھ رہا تھا۔

"گڈ بائے مسٹر گوہر۔" امائرہ کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گوہر بھی رسمی انداز میں مسکرائے۔ سر کو خم دیا۔

امائرہ چلی گئی۔ اس نے اب یہاں نہیں آنا تھا۔ وہ جن جگہوں کو چھوڑ دیتی تھی وہ وہاں واپس نہیں لوٹتی تھی۔

ولی ابھی ابھی میٹنگ روم سے نکلا تھا۔ جب اس کا فون وائیبریٹ ہوا۔ اس نے کال رسیو کر کے فون کان سے لگایا۔ "ولی امائرہ آفیس گئی تھی۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔ وہ ابھی تک گھر نہیں پہنچی۔ اس کا فون بج رہا ہے لیکن وہ کال نہیں پک کر رہی تھی۔ کیا وہ تمہارے ساتھ ہے؟" حمزہ کے لہجے میں تشویش تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔ ایک منٹ میں چیک کرتا ہوں۔" وہ چلتا ہوا گوہر کے کیبن میں آیا تھا۔

"گوہر بھائی۔ امائرہ آئی تھی؟"

"ہاں آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے اسے گئے ہوئے۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ میں نے اسے کہا تھا کسی کو کال کر لے لیکن اس کا کہنا تھا وہ ٹھیک ہے۔ اس کی کنڈیشن

ایسی نہیں تھی کہ وہ ڈرائیو کر سکے۔" گوہر نے جواب دیا تھا۔

امائرہ کے کلائی پر موجود نشان، شادی کی بات پر ایکسڈینٹ کروانے کی کوشش، اس کا بار بار خوفزدہ ہو جانا، اس کے پینک اٹیکز اسے ایک فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

ایک خوف تھا جس نے ولی کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔ امائرہ ٹھیک نہیں تھی وہ خود ڈرائیو کر کے گھر جا رہی تھی۔ اس کا فون بج رہا تھا لیکن وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔ برے برے وسوسوں نے دماغ میں ابھرنا شروع کر دیا اور ان وسوسوں کے ساتھ اس کے دل میں موجود گلٹ بڑھنے لگا۔

وہ لفٹ کی جانب بھاگا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ گاڑی میں بیٹھے سڑکوں پر امائرہ کو تلاش کر رہا تھا۔ ایکدم اس کی گرفت سٹیئرنگ پر مظبوط ہوئی تھی۔ سڑک پر کچھ لوگ ایک ہجوم بنائے کھڑے تھے۔ یقیناً وہاں کوئی ایکسڈینٹ ہوا تھا۔ ولی نے پوری وقت سے

www.novelsclubb.com

سٹیرنگ وہیل پر ہاتھ مارا تھا۔"ڈیم اٹ۔" وہ فوراً گاڑی سے نکلا۔

لوگوں کے ہجوم کو پار کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہوا وہ ایک مقام پر رک گیا تھا۔امائرہ کی گاڑی سامنے ایک گاڑی سے ٹکرائی تھی۔مقابل کی حالت بہتر تھی لوگ اسے سڑک پر بٹھا کر پانی پلا رہے تھے۔کچھ ویڈیو بنانے میں مصروف تھے۔کچھ دلچسپگی سے اس حادثے کو دیکھ رہے تھے۔

امائرہ کی گاڑی بری طرح ڈیمج ہوئی تھی۔اس لیے لوگوں نے اسے باہر نہیں نکالا تھا ۔وہ ریسکیو کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ولی آگے بڑھا تھا۔عجلت میں اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا جو ٹوٹ چکا تھا۔

امائرہ نے ایک بار پلکیں جھپکا کر ولی کو دیکھا پھر وہ بے حوش ہو گئی۔ولی نے بغیر دیر لگائے اسے گاڑی سے نکالا تھا اپنی باہوں میں اٹھایا۔کچھ دیر میں وہ ہوسپٹل کے کوریڈور میں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔اسے امائرہ سے اس دن یوں بات

www.novelsclubb.com

نہیں کرنی چاہیے تھی۔ یہ احساس اس کے دل کو مزید بوجھل کر رہا تھا۔

اس نے کچھ سوچتے ہوئے فون کھولا تھا۔ حمزہ نے اسے دوبارہ کچھ کالز کی تھیں۔ ولی نے اسے کال بیک کر کے فون کان سے لگایا تھا۔ "امائرہ کا ایکسڈینٹ ہوا ہے۔ وہ ہوسپٹل میں ہے۔" اس نے حمزہ کے کچھ پوچھنے سے پہلے اسے بتا دیا۔

"وہ ٹھیک ہے؟" حمزہ نے ڈرتے ہوئے سوال کیا۔

"ابھی ڈاکٹر نے کچھ نہیں بتایا۔" ولی بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

آدھے گھنٹے میں حمزہ اسے کوریڈور میں آتا دکھائی دیا تھا۔ ولی کو اس کا یوں اکیلے آنا عجیب لگا تھا کم از کم اس کی ماں کو تو اس کے ساتھ آنا چاہیے تھا۔

"کچھ کہا ڈاکٹر نے؟؟" حمزہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

ولی نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ حمزہ بے بس سا بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔

ولی بار بار شاہزیب کو کال کرنے کا فیصلہ کرتا اور بار بار ارادہ ترک کر دیتا۔اس نے حمزہ کی طرف دیکھا تھا جو زیر لب کچھ پڑھ رہا تھا۔کوئی تسبیح، کوئی ذکر۔وہ پریشان تھا، فکر مند تھا۔"میرے پاس گنے چنے رشتے ہیں جنہیں میں اپنا سمجھتی ہوں۔" ولی کو بے اختیار اس کا کہا ہوا جملہ یاد آیا تھا۔وہ یقیناً حمزہ کی بات کر رہی تھی۔اس نے کہا تھا وہ اس کا دوست ہے اور وہ اپنی دوستی نبھا رہا تھا۔اپنی وفاداری ثابت کر رہا تھا۔وہ اپنی دعاؤں میں امائرہ کی سلامتی مانگ رہا تھا۔

✡✡✡✡✡

www.novelsclubb.com

جاری ہے۔